مقالات السنة

www.KitaboSunnat.com

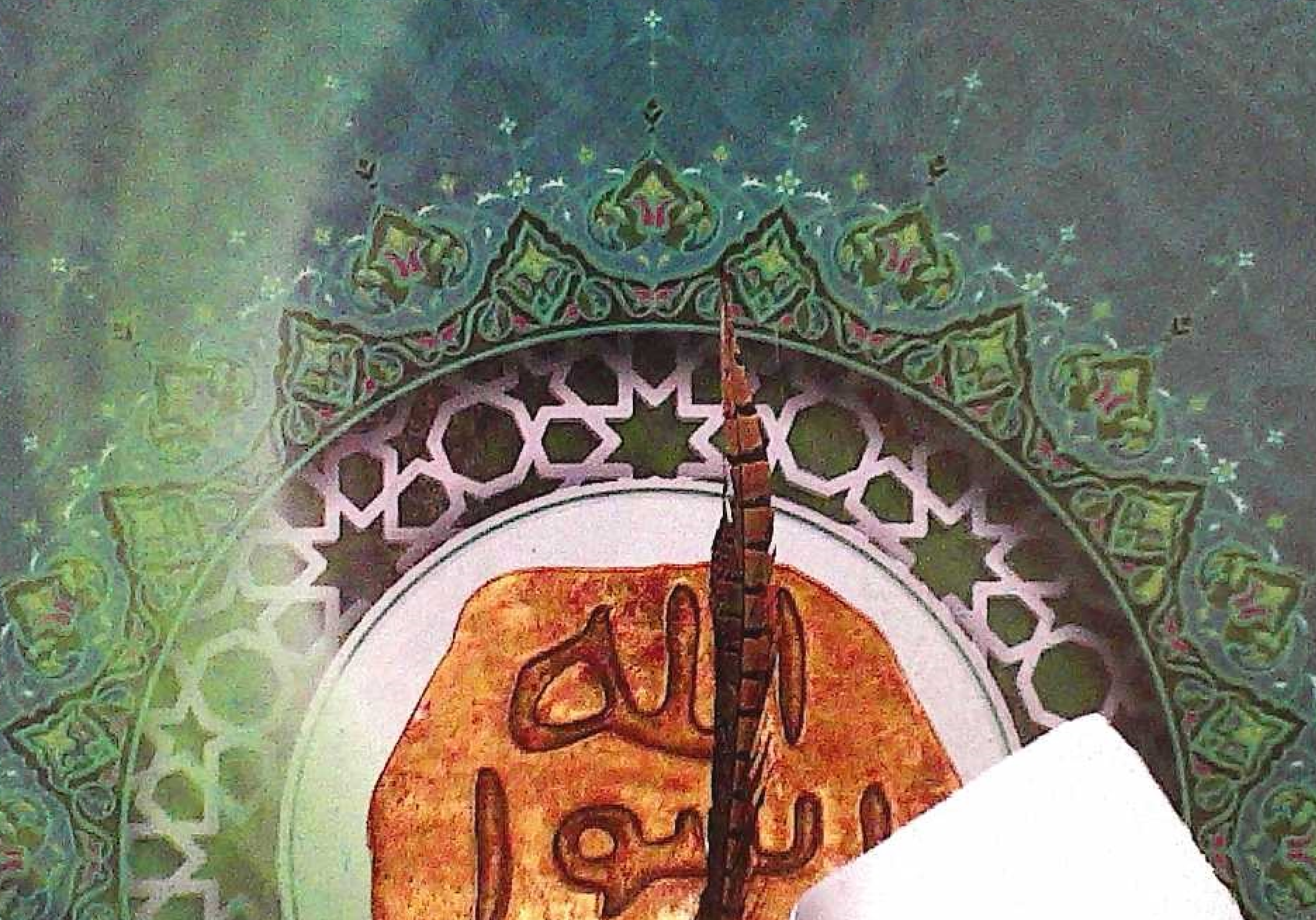

علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالات السنۃ

www.kitabosunnat.com

علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	:	مقالات السنۃ
تالیف	:	علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری
اشاعت	:	اول، 2019ء
تعداد	:	500

2552

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
3	فہرست	1
5	مقدمہ	2
7	شیعہ اور تحریف قرآن	3
11	حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر کس نے دیا؟	4
32	ابوطالب کا نام	5
36	ابوطالب کا اسلام	6
66	سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک جھوٹ!	7
71	پیارے رسول کی پیاری بیٹیاں	8
92	غم حسین	9
106	مہدی	10
138	باغِ فدک	11
187	مولودِ کعبہ	12
189	امِ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح	13
202	نکاحِ متعہ تا قیامت حرام ہے	14
264	اصحاب ثلاثہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں	15
276	سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ خلافت	16

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17	مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم	286
18	سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	333
19	وضو میں پاؤں دھونا	399
20	نہج البلاغہ کی استنادی حیثیت	465
21	حدیث قرطاس	469
22	ولایت علی رضی اللہ عنہ	502
23	پہلا مسلمان؟	520
24	سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر؟	525
25	اہل بیت کے لیے "علیہ السلام" وغیرہ کا استعمال	527
26	علمائے اہل بیت کا علم سیکھنا	533
27	عید غدیر	535
28	محرم میں شادی	545
29	کیا عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل گرایا؟	548
30	منبر رسول پر بنوامیہ!	553
31	میرے بابا کا منبر!	558
32	کیا عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر جلایا؟	562
33	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات؟	565
34	اہل بیت اہل جنت؟	568
35	وقتِ افطار	574
36	اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ	585
37	نماز میں ہاتھ باندھنا	593

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

دشمنان اسلام کی شروع دن سے کوشش رہی ہے کہ کسی طرح دین اسلام کو مٹا دیا جائے، کھلے میدان میں اُتر کر مسلمانوں کا مقابلہ ان کے بس میں نہیں تھا، لہٰذا محبت اہل بیت کے لبادے میں انہوں نے اپنے ناپاک عزائم کو تکمیل دینے کی کوشش کی۔ ان کے سازشی ذہن کا اولین نشانہ اصحاب رسول ٹھہرے، جو کہ دین کے راوی ہیں، سازش یہ تھی کہ کسی طرح ان کی شخصیت کو مجروح بنا دیا جائے، ان کا دامن ظلم و جبر سے داغ دار کر دیا جائے، تا کہ اسلام پر لوگوں کا اعتماد اُٹھ جائے۔

اگلے مرحلے میں انہوں نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنا شروع کر دیا، شعار اسلام تبدیل کر دیئے، یہاں تک کہ قرآن کے محفوظ ہونے پر سوالیہ نشان لگا دیا گیا اور اس میں تحریف کا عقیدہ قائم کر لیا، اصحاب رسول کے متعلق اخلاقیات سے گری زبان استعمال کی اور اہل بیت کی شان میں غلو پر مبنی فضائل و مناقب گھڑ لیے، خود ساختہ عقائد و نظریات کو سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کر دیا۔

مگر محافظین اسلام نے ان کی دال نہ گلنے دی، ہر دور میں ان کی سازشیں ناکام بنائیں، ان کے جعلی روپ سے پردہ ہٹا کر اصلی چہرہ مسلمانوں کے سامنے واضح کیا۔

زیر نظر کتاب میں اصول محدثین کی روشنی میں ایسے ہی بعض خود ساختہ نظریات کی حقیقت آشکار کی گئی ہے، ہم نے صرف دلیل پر تبصرہ کیا ہے، جب دلیل کی بنیاد نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو، تو اس پر کھڑی کی گئی عمارت خود بہ خود زمین بوس ہو جاتی ہے۔

انتہائی ناسپاسی ہوگی، اگر تلمیذ ارشد فاضل نوجوان مولانا ابو اُمامہ نوید احمد بشار حفظہ اللہ کا شکریہ ادا نہ کروں، جو ہر خیر میں میرے معاون ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی صلاحیتوں کی پاسبانی فرمائے۔

حررہ

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

مدیر ماہنامہ ''السنہ'' جہلم پاکستان

ستمبر 2019ء

0300-5482125

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعہ اور تحریف قرآن

شیعہ کے نزدیک قرآن مجید ایک محرف کتاب ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

① مرزا حسین بن محمد تقی نوری طبرسی (م: ۱۳۲۰ھ) نے ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب'' کتاب لکھی۔

② چار شیعہ علما، ابن بابویہ قمی (م: ۳۸۱ھ)، شریف مرتضی (م: ۴۳۶)، طوسی (۴۵۰ھ) اور طبرسی (م: ۵۴۸ھ، یا م: ۵۶۱ھ) نے قرآن کو غیر مبدل اور غیر محرف کہا، تو نوری طبرسی نے لکھا:

لَمْ يُعْرَفْ مِنَ الْقُدَمَاءِ مُوَافِقٌ لَّهُمْ .

''متقدمین شیعہ علما میں سے کوئی بھی ان چاروں کی موافقت نہیں کرتا۔''

(فصل الخِطاب، ص 33)

③ مرزا حسین بن محمد تقی طبرسی نے عقیدہ تحریف قرآن کی بنیاد یہ ذکر کی ہے:

اَلَّذِينَ بَاشَرُوا هٰذَا الْأَمْرَ الْجَسِيمَ هُمْ أَصْحَابُ الصَّحِيفَةِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَاسْتَعَانُوا بِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ .

''تحریف قرآن مدونین قرآن، ابوبکر، عمر، عثمان، ابوعبیدہ اور سعد بن ابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقاص کا کارنامہ ہے، اس پر مدد زید بن ثابت سے لی گئی۔‘‘

(فصل الخطاب في إثبات تحريف كتاب رب الأرباب)

④ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (1111ھ) نے لکھا ہے:

لَا يَخْفَى أَنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْبَارِ الصَّحِيحَةِ صَرِيحَةٌ فِي نَقْصِ الْقُرْآنِ وَتَغْيِيرِهِ، وَعِنْدِي أَنَّ الْأَخْبَارَ فِي هٰذَا الْبَابِ مُتَوَاتِرَةٌ مَعْنًى، وَطَرْحُ جَمِيعِهَا يُوجِبُ رَفْعَ الِاعْتِمَادِ عَلَيْهَا رَأْسًا.

’’بہت ساری صحیح صریح روایات قرآن کریم میں نقص اور تغیر پر دلالت کرتی ہیں، میری تحقیق میں یہ روایات تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں، قرآن کو غیر محرف ماننا ان تمام روایات پر بداعتمادی ہوگی۔‘‘

(مرآة العقول للمجلسي نقلًا عن فصل الخطاب: 353)

⑤ ’’فصل الخطاب‘‘ میں تقریباً تیس کبار شیعہ علما کے نام ہیں، جنہوں نے تحریف قرآن کی صراحت کر رکھی ہے، ان میں اسحاق الکاتب ہے، بقول شیعہ اس نے مہدی کو دیکھا ہے، اسی طرح انیس الطائفہ بعض یا اکثر شیعہ اسے معصوم کہتے ہیں، ابو القاسم حسین بن روح نوبختی کا بھی ذکر ہے، جو شیعوں اور مہدی کے درمیان تیسرا سفیر ہے، ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ تحریف قرآن کا عقیدہ ہمارے جمہور علما کا مذہب ہے۔

شہید اسلام، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ (۱۳۶۳۔۱۴۰۷ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ مُتَقَدِّمِي الشِّيْعَةِ وَمُتَأَخِّرِيهِمْ تَقْرِيبًا جَمِيعُهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ مُحَرَّفٌ، مُغَيَّرٌ فِيْهِ، مَحْذُوْفٌ عَنْهُ .

”خلاصہ کلام یہ کہ متقدم اور متاخر تقریبا تمام شیعہ قرآن کے تحریف اور تبدیل شدہ اور محذوف ہونے پر متفق ہیں۔“

(الشّیعة والسّنة، ص 122، طبع دارالانصار)

متقدمین اہل سنت کی تحقیق:

① امام ابوبکر محمد بن قاسم انباری رحمہ اللہ (271-328ھ) فرماتے ہیں:

”شیعہ قرآن کریم میں کمی بیشی کے قائل ہیں۔“

(تفسیر القرطبي :81/1)

② امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (330ھ) لکھتے ہیں کہ شیعہ کا عقیدہ ہے:

إِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَقَصَ مِنْهُ .

”قرآن میں نقص واقع ہو چکا ہے۔“

(مقالات الإسلاميّين :119/1)

③ امام اندلس، حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۳۸۴-۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ قَوْلِ الْإِمَامِيَّةِ كُلِّهَا قَدِيْمًا وَحَدِيثًا أَنَّ الْقُرْآنَ مُبَدَّلٌ زِيدَ فِيهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ وَنَقَصَ مِنْهُ كَثِيْرٌ وَبُدِّلَ مِنْهُ كَثِيْرٌ .

”امامیہ کے قدیم اور جدید علما کا کہنا ہے کہ موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے، اس میں ایسی آیات کا اضافہ کیا گیا ہے جو اس میں نہیں تھیں، اس میں بہ کثرت کمی اور تبدیلی واقع ہوئی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الفَصْل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/139)

④ علامہ عبدالقاہر بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (458ھ) نے ''الفرق بین الفرق'' میں شیعہ کا عقیدہ تحریف قرآن ذکر کیا ہے۔

شیعہ علما، جو قرآن کو محرف نہیں مانتے:

جو شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن اصلی ہے، اس میں تحریف و تبدل نہیں ہوا، وہ تقیہ کرتے ہوئے ایسا کہتے ہیں یا بطور مدارت تاکہ لوگ ان کے بارے میں اچھی رائے رکھیں یا ان کی مراد وہ قرآن ہوتا ہے، جو ان کے امام مہدی کے پاس غار میں موجود ہے، اس سلسلہ میں چند ایک امور توجہ طلب ہیں:

① قرآن کو تو اصلی کہتے ہیں، جامعین قرآن (ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم) کے ایمان کے قائل نہیں۔

② تحریف قرآن پر لگ بھگ دو ہزار روایات ان کی کتابوں میں موجود ہیں، یہ حضرات ان روایات کا کوئی جواب نہیں دیتے، نہ ان کا انکار کرتے ہیں، نہ انہیں ضعیف کہتے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے اصلی قرآن کا دعوی کیا حیثیت رکھتا ہے؟

③ تحریف قرآن کے قائلین کی تکفیر نہیں کرتے۔

④ دعوی تو قرآن کے اصلی ہونے کا ہے، مگر ان میں سے بعض نے اپنی کتابوں میں تحریف قرآن پر دلائل ذکر کئے ہیں۔

⑤ اگر وہ یقیناً قرآن کو اصل مانتے ہیں، تو فصل الخطاب کے مصنف کی تکفیر کیوں نہیں کرتے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر کس نے دیا؟

شہادت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

نواسہ رسول، گوشہ بتول، نوجوانانِ جنت کے سردار اور گلستانِ رسالت کے پھول، سیدنا و امامنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دیا گیا تھا، جیسا کہ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَرَجُلٌ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ: سَلْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي، قَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ شَيْئًا، يُعَافِيكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَقَامَ فَدَخَلَ الْكَنِيفَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا، ثُمَّ قَالَ: مَا خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ حَتّٰى لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي أُقَلِّبُهَا بِهٰذَا الْعُودِ، وَلَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا مَا شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ هٰذِهِ الْمَرَّةِ، قَالَ: فَغَدَوْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَإِذَا هُوَ فِي السُّوقِ، قَالَ: وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ: يَا أَخِي، مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ: تُرِيدُ قَتْلَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ، اللّٰهُ أَشَدُّ نِقْمَةً، وَإِنْ كَانَ بَرِيئًا فَمَا أُحِبُّ أَنْ يُقْتَلَ بَرِيءٌ.

”میں ایک شخص کے ساتھ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عیادت کو آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آدمی سے فرمانے لگے: سوال کیجئے، یوں نہ ہو کہ پھر موقع نہ ملے، اس نے کہا: میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلا چلے گئے۔ بیت الخلا سے نکل کر ہمارے پاس آئے، فرمایا: میں نے آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا (پاخانے کے ذریعہ) پھینک دیا ہے۔ میں اسے اس لکڑی کے ساتھ اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا، لیکن اس دفعہ سے سخت کبھی نہیں پلایا گیا، راوی کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس اگلے دن آئے تو آپ رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، سرہانے بیٹھ گئے اور کہا: بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا: اس کے قتل کا ارادہ ہے؟ جی ہاں! فرمایا: اگر وہ شخص وہی ہے، جو میں سمجھتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والے ہیں اور اگر وہ بری ہے، تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 93/15، 94، كتاب المحتضرين لابن أبي الدنيا : 132، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 174/3، الاستيعاب لابن عبد البر : 115/3، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 282/13، وسندهٗ حسنٌ)

کیا زہر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا؟:

یہ اتہام کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے زہر دیا، بے حقیقت اور بے ثبوت ہے۔ اس شبہے پر قائم کیے جانے والے دلائل کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① قَالَ ابْنُ عَبْدُ الْبَرِّ : ذَكَرَ أَبُو زَيْدٍ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ قَالَا : حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ : دَخَلَ الْحُسَيْنُ عَلَى الْحَسَنِ، فَقَالَ : يَا أَخِي إِنِّي سُقِيتُ السُّمَّ ثَلَاثَ مِرَارٍ، لَمْ أُسْقَ مِثْلَ هٰذِهِ الْمَرَّةِ إِنِّي لَأَضَعُ كَبِدِي، فَقَالَ الْحُسَيْنُ : مَنْ سَقَاكَ يَا أَخِي؟ قَالَ : مَا سُؤَالُكَ عَنْ هٰذَا؟ أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَهُمْ، أَكِلُهُمْ إِلَى اللّٰهِ، فَلَمَّا مَاتَ وَرَدَ الْبَرِيْدُ بِمَوْتِهِ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ : يَا عَجَبًا مِنَ الْحَسَنِ، شَرِبَ شُرْبَةً مِنْ عَسَلٍ بِمَاءِ رُومَةَ، فَقَضَى نَحْبَهُ.

”سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی! مجھے تین بار زہر پلایا گیا ہے، لیکن اس مرتبہ کی طرح کبھی نہیں پلایا گیا، میرا جگر نکلتا جا رہا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی جان! آپ کو کس نے زہر پلایا؟ فرمایا: اس سوال کا کیا مطلب؟ کیا آپ ان سے لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں انہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کی موت کا پیغام پہنچا، تو آپ کہنے لگے: افسوس کہ حسن نے رومہ کنوئیں کے پانی کے ساتھ شہد کا ایک جام پیا اور فوت ہو گئے۔“

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب :115/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ضعیف ہے:

① محمد بن سلیم ابو ہلال راسبی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

جارحین:

① امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ احْتُمِلَ حَدِيْثُهُ إِلَّا أَنَّهُ يُخَالَفُ فِي حَدِيثِ قَتَادَةَ، وَهُوَ مُضْطَرِبُ الْحَدِيثِ عَنْ قَتَادَةَ .

''اس کی حدیث بیان کی گئی ہے، لیکن قتادہ سے بیان کرنے میں (ثقات کی طرف سے) اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔قتادہ سے اس کی حدیثیں مضطرب ہیں۔''(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 273/7)

② امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ابو ہلال راسبی کی قتادہ سے روایت کیسی ہے؟ فرمایا:

''اس میں ضعف ہے، البتہ راوی کچھ اچھا ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 274/7، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ لِأَبِي هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كُلُّ ذٰلِكَ، أَوْ عَامَّتُهَا غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ .

''ابو ہلال کی یہ احادیث قتادہ عن انس کی سند سے ہیں۔یہ سب یا اکثر غیر محفوظ ہیں۔''(الکامل : 214/6، وفي نسخة : 2220/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان تینوں ائمہ کرام کی جرح مفسر ہے۔ یہ روایت بھی ابو ہلال کی قتادہ سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

④ حافظ ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ ضُعْفٌ . ''اس میں کمزوری ہے۔''

(الطّبقات الكبرٰى : 275/7)

⑤ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ . ''قوی نہیں ہے۔''(الضعفاء : 202)

⑥ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيِّنٌ . ''کمزور راوی ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 274/7)

⑦ امام یزید بن زریع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ کچھ بھی نہیں۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 273/2، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز فرماتے ہیں:

عَدَلْتُ عَنْ أَبِي هِلَالٍ عَمْدًا .

''میں جان بوجھ کر ابو ہلال سے دُور رہوں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 273/7، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ اس سے روایت نہیں لیتے تھے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 273/7، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ أَبُو هِلَالٍ شَيْخًا صُدُوقًا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخْطِئُ كَثِيرًا مِنْ غَيْرِ تَعَمُّدٍ، حَتَّى صَارَ يَرْفَعُ الْمَرَاسِيلَ، وَلَا يَعْلَمُ، وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُحَدِّثُ مِنْ حِفْظِهِ، فَوَقَعَ الْمَنَاكِيرُ فِي حَدِيثِهِ مِنْ سُوءِ حِفْظِهِ.

''ابو ہلال سچا شیخ تھا، لیکن اس سے بہت زیادہ غلطیاں بلا ارادہ سرزد ہو جاتی تھیں، یہاں تک کہ انجانے میں مرسل روایات مرفوعا بیان کرنے لگا۔ وہ اکثر اپنے حافظے سے بیان کرتا تھا، لہٰذا حافظے کی خرابی کی وجہ سے منکر روایات اس کی حدیث میں داخل ہو گئیں۔''

(کتاب المجروحین : 2/295-296)

⑩ امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِحْتَمَلُوا حَدِيثَهُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ حَافِظٍ.

''محدثین نے اس کی حدیثیں لی ہیں، اگرچہ یہ حافظ نہیں تھا۔''

(مسند البزّار : 1796)

⑪ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَحَلُّهُ الصِّدْقُ، لَمْ يَكُنْ بِذَاكَ الْمَتِينِ.

''سچا تھا، لیکن حافظہ مضبوط نہ تھا۔'' (الجرح والتّعدیل : 7/274)

⑫ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب الضعفاء (۲۸۲، ۲۸۳، ۳۲۴) میں ذکر کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عقیلی رحمہ اللہ اسے اپنی کتاب الضعفاء الکبیر (۴/۲۴۷) میں لائے ہیں۔

معدلین:

① امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے۔

(سؤالات الحاكم: 468)

یہ قول امام دارقطنی رحمہ اللہ کے اپنے ہی قول کے معارض ہے، لہٰذا ساقط ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ ضعیف ہے۔''

(العلل: 40/4؛ نقلا عن موسوعة أقوال الدارقطني)

② امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

سَلَامُ بْنُ مِسْكِينٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ أَبُو هِلَالٍ؟ قَالَ : أَبُو هِلَالٍ أَشْبَهُ بِالْمُحَدِّثِينَ .

''سلام بن مسکین آپ کو زیادہ اچھے لگتے ہیں یا ابو ہلال؟ فرمایا: ابو ہلال محدثین کے زیادہ قریب ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 274/7)

یہ جمہور محدثین کی جرح کے معارض و مخالف قول ناقابل قبول ہے۔

③ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ جَيِّدُ الرَّأْيِ فِي أَبِي هِلَالِ الرَّاسِبِيِّ .

''سلیمان بن حرب ابو ہلال راسبی کے بارے اچھی رائے رکھتے تھے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 274/7، وسندهٔ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِصَاحِبِ كِتَابٍ، لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ.

''اس کی کوئی کتاب نہ تھی۔اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 274/7، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ قول خود امام صاحب کے اپنے قول کے معارض ومخالف ہے، لہٰذا یہ نا قابل قبول ہے۔امام صاحب فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ لَهٗ كِتَابٌ، وَهُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ.

''اس کے پاس کوئی کتاب نہ تھی، یہ ضعیف الحدیث ہے۔''

(تاريخ ابن أبي خيثمة: 2205)

⑤ امام ابوداود رحمہ اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے۔

(تهذيب الكمال: 319/16)

یہ قول ثابت نہیں، ابوعبید الآجری کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

⑥ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ اس سے روایت لیتے تھے اور وہ اکثر ''ثقہ'' سے روایت لیتے تھے۔

⑦،⑧،⑨ امام ابن خزیمہ (2044)، امام ابوعوانہ (4013)، امام حاکم (333/4) رحمہم اللہ نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے اس کی ضمنی توثیق کی ہے۔

ثابت ہوا کہ ابوہلال راسبی بصری جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔خصوصاً جب قتادہ سے بیان کرے، لہٰذا حافظ علائی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ جمہور نے اس کی توثیق کی ہے (فیض القدیر للمناوی: ۳۸۱/۶) درست نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باقی متاخرین میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ (العبر: ۱/۷۷)، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص: ۳/۸۵)، حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد: ۵/۱۹۷)، حافظ بوصیری (مصباح الزجاجہ: 1518)، علامہ قرطبی (التذکرۃ: ۳۸۳) وغیرہ کا اسے "ثقہ" قرار دینا متقدمین کے مقابلہ میں قبول نہیں۔

② قتادہ بن دعامہ "مدلس" ہیں، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔ اصول یہ ہے کہ جب ثقہ مدلس بخاری و مسلم کے علاوہ بصیغہ عن یا قال سے روایت بیان کرے، تو ضعیف ہوتی ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَتَادَةُ إِذَا لَمْ يَقُلْ : سَمِعْتُ وَخُولِفَ فِي نَقْلِهِ، وَلَا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ .

"قتادہ سماع کی تصریح نہ کریں اور روایت میں ثقات کی مخالفت کریں، تو ان سے حجت نہیں لی جا سکتی۔"

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : 3/307)

③ قتادہ بن دعامہ کا حسنین کریمین سے سماع ثابت نہیں، لہٰذا یہ قول منقطع ہے اور منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے۔

④ وَقَالَ الْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ : دَسَّ مُعَاوِيَةُ إِلَى ابْنَةِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرَةَ امْرَأَةِ الْحَسَنِ مِاَةَ أَلْفِ دِينَارٍ عَلَى أَنْ تَسْقِيَهُ شُرْبَةً بَعَثَ بِهَا إِلَيْهَا فَفَعَلَتْ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہیثم بن عدی نے کہا ہے کہ سیدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی، سہیل بن عمرو کی بیٹی کو ایک لاکھ دینار کے عوض سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلانے پر اُکسایا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زہر اس کے پاس بھیجا، تو اس نے پلا دیا۔'' (أنساب الأشراف للبلاذري: 3/59)

روایت موضوع (جھوٹ کا پلندا) ہے۔

① ہیثم بن عدی بالاتفاق کذاب اور متروک الحدیث ہے۔

② حافظ احمد بن یحییٰ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں مل سکی۔

③ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

مورخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

الْمَنْسُوبِ إِلَيْهِ. ''یہ کتاب آپ کی طرف منسوب ہے۔''

(البداية والنّهاية: 14/646)

③ قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ سَعْدٍ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَجُلًا كَثِيرَ نِكَاحِ النِّسَاءِ، وَكُنَّ أَقَلَّ مَا يُحْظَيْنَ عِنْدَهُ، وَكَانَ أَقَلَّ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا إِلَّا أَحَبَّتْهُ وَضَنَّتْ بِهِ، فَيُقَالُ: إِنَّهُ كَانَ سُقِيَ، ثُمَّ أَفْلَتَ، ثُمَّ سُقِيَ فَأَفْلَتَ، ثُمَّ كَانَتِ الْآخِرَةُ تُوُفِّيَ فِيهَا، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ الطَّبِيبُ، وَهُوَ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ: هٰذَا رَجُلٌ قَدْ قَطَعَ السُّمُّ أَمْعَائَهُ، فَقَالَ

www.KitaboSunnat.com

الْحُسَيْنُ : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! خَبِّرْنِي مَنْ سَقَاكَ السُّمَّ، قَالَ : وَلِمَ يَا أَخِي؟ قَالَ : أَقْتُلُهُ، وَاللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أَدْفِنَكَ، أَوْ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ، أَوْ يَكُونُ بِأَرْضٍ أَتَكَلَّفُ الشُّخُوصَ إِلَيْهِ، فَقَالَ : يَا أَخِي! إِنَّمَا هٰذِهِ الدُّنْيَا لَيَالٍ فَانِيَةٍ دَعْهُ، حَتّٰى أَلْتَقِيَ أَنَا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ، فَأَبٰى أَنْ يُسَمِّيَهُ، وَقَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ يَقُولُ : كَانَ مُعَاوِيَةُ قَدْ تَلَطَّفَ لِبَعْضِ خَدَمِهٖ أَنْ يُسْقِيَهُ سُمًّا .

”عبداللہ بن حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بہت زیادہ شادیاں کیں۔ بیویاں آپ کے پاس بہت کم شرف باریابی حاصل کر پاتی تھیں، تقریبا سبھی بیویاں آپ سے محبت کرتیں، آپ پر حریص تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو زہر پلایا گیا، جس سے وہ جانبر ہو گئے۔ پھر زہر پلایا گیا، پھر صحت یاب ہو گئے۔ آخری دفعہ فوت ہو گئے، وفات کا وقت قریب آیا، تو طبیب نے کہا: ان کی انتڑیاں زہر نے کاٹ دی ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو محمد! آپ کو زہر کس نے پلایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیوں بھائی؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں قدرت پائی، تو آپ کو دفن کرنے سے پہلے اسے قتل کر دوں گا الا یہ کہ وہ ایسی جگہ چلا جائے، جہاں میرا پہنچنا مشکل ہو۔ اس پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی! یہ جہان فانی ہے۔ اسے چھوڑیں، میں اسے اللہ کے ہاں مل لوں گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ میں نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں سے سنا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کسی خادم کو زہر پلانے پر ورغلایا تھا۔"

(تاريخ ابن عساكر : 13/282-283، البداية والنّهاية لابن كثير : 8/43)

سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن عمر واقدی کذاب ہے۔

② عبداللہ بن حسن ابو محمد مدنی کا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

③ عبداللہ بن جعفر زہری کا عبداللہ بن حسن سے سماع کا مسئلہ ہے۔

④ ابو بکر بن حفص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

تُوُفِّيَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي أَيَّامٍ بَعْدَ مَا مَضَى مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ عَشَرَ سِنِينَ، وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ سَقَاهُمَا سُمًّا .

"سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد کے دس سال گزرنے کے بعد فوت ہوئے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو زہر پلایا تھا۔"

(مقاتل الطّالبين لأبي الفرج علي بن الحسين الأصبهاني، ص : 20)

گھڑنتل ہے۔

① صاحب کتاب اموی شیعہ ہے۔ اس کے شاگرد محمد بن ابی الفوارس کہتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ قَبْلَ أَنْ يَّمُوتَ اخْتَلَطَ .

''موت سے پہلے یہ بدحواس ہو گیا تھا۔''(تاریخ بغداد للخطیب :398/11)

ابومحمد حسن بن حسین نوبختی معتزلی رافضی نے اسے ''اکذب الناس'' کہا ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب :398/11، سندہٗ حسنٌ)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔ رہا احمد بن علی ابو حسن بتی کا اسے ثقہ قرار دینا، تو اس کی اپنی توثیق نہیں ملتی، کسی کی کیا کرے گا؟

② احمد بن عبیداللہ بن عمار کے بارے میں حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَكَانَ يَتَشَيَّعُ .

''یہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔''(تاریخ بغداد : 252/4)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ شِيعِيًّا . ''شیعہ تھا۔''

(المؤتلف والمختلف : 1752/4)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنْ رُؤُوسِ الشِّيعَةِ .

''شیعہ کے سرداروں میں سے تھا۔''(میزان الاعتدال :118/1)

اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

③ عیسیٰ بن مہران کے بارے حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَافِضِيٌّ ، كَذَّابٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ رافضی اور بہت بڑا جھوٹا تھا۔“(میزان الاعتدال: 324/3)

❁ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”کذاب“ تھا۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 290/6)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ مَوضُوعَةٍ مَّنَاكِيرَ، مُحْتَرِقٌ فِي الرَّفْضِ .

”اس نے کئی من گھڑت اور منکر روایات بیان کی ہیں، کٹر رافضی تھا۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال: 260/5)

نیز فرماتے ہیں:

اَلضُّعْفُ بَيِّنٌ عَلٰى حَدِيثِهٖ .

”اس کی حدیث میں ضعف واضح ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال: 261/5)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَجُلُ سُوءٍ، وَمَذْهَبُ سُوءٍ .

آدمی بھی بُرا تھا اور اس کا مذہب بھی بُرا تھا۔“

(الضّعفاء والمتروكون: 418)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ عِيسَى بْنُ مِهْرَانَ الْمُسْتَعْطِفُ مِنْ شَيَاطِينِ الرَّافِضَةِ وَمَرَدَتِهِمْ، وَوَقَعَ إِلَيَّ كِتَابٌ مِّنْ تَصْنِيفِهٖ فِي الطَّعْنِ عَلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الصَّحَابَةِ وَتَضْلِيلِهِمْ وَإِكْفَارِهِمْ وَتَفْسِيقِهِمْ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي عِنْدَ نَظَرِي فِيهِ، وَعَظُمَ تَعَجُّبِي مِمَّا أَوْدَعَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمَوْضُوعَةِ...

”عیسیٰ بن مہران سرکش اور شیطان رافضی تھا۔ مجھے اس کی ایک کتاب ملی، جو صحابہ کرام پر طعن، ان کو گمراہ قرار دینے، ان کو فاسق کہنے اور ان کی تکفیر پر مبنی تھی۔ اللہ کی قسم! کتاب دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس میں بیان کردہ من گھڑت احادیث سے میں سخت متعجب ہوا۔“

(تاريخ بغداد: 167/11)

تنبیہ: لسان المیزان (۴/ ۴۰۷) میں اس کے حالات لکھتے ہوئے کسی ناسخ نے غلطی سے وَلَحِقَهُ ابْنُ جَرِيرٍ (ابن جریر اسے ملے تھے) کی بجائے وَثَّقَهُ ابْنُ جَرِيرٍ (ابن جریر نے اسے ثقہ کہا ہے) لکھ دیا ہے۔

⑤ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فِي الدَّارِ، فَدَخَلَ الْحَسَنُ الْمَخْرَجَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ ـــ؛

”میں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ گھر میں تھا، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیت الخلا گئے، پھر باہر آئے اور فرمایا: مجھے زہر پلایا گیا ہے......“

(مقال الطّالبين لأبي الفرج الأصبهاني الشيعي الأموي، ص: 20)

اس من گھڑت روایت کا معنی و مفہوم وہی ہے اور اس میں علتیں بھی بعینہ وہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جو اس سے پہلے والی روایت میں ہیں۔

⑥ ابن جعدبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَتْ جَعْدَةُ بِنْتُ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ تَحْتَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَدَسَّ إِلَيْهَا يَزِيدُ أَنْ سُمِّي حَسَنًا حَتّٰى أَتَزَوَّجَكِ، فَفَعَلَتْ، فَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بَعَثَتْ جَعْدَةُ إِلٰى يَزِيدَ تَسْأَلُهُ الْوَفَاءَ بِمَا وَعَدَهَا، فَقَالَ: إِنَّا وَاللّٰهِ لَمْ نَرْضَكِ لِلْحَسَنِ أَفَنَرْضَاكِ لِأَنْفُسِنَا.

”جعدہ بنت اشعث بن قیس سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھی۔ یزید نے اسے بہلایا کہ آپ حسن کو زہر دیں، میں آپ سے نکاح کرلوں گا۔ اس نے ایسا کر دیا۔ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، تو جعدہ نے یزید سے اپنے وعدہ کو وفا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے آپ کو حسن کے لیے پسند نہیں کیا تھا، اپنے لیے کیسے کرلیں؟“

(تاریخ ابن عساکر: 284/13، المنتظم لابن الجوزي: 226/5)

جھوٹا قصہ ہے۔

① اسے گھڑنے والا یزید بن عیاض بن جعدہ لیثی ہے۔ امام یحیٰی بن معین، امام علی ابن مدینی، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ابن عدی، امام ابوزرعہ رازی، امام ابوحاتم رازی، امام ساجی، امام جوزجانی، امام عمرو بن علی فلاس وغیرہم رحمہم اللہ نے اسے ضعیف، منکر الحدیث اور متروک الحدیث کے الفاظ کے ساتھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مجروح کیا ہے۔اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں ہے۔

② یزید بن عیاض کا جعدہ بنت اشعث سے سماع ثابت کیا جائے!

③ محمد بن خلف بن مرزبان آجری کے بارے میں متقدمین ائمہ محدثین میں سے کسی نے توثیق نہیں کی، بلکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ أَخْبَارِيٌّ، لَيِّنٌ .

''یہ تاریخ دان اور کمزور راوی تھا۔''(سوالات السّهمي : 104)

لہٰذا حافظ ذہبی رحمہ اللہ (سیر اعلام النبلاء : ۲۶۴/۱۴) کا اسے ''صدوق'' کہنا درست نہ ہوا۔

④ عَنْ أُمِّ مُوسٰی أَنَّ جَعْدَةَ بِنْتَ الْأَشْعَثِ ابْنِ قَيْسٍ سَقَتِ الْحَسَنَ السُّمَّ، فَاشْتَكٰى مِنْهُ شَكَاةً، قَالَ : فَكَانَ يُوضَعُ تَحْتَهُ طَسْتٌ وَتُرْفَعُ أُخْرٰى نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا .

''ام موسیٰ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا۔اس سے آپ سخت بیمار ہو گئے۔آپ کے نیچے ایک برتن رکھا جاتا اور دوسرا اٹھایا جاتا۔تقریباً چالیس دن تک یہ معاملہ رہا۔''

(الطّبقات لابن سعد : 338/1، ت السّلمي، البداية والنّهاية لابن كثير : 43/8، تاريخ ابن عساكر : 284/13)

سند ضعیف ہے، مغیرہ بن مقسم ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

مؤرخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عِنْدِي أَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَعَدَمُ صِحَّتِهِ عَنْ أَبِيهِ مُعَاوِيَةَ بِطَرِيقِ الْأَوْلٰى وَالْأَحْرٰى.

''جب یہ واقعہ یزید کے بارے میں ثابت نہیں، تو یزید کے والد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو بہ طریق اولیٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔''

(البداية والنّهاية : 43/8)

وہ روایات، جن میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا یزید کا سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کو زہر پلانے کا ذکر ہے، ان کا جھوٹا ہونا واضح ہو گیا ہے۔ ان سندوں کے علاوہ اگر کسی کے پاس کوئی سند ہے، تو پیش کرے، تا کہ اس کا تجزیہ ہو سکے۔

سند دین ہے۔ بے سند اور ضعیف روایات پیش کرنا اور ان پر اپنے عقیدہ وعمل کی بنا ڈالنا اہل حق کا وطیرہ نہیں۔ نیز ضعیف اور بے سروپا روایات صحابہ کرام کے خلاف پیش کرنا درست نہیں، کیونکہ یہ بدگمانی ہے اور بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

یہ جھوٹی روایات شیعہ عقائد کے منافی بھی ہیں، کیونکہ ان کی معتبر کتب میں ہے:

إِنَّ الْأَئِمَّةَ يَعْلَمُونَ مَتٰى يَمُوتُونَ، وَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ إِلَّا بِاخْتِيَارِهِمْ.

''ائمہ جانتے ہوتے ہیں کہ وہ کب فوت ہوں گے اور وہ اپنے اختیار اور مرضی ہی سے فوت ہوتے ہیں۔''

(أصول الكافي الكُلَيني :258/1، الفصول المهمّة للحر العاملي، ص : 155)

❁ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَكُنْ إِمَامٌ إِلَّا مَاتَ مَقْتُولًا أَوْ مَسْمُومًا.

''ہر امام کو قتل کیا گیا یا زہر دیا گیا۔'' (بحار الأنوار: 364/43)

جب عقیدہ ائمہ کے عالم الغیب ہونے کا ہے، تو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو علم کیوں نہ ہو سکا کہ اس کھانے یا پینے میں زہر ہے؟

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۴۶۸۔۵۴۳) لکھتے ہیں:

قُلْنَا: هٰذَا مَحَالٌ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا أَنَّهُ مَا كَانَ لِيَتَّقِي مِنَ الْحَسَنِ بَأْسًا وَقَدْ سَلَّمَ الْأَمْرَ، الثَّانِي أَنَّهُ أَمْرٌ مُغِيبٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ فَكَيْفَ تَحْمِلُونَهُ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهِ فِي زَمَانٍ مُّتَبَاعِدٍ لَمْ نَثِقْ فِيهِ بِنَقْلِ نَاقِلٍ، بَيْنَ أَيْدِي قَوْمٍ ذَوِي أَهْوَاءَ، وَفِي حَالِ فِتْنَةٍ وَّعَصَبِيَّةٍ، يَنْسِبُ كُلُّ وَاحِدٍ إِلٰى صَاحِبِهِ مَا لَا يَنْبَغِي، فَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا إِلَّا الصَّافِي، وَلَا يُسْمَعُ فِيهَا إِلَّا مِنَ الْعَدْلِ الْمُصَمِّمِ.

''ہمارا جواب ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینا دو وجہ سے محال ہے:

① سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے کوئی خطرہ نہیں تھا، کیوں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پہلے ہی انہیں امارت سونپ چکے تھے۔

② یہ غیبی معاملہ ہے، آپ بغیر دلیل کے اسے کسی پر کیسے ٹھونس سکتے ہیں؟ ایسے دگرگوں حالات میں کہ ہم ہر ناقل پر اعتبار بھی نہیں کر سکتے، کیوں کہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لوگوں میں کئی خواہشات کے پجاری ہیں۔ فتنہ وفساد اور عصبیت کے عالم میں ہر کوئی اپنے مخالف کے ذمہ ناجائز باتیں لگاتا رہتا ہے، لہٰذا ان میں سے صرف صحیح بات قبول ہوگی اور پختہ اور عادل راوی پر بھروسہ کیا جائے گا۔'' (العواصم من القواصم، ص: 214)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ سَمَّ الْحَسَنَ، فَهٰذَا مِمَّا ذَكَرَهُ بَعْضُ النَّاسِ، وَلَمْ يَثْبُتْ ذٰلِكَ بِبَيِّنَةٍ شَرْعِيَّةٍ، أَوْ إِقْرَارٍ مُعْتَبَرٍ، وَلَا نَقْلٍ يُجْزَمُ بِهٖ، وَهٰذَا مِمَّا لَا يُمْكِنُ الْعِلْمُ بِهٖ، فَالْقَوْلُ بِهٖ قَوْلٌ بِلَا عِلْمٍ.

''یہ کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا تھا، اس بارے میں کوئی واضح شرعی دلیل یا اقرار معتبر یا قابل اعتماد روایت موجود نہیں ہے، اس بارے میں علم ممکن نہیں ہے، لہٰذا یہ قول بلا علم ہے۔''

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشّيعة والقدريّة: 469/4)

نیز فرماتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَمِثْلُ هٰذَا لَا يُحْكَمُ بِهٖ فِي الشَّرْعِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، فَلَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ أَمْرٌ ظَاهِرٌ لَّا مَدْحٌ وَّلَا ذَمٌّ.

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ باتفاق مسلمین شریعت میں اس طرح کے (ظنی وبلا دلیل) معاملے کا حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، مدح یا ذم کا کوئی ظاہری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم بھی لاگو نہیں ہوگا۔" (منهاج السنة : 4/471,470)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳۔۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

قُلْتُ : هٰذَا شَيْءٌ لَّا يَصِحُّ فَمَنِ الَّذِي اطَّلَعَ عَلَيْهِ؟

"میں کہتا ہوں: اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے، پس کس کے پاس اس کا ثبوت ہے؟" (تاريخ الإسلام : 4/469)

مؤرخ ابن خلدون رحمہ اللہ (۷۳۲۔۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

مَا يُنْقَلُ مِنْ أَنَّ مُعَاوِيَةَ دَسَّ إِلَيْهِمُ السُّمَّ مَعَ زَوْجِهٖ جَعْدَةَ بِنْتِ الْأَشْعَثِ فَهُوَ مِنْ أَحَادِيثِ الشِّيعَةِ وَحَاشَا لِمُعَاوِيَةَ مِنْ ذٰلِكَ .

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث کا زہر کی سازش میں شامل ہونا، یہ تو شیعہ کے قصے کہانیاں ہیں، اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایسی تہمت سے پاک رکھے۔" (تاريخ ابن خلدون : 2/527)

الحاصل: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دینا ثابت نہیں، یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہت بڑا جھوٹ اور اتہام ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں جمیع روایات من گھڑت اور خود ساختہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو طالب کا نام؟

نبی کریم ﷺ کے چچا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب تھا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ آپ کا نام عمران تھا۔ یہ دنیا کی بے حقیقت بات ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

اِسْمُهُ عِنْدَ الْجَمِيعِ عَبْدُ مَنَافٍ وَّشَذَّ مَنْ قَالَ: عِمْرَانُ، بَلْ هُوَ قَوْلٌ بَاطِلٌ نَقَلَهُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِي كِتَابِ الرَّدِّ عَلَى الرَّافِضِيِّ أَنَّ بَعْضَ الرَّوَافِضِ زَعَمَ أَنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ﴾ (آل عمران: ٣٣)، أَنَّ آلَ عِمْرَانَ هُمْ آلُ أَبِي طَالِبٍ وَأَنَّ اسْمَ أَبِي طَالِبٍ عِمْرَانُ وَاشْتُهِرَ بِكُنْيَتِهٖ.

”اس بات پر اتفاق ہے کہ ابو طالب کا نام عبد مناف ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ان کا نام عمران ہے، ان کی بات شاذ، بلکہ باطل ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے روافض کے رد میں اپنی کتاب (منہاج السنۃ) میں لکھا ہے: بعض روافض کے نزدیک اللہ کے فرمان: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ﴾ (آل عمران

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

: ۳۳) ''اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب فرمالیا ہے۔''
میں آل عمران سے مراد آل ابی طالب ہیں اور ابو طالب کا نام عمران تھا،
اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔''(فتح الباري شرح صحيح البخاري :
١٩٤/٧)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱ـ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ : كَانَ اسْمُهُ عِمْرَانَ، وَهُوَ الْمَذْكُورُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ : ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾(آلُ عِمْرَانَ : ٣٣)، وَهٰذَا الَّذِي فَعَلُوهُ مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الْافْتِرَاءِ وَالْبُهْتَانِ فَفِيهِ مِنَ التَّنَاقُضِ وَعَدَمِ حُصُولِ مَقْصُودِهِمْ مَا لَا يَخْفٰى .

''بعض روافض کہتے ہیں: ابو طالب کا نام عمران تھا کہ اللہ کے اس فرمان میں انہی کا ذکر ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾(آلُ عِمْرَانَ : ٣٣)، ''اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو جہان والوں سے چن لیا ہے۔'' یہ اللہ پر افترا اور بہتان تو ہے ہی، اس استدلال میں بھی واضح تناقض ہے، یہ تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس من چاہی تفسیر سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوسکتا۔''(منهاج السّنة : ٣٥٠/٤)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰ـ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ أَنَّ اسْمَ أَبِي طَالِبٍ عِمْرَانُ وَأَنَّهُ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحاً وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾(آل عمران: ٣٣)، وَقَدْ أَخْطَأُوا فِي ذٰلِكَ خَطَأً كَثِيرًا وَّلَمْ يَتَأَمَّلُوا الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ يَّقُولُوا هٰذَا الْبُهْتَانَ مِنَ الْقَوْلِ فِي تَفْسِيرِهِمْ لَهٗ عَلٰى غَيْرِ مُرَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَإِنَّهٗ قَدْ ذُكِرَ بَعْدَ هٰذِهٖ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا﴾(آل عمران: ٣٥)، فَذَكَرَ مِيلَادَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَهٰذَا ظَاهِرٌ وَّلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَقَدْ كَانَ أَبُو طَالِبٍ كَثِيرَ الْمَحَبَّةِ الطَّبِيعِيَّةِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِهٖ إِلٰى أَنْ مَّاتَ عَلٰى دِينِهٖ كَمَا ثَبَتَ ذٰلِكَ فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ.

''روافض کہتے ہیں کہ ابوطالب کا نام عمران تھا اور اللہ کے اس فرمان میں انہی کا ذکر ہے:﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾(آلُ عِمْرَانَ: ٣٣)''اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو لوگوں سے پسند فرمالیا ہے۔'' یہ ان کی فحش غلطی ہے۔ یہ لوگ بے فکر ہو کر تفسیر میں اللہ پر ایسی بہتان بازیاں کرتے ہیں کہ اللہ کی مراد ہی بدل دیتے ہیں، کیا تدبر نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مذکورہ (آیت نمبر:۳۴) کے بعد یہ فرمایا ہے: ﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا﴾ (آل عمران : ۳۵) ”جب عمران کی اہلیہ نے کہا: میرے رب! میں نذر مانتی ہوں کہ اپنے ہونے والے بیٹے کو تیرے لیے وقف کر دوں گی۔“ گو ابو طالب کو نبی کریم ﷺ سے طبعی طور پر بہت لگاؤ تھا، لیکن آپ نے کلمہ نہیں پڑھا، کفر پر ہی فوت ہوئے، جیسا کہ صحیح بخاری (: ۱۳۶۰، ۲۳۷۵، ۳۸۸۴، ۴۷۷۲) میں ہے۔“ (البداية والنهاية : ۱۱/۳۰)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابو طالب کا اسلام

قرآن وسنت کی تعلیمات یہ بتاتی ہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا خود کافر ہونے کے مترادف ہے۔فتنہ تکفیر (مسلمانوں کو کافر کہنا) غلو پر مبنی ایک عقیدہ ونظریہ ہے، جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ، یہ واقعی انتہا پسندی ہے،لیکن یہ بات بھی زیر غور رہے کہ یہ ایک انتہا ہے، اسلام ایک معتدل دین ہے، لہٰذا اہل سنت والجماعت اپنے عقیدے و منہج کے اعتبار سے ہمیشہ دو انتہاؤں کے درمیان اعتدال ہی میں رہے ہیں۔اب اس سلسلے میں دوسری انتہا کیا ہے؟ بدیہی طور پر فتنہ تکفیر کے برعکس دوسری انتہا یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو بھی مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جائے ،جس کے کفر پر قرآن وسنت اور اجماع امت جیسے ٹھوس دلائل موجود ہوں۔آئندہ سطور میں اسی دوسری انتہا کا آئینہ دار ایک نظریہ ایمانِ ابو طالب کو موضوعِ بحث بنا کر قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے ذریعے اس کا بطلان کیا گیا ہے، نیز اس بارے میں اہل سنت والجماعت کے اتفاقی موقف کو قرآن وسنت کی روشنی میں ثابت بھی کیا ہے۔اگر انصاف کی نظر سے اس مضمون کو پڑھا جائے ،تو یقیناً ایک انتہا پسند سوچ کا خاتمہ ہو جائے گا۔البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ہم ابو جہل اور ابو طالب کو ایک ہی صف میں کھڑا نہیں کرتے۔ابو جہل کے کفر پر مرنے پہ ہم بالکل دل گرفتہ نہیں، کیونکہ اس نے اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا، البتہ ابو طالب یقیناً اسلام دوست تھے،اُن کے ایمان لائے بغیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوت ہونے پر ہمیں بھی صدمہ ہے، لیکن اس سلسلہ میں ہم حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اہل سنت والجماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے چچا ابو طالب مسلمان نہیں تھے۔ اس موقف پر قرآن وحدیث کے دلائل شاہد ہیں۔ ائمہ دین کی تصریحات اس پر مستزاد ہیں۔ اس کے باوجود ایک فرقہ ابو طالب کے ایمان پر مُصر ہے۔ بعض نے ایمانِ ابی طالب کے عنوان سے کتابیں لکھیں ہیں۔ مولانا عطاء محمد بندیالوی بریلوی صاحب نے ''تحقیق ایمانِ ابی طالب'' نامی رسالہ لکھا ہے۔ اس پر مفتی محمد خان قادری بریلوی کی تقریظ ہے۔

ابو طالب کے کفر کے ثبوت پر صریح احادیثِ رسول کو خبر واحد کہہ کر ٹھکرا دینا اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ سے انحراف ہے، نیز اس میں فرامین رسول کو قرآن کے مخالف قرار دینے کی سعیِ مذموم بھی کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُهُ الْجُهَّالُ مِنَ الرَّافِضَةِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ آمَنَ وَيَحْتَجُّونَ بِمَا فِي «السِّيرَةِ» مِنَ الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ وَفِيهِ أَنَّهُ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيٍّ وَقْتَ الْمَوْتِ، وَلَوْ أَنَّ الْعَبَّاسَ ذَكَرَ أَنَّهُ آمَنَ لَمَا كَانَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمُّكَ الشَّيْخُ الضَّالُّ كَانَ يَنْفَعُكَ، فَهَلْ نَفَعْتَهُ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَ: وَجَدْتُهُ فِي غَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَشَفَعْتُ فِيهِ حَتّٰى صَارَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَارٍ فِي رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ، هٰذَا بَاطِلٌ مُخَالِفٌ لِمَا فِي الصَّحِيحِ وَغَيْرِهِ فَإِنَّهُ كَانَ آخِرَ شَيْءٍ قَالَهُ هُوَ: عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَنَّ الْعَبَّاسَ لَمْ يَشْهَدْ مَوْتَهُ مَعَ أَنَّ ذٰلِكَ لَوْ صَحَّ لَكَانَ أَبُو طَالِبٍ أَحَقَّ بِالشُّهْرَةِ مِنْ حَمْزَةَ وَالْعَبَّاسِ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعِلْمِ الْمُتَوَاتِرِ الْمُسْتَفِيضِ بَيْنَ الْأُمَّةِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ أَنَّهُ لَمْ يُذْكَرْ أَبُو طَالِبٍ وَلَا أَبَوَاهُ فِي جُمْلَةِ مَنْ يُذْكَرُ مِنْ أَهْلِهِ الْمُؤْمِنِينَ كَحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَانَ هٰذَا مِنْ أَبْيَنِ الْأَدِلَّةِ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ كَذِبٌ.

''رافضی اور دیگر جہلا کہتے ہیں کہ ابو طالب ایمان لے آئے تھے۔ اس سلسلہ میں وہ کتب سیرت میں مذکور ایک ضعیف حدیث سے دلیل لیتے ہیں، جس کا مضمون یہ ہے کہ ابو طالب نے موت کے وقت (ایمان کے بارے میں) مخفی کلام کیا تھا، لیکن اگر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ابو طالب کے ایمان کا ذکر کیا ہوتا، تو وہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات نہ کہتے کہ آپ کا گمراہ چچا (اپنی زندگی میں) آپ کو نفع پہنچایا کرتا تھا، کیا آپ نے بھی اسے کوئی فائدہ پہنچایا ہے؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں آگ میں غوطے لیتے دیکھا، تو ان کی سفارش کی حتی کہ وہ جہنم کے بالائی طبقہ میں آ گئے۔ اب اُن کے پاؤں میں آگ کے دو جوتے ہیں، جن کی وجہ سے اُن کا دماغ کھول رہا ہے۔ اگر میں نہ ہوتا، تو وہ جہنم کے نچلے گڑھے میں ہوتے۔'' (صحیح بخاری: ۶۵۶۴، صحیح مسلم: ۳۶۰، ۳۶۲)

ایمان ابی طالب کا یہ نظریہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکورہ قصہ کے خلاف ہے۔ ابو طالب نے آخری کلام یہ کیا تھا کہ وہ عبد المطلب کے دین پر قائم ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تو ابو طالب کی موت کے وقت موجود نہ تھے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے، تو ایمان ابو طالب کی شہرت سیّدنا حمزہ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہونی چاہیے تھی۔ سلف سے خلف تک متواتر اور مشہور و معلوم بات ہے کہ ابو طالب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لانے والے رشتہ داروں، مثلاً سیّدنا حمزہ، سیّدنا عباس، سیدنا علی، سیّدہ فاطمہ، سیّدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم میں ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ ایمان ابی طالب کے جھوٹ ہونے پر واضح دلیل ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 327/4)

ایمان ابی طالب کی نفی پر دلائل ملاحظہ ہوں:

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾(القصص: ٥٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اے نبی! آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور وہ ہدایت یافتگان سے بخوبی واقف ہے۔“

یہ آیت کریمہ بالاتفاق ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱۔۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِب، وَكَذَا نَقَلَ إِجْمَاعُهُمْ عَلٰى هٰذَا.

”مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ زجاج (معانی القرآن واعرابہ: ۱۴۹/۴) وغیرہ نے بھی مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے۔“ (شرح صحيح مسلم: 41/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ تَخْتَلِفِ النَّقَلَةُ فِي أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ.

”ناقلین کا کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔“ (فتح الباري: 506/8)

زاد المسير في علم التفسير لابن الجوزي: ۳۸۸/۳، التفسير الكبير للرازي: ۲۵/۵، الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۲۹۷/۱۶، مدارك التنزيل وحقائق التأويل للنسفي: ۶۴۹/۲، غرائب القرآن ورغائب الفرقان للنيسابوري: ۳۵۲/۵، البحر المديد في تفسير القرآن المجيد لأبي العباس الفاسي: ۲۶۲/۴، التحرير والتنوير لابن عاشور: ۱۴۷/۲۰ وغیرہ میں ایمان ابی طالب کی نفی پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

④ سیدنا مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: أَيْ عَمِّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ، حَتّٰى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾(التوبة : 113)، وَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (القصص : 56).

”ابوطالب کی وفات کا وقت آیا، تو رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے اُن کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو دیکھا، تو فرمایا: چچا جان! لا الہ الا اللہ کہہ دیں، تاکہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کے ہاں آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: ابوطالب! عبدالمطلب کے دین سے منحرف ہو

www.KitaboSunnat.com

جاؤ گے؟ رسولِ اکرم ﷺ مسلسل اپنی بات ابوطالب کو پیش کرتے رہے اور بار بار یہ کہتے رہے، حتی کہ ابوطالب نے اپنی آخری بات یوں کی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جب تک روکا نہ گیا، اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾(التوبة : 113).

"نبی اور مومنوں کے لیے روا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں، گو وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب ان پر واضح ہے کہ مشرک جہنمی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں قرآن نازل کرتے ہوئے اپنے رسول سے فرمایا: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (القصص : ٥٦)

"آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔"

(صحيح البخاري :1/548، ح : 3884، صحيح مسلم :1/40، ح : 24)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

حَتّٰى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ : هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبٰى أَنْ يَقُولَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

"ابوطالب کا آخری کلمہ تھا کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر فوت ہو رہا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔“

(صحیح البخاري : 1360)

یہ حدیث صریح نص ہے کہ ابو طالب کافر تھے۔ وہ ملت عبد المطلب پر فوت ہوئے۔ انہوں نے مرتے وقت کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ اُن کو ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اُن کے حق میں دُعا کرنے سے منع کر دیا تھا۔

③ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا:

قُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ : لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ، يَقُولُونَ : إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ (القصص : 56).

”آپ لا الہ الا اللہ کہہ دیں، میں روزِ قیامت اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دوں گا۔ اُنہوں نے جواب دیا: اگر مجھے قریش یہ طعنہ نہ دیتے کہ موت کی گھبراہٹ نے اسے اس بات پر آمادہ کر دیا ہے، تو میں یہ کلمہ پڑھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

”یقیناً جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ جسے اللہ چاہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم: 1/40، ح: 25)

④ سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ .

''اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابوطالب کو کوئی فائدہ دیا؟ وہ تو آپ کا دفاع کیا کرتے تھے اور آپ کے لیے دوسروں سے غصے ہو جایا کرتے تھے۔ فرمایا: جی ہاں! (میں نے انہیں فائدہ پہنچایا ہے) وہ اب بالائی طبقے میں ہیں، اگر میں نہ ہوتا، تو جہنم کے نچلے حصہ میں ہوتے۔''

(صحيح البخاري: 1/548، ح: 3883، صحيح مسلم: 1/115، ح: 209)

حافظ سہیلی رحمہ اللہ (۵۰۸-۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

ظَاهِرُ الْحَدِيثِ يَقْتَضِي أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ .

''حدیث کا ظاہر اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ عبدالمطلب شرک پر فوت ہوئے۔''

(الرّوض الأنف: 4/19)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا شَأْنُ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ، فَلَوْ كَانَ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ لَنَجَا مِنَ النَّارِ أَصْلًا، وَالْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ، وَالْأَخْبَارُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُتَكَاثِرَةُ طَافِحَةٌ بِذٰلِكَ .

”یہ صورت حال تو اس شخص کی ہوتی ہے، جو کفر پر مرا ہو۔ اگر ابو طالب توحید پر فوت ہوتے، تو آگ سے مکمل طور پر نجات پا جاتے، اس بارے میں بکثرت احادیث صحیحہ اور روایات وارد ہیں۔“

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 241/7)

⑤ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ، فَقَالَ : لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهٗ .

”انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ کے پاس آپ کے چچا (ابو طالب) کا ذکر کیا گیا، تو فرمایا: شاید کہ انہیں میری سفارش قیامت کے دن فائدہ دے اور اُنہیں جہنم کے بالائی طبقہ میں رکھا جائے، جہاں عذاب صرف ٹخنوں تک ہو اور جس سے اُن کا دماغ کھولے گا۔“

(صحيح البخاري : 548/1، ح : 3885، صحيح مسلم : 115/1، ح : 210)

⑥ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ، وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ .

”جہنمیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہو گا۔ وہ آگ کے دو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جوتے پہنے ہوں گے، جن کی وجہ سے اُن کا دماغ کھول رہا ہوگا۔“

(صحیح مسلم :1/115، ح : 212)

⑦ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا تُوُفِّيَ أَبِي أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ : إِنَّ عَمَّكَ قَدْ تُوُفِّيَ قَالَ : اذْهَبْ فَوَارِهِ، قُلْتُ : إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا، قَالَ : اذْهَبْ فَوَارِهِ وَلَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنِي، فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ .

”جب میرے والد فوت ہوئے، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ کے چچا فوت ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر انہیں دفنا دیں۔ میں نے عرض کی: وہ تو شرک کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔ فرمایا: جائیں اور انہیں دفنا دیں، لیکن جب تک میرے پاس واپس نہ آئیں، کوئی نیا کام نہ کریں۔ میں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھے غسل کا حکم فرمایا۔“

(مسند الطّیالسي، ص : 19، ح : 120، وسندهٗ حسنٌ متّصل)

ایک روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ مَاتَ فَمَنْ يُوَارِيهِ؟ قَالَ : اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ .

”آپ کے گمراہ چچا فوت ہو گئے ہیں۔ ان کو کون دفنائے؟ فرمایا: جائیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے والد کو دفنا دیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 97/1، سنن أبي داوٗد : 3214، سنن النّسائي : 190، 2008، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (کمافی الاصابۃ لابن حجر: ۱۱۴/۴) اور امام ابن جارود رحمہ اللہ (۵۵۰) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

یہ حدیث نص قطعی ہے کہ ابو طالب مسلمان نہیں تھے۔

⑧ سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا انتہائی واضح بیان ملاحظہ ہو:

كَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ .

”عقیل اور طالب دونوں ابو طالب کے وارث بنے تھے، لیکن (ابو طالب کے بیٹے) سیّدنا جعفر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما نے اُن کی وراثت سے کچھ بھی نہیں لیا، کیونکہ وہ دونوں مسلمان اور عقیل اور طالب کافر تھے۔“

(صحيح البخاري : 216/1، 1588، صحيح مسلم : 33/2، ح : 1614)

یہ بین دلیل ہے کہ ابو طالب کفر کی حالت میں فوت ہو گئے تھے۔ اسی لیے سیّدنا جعفر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما اُن کے وارث نہیں بنے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ .

”مسلمان کافر کا وارث بن سکتا ہے، نہ کافر مسلمان کا۔“

(صحيح البخاري : 551/2، ح : 6764، صحيح مسلم : 33/2، ح : 1614)

www.kitabosunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (۴۹۹۔۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وَقِيلَ: إِنَّهُ أَسْلَمَ، وَلَا يَصِحُّ إِسْلَامُهُ.

”کہا جاتا ہے کہ ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے، لیکن یہ ثابت نہیں۔“

(تاریخ دِمَشق: 307/66)

ابوطالب کے ایمان لائے بغیر فوت ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا تھا۔ وہ یقیناً پوری زندگی اسلام دوست رہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے لیے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے، لیکن اللہ کی مرضی کہ وہ اسلام کی دولت سے سرفراز نہ ہو پائے۔ لہٰذا ہم اُن کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھنے کے باوجود ان کے لئے دُعا گو نہیں ہو سکتے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) ابوطالب کے کفر پر فوت ہونے کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

لَوْلَا مَا نَهَانَا اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ، لَاسْتَغْفَرْنَا لِأَبِي طَالِبٍ وَتَرَحَّمْنَا عَلَيْهِ.

”اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشرکین کے لیے استغفار کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا، تو ہم ابوطالب کے لیے استغفار کرتے اور اُن کے لیے رحم کی دُعا بھی کرتے۔“ (السّيرة النّبويّة: 132/2)

نیز فرماتے ہیں:

اَلْمَقْصُودُ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ مَاتَ عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ دِينِ الْجَاهِلِيَّةِ، خِلَافًا لِّفِرْقَةِ الشِّيعَةِ فِيهِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبد المطلب جاہلیت پر فوت ہوا، لیکن فرقہ شیعہ اختلاف کرتا ہے۔“

(البداية والنهاية : 428/3)

ابو طالب ملت عبد المطلب پر تھے، جو کہ کافر ملت تھی۔

مزید فرمایا:

نَبَّهْنَا عَلٰى خَطَأِ الرَّافِضَةِ فِي دَعْوَاهُمْ أَنَّهُ أَسْلَمَ، وَافْتِرَائِهِمْ ذٰلِكَ بِلَا دَلِيلٍ، وَعَلٰى مُخَالَفَتِهِمُ النُّصُوصَ الصَّحِيحَةَ الصَّرِيحَةَ.

”ہم نے روافض کی غلطی ثابت کر دی کہ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ابو طالب اسلام لے آئے تھے، یہ دعویٰ جھوٹا اور بے دلیل ہے، انہوں نے صریح صحیح نصوص کی مخالفت کی ہے۔“

(البداية والنّهاية : 31/11)

مندرجہ ذیل اہل علم نے صراحت کی ہے کہ ابو طالب کفر پر فوت ہوئے تھے۔

① علامہ سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ)

(تفسير القرآن : 46/1)

② علامہ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ)

(تفسير البغوي : 86/1)

③ علامہ رافعی قزوینی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ)

(شرح مسند الشافعي : 334/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

④ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ)

(مَدارج السّالكين :1/347)

⑤ علامہ کرمانی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ)

(الكواكب الدراري :1/137)

⑥ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ)

(التوضيح لشرح الجامع الصحيح : 2/663)

⑦ علامہ برماوی رحمہ اللہ (۸۳۱ھ)

(اللامع الصبيح :1/204)

⑧ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ)

(عمدة القاري :1/200)

⑨ علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ (۱۱۲۷ھ)

(روح البيان :1/45)

ایمانِ ابی طالب پر دلائل کا تحقیقی جائزہ:

ابوطالب کے ایمان پر پیش کیے جانے والے دلائل کا مختصر اور تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

① مشہور شیعہ طبرسی (م:۵۴۸ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ إِجْمَاعُ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلٰى إِيْمَانِ أَبِي طَالِبٍ، وَإِجْمَاعُهُمْ حُجَّةٌ.

''اہل بیت علیہم السلام کا ابوطالب کے مومن ہونے پر اجماع ثابت ہے اوران

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اجماع حجت ہے۔''(تفسیر مَجمع البیان : 31/4)

اس دعوی اجماع میں کوئی صداقت نہیں۔ اجماع تو کجا، اہل بیت کے ایک فرد سے بھی باسند صحیح ایمانِ ابی طالب ثابت نہیں۔

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا رَأَى حِرْصَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ : يَا ابْنَ أَخِي، وَاللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ السُّبَّةِ عَلَيْكَ وَعَلٰى بَنِي أَبِيكَ مِنْ بَعْدِي، وَأَنْ تَظُنَّ قُرَيْشٌ أَنِّي إِنَّمَا قُلْتُهَا جَزَعًا مِنَ الْمَوْتِ لَقُلْتُهَا، لَا أَقُولُهَا إِلَّا لِأَسُرَّكَ بِهَا، قَالَ : فَلَمَّا تَقَارَبَ مِنْ أَبِي طَالِبٍ الْمَوْتُ قَالَ : نَظَرَ الْعَبَّاسُ إِلَيْهِ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ، قَالَ : فَأَصْغٰى إِلَيْهِ بِأُذُنِهِ، قَالَ : فَقَالَ : يَا ابْنَ أَخِي، واللّٰهِ لَقَدْ قَالَ أَخِي الْكَلِمَةَ الَّتِي أَمَرْتَهُ أَنْ يَقُولَهَا، قَالَ : فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَمْ أَسْمَعْ .

''جب ابوطالب نے اپنے (ایمان کے) بارے رسول اللہ ﷺ کی حرص دیکھی، تو کہا: بھتیجے! اللہ کی قسم، اگر مجھے اپنے بعد آپ اور آپ کے بھائیوں پر طعن و تشنیع کا خطرہ نہ ہوتا، نیز قریش یہ نہ سمجھتے کہ میں نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے، تو میں کلمہ پڑھ لیتا۔ میں صرف آپ کو خوش کرنے کے لیے ایسا کروں گا۔ پھر جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا، تو عباس نے اُن کو ہونٹ ہلاتے دیکھا۔ اُنہوں نے اپنا کان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگایا اور (رسول اللہ ﷺ سے) کہا: بھتیجے! یقیناً میرے بھائی نے وہ بات کہہ دی ہے، جس کے کہنے کا آپ نے اُنھیں حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے نہیں سنا۔''

(السّيرة لابن هشام: 417/1، 418، المغازي ليونس بن بُكير ص: 238، دلائل النّبوة للبيهقي: 346/2)

سخت ضعیف ہے:

(ا) حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (۴۹۹۔۵۷۱ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِي بَعْضِ إِسْنَادِهٖ مَنْ يُّجْهَلُ، وَالْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ تَدُلُّ عَلٰى مَوْتِهٖ كَافِرًا.

''اس حدیث کی سند کا ایک راوی نامعلوم ہے۔ اس کے برعکس صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب حالت کفر میں فوت ہوئے۔''

(تاريخ دِمَشق: 333/66)

(ب) حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ مُنْقَطِعٌ، وَلَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ الْعَبَّاسُ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَحِينَ أَسْلَمَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَا فِي الْحَدِيثِ الثَّابِتِ الَّذِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ؟ فَإِنَّهٗ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ: نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّارِ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ مُوسٰى، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ.

''یہ سند منقطع ہے۔ نیز ابوطالب کی وفات کے وقت تک تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے۔ جب وہ مسلمان ہوئے، تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوطالب کی حالت کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے وہ بات کی، جو صحیح حدیث میں موجود ہے کہ اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابوطالب کو کوئی فائدہ دیا ہے؟ وہ تو آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لیے دوسروں سے غصہ ہو جایا کرتے تھے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! وہ اب جہنم کے بالائی طبقہ میں ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا، تو وہ جہنم کے نچلے گڑھے میں ہوتے۔ اسے بخاری نے موسیٰ اور مسلم نے محمد بن ابی بکر کی سند سے روایت کیا ہے۔''

(دلائل النّبوۃ: 346/2)

(ج) حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَصِحُّ، وَلَوْ كَانَ سَمِعَهُ الْعَبَّاسُ يَقُولُهَا لَمَا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: هَلْ نَفَعْتَ عَمَّكَ بِشَيْءٍ، وَلَمَا قَالَ عَلِيٌّ بَعْدَ مَوْتِهِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ.

''یہ روایت ثابت نہیں۔ اگر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس بات کو سنا ہوتا، تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی بھی رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے یہ نہ کہتے کہ کیا آپ نے اپنے چچا کو کوئی فائدہ دیا ہے؟ نیز سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اُن کی وفات کے بعد یہ نہ کہتے کہ اللہ کے رسول! آپ کا گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے۔“

(تاریخ الإسلام: 149/2)

نیز لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ لِأَنَّ فِيهِ مَجْهُولًا، وَأَيْضًا، فَكَانَ الْعَبَّاسُ ذٰلِكَ الْوَقْتَ عَلٰى جَاهِلِيَّتِهِ، وَلِهٰذَا إِنْ صَحَّ الْحَدِيثُ لَمْ يَقْبَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَتَهُ وَقَالَ لَهُ: لَمْ أَسْمَعْ، وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّهُ بَعْدَ إِسْلَامِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ، فَلَوْ كَانَ الْعَبَّاسُ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنْ إِسْلَامِ أَخِيهِ أَبِي طَالِبٍ لَمَا قَالَ هٰذَا، وَلَمَا سَكَتَ عِنْدَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ، وَلَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلٰكِنَّ الرَّافِضَةَ قَوْمٌ بُهْتٌ.

”سند ضعیف ہے، اس میں ایک مجہول راوی ہے۔ نیز اس وقت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جاہلیت میں تھے، لہٰذا اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے، تو نبی اکرم ﷺ نے اُن کی یہ روایت قبول ہی نہیں کی اور فرمایا: میں نے تو نہیں سنا، پھر یہ بات بھی بیان ہو چکی کہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کہا تھا: اللہ کے رسول! کیا آپ نے اپنے چچا کو کوئی فائدہ پہنچایا ہے؟ وہ تو آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی خاطر دوسروں سے غصہ ہو جایا کرتے تھے۔ اگر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بھائی (ابوطالب) کے مسلمان ہونے کا علم ہوتا، تو وہ یہ بات نہ کہتے، نہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سننے کے بعد خاموش رہتے کہ ابوطالب جہنم کے بالائی طبقہ میں ہیں۔ وہ ضرور پکار اُٹھتے کہ میں نے تو اُنہیں لا الٰہ الا اللہ کہتے سنا ہے، لیکن کیا کریں کہ رافضی بیوقوف ہیں۔“

(تاریخ الإسلام: 151/2)

(د) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي السَّنَدِ مُبْهَمًا لَا يُعْرَفُ حَالُهُ وَهُوَ قَوْلُهُ عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ وَهٰذَا إِبْهَامٌ فِي الْاِسْمِ وَالْحَالِ، وَمِثْلُهُ يُتَوَقَّفُ فِيهِ لَوِ انْفَرَدَ وَالْخَبَرُ عِنْدِي مَا صَحَّ لِضُعْفٍ فِي سَنَدِهِ.

”سند میں ایک مبہم راوی ہے، جس کے حالات معلوم نہیں ہو سکے، نیز یہ اُس کے بعض اہل کی بات ہے۔ نام اور حالات دونوں میں ابہام ہے۔ اس جیسے راوی کی روایت اگر منفرد ہو، تو اس میں توقف کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک یہ روایت سند کے ضعیف ہونے کی بنا پر ثابت نہیں۔“

(البداية والنهاية: 123/3، 125)

(ہ) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِسَنَدٍ فِيهِ مَنْ لَمْ يُسَمَّ وَهٰذَا الْحَدِيثُ لَوْ كَانَ طَرِيقُهُ صَحِيحًا لَعَارَضَهُ هٰذَا الْحَدِيثُ الَّذِي هُوَ أَصَحُّ مِنْهُ فَضْلًا عَنْ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ .

''یہ روایت ایسی سند سے مروی ہے، جس میں ایک راوی کا نام ہی بیان نہیں کیا گیا۔ اس حدیث کی سند اگر صحیح بھی ہو، تو بھی یہ اپنے سے زیادہ صحیح حدیث کے معارض ہے۔ اس کا غیر ثابت ہونا مستزاد ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 184/7)

(و) علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۲۔۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

فِي سَنَدِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مُبْهَمٌ لَا يُعْرَفُ حَالُهُ، وَهٰذَا إِبْهَامٌ فِي الْإِسْمِ وَالْحَالِ، وَمِثْلُهُ يُتَوَقَّفُ فِيْهِ لَوِ انْفَرَدَ .

''اس حدیث کی سند میں ایک مبہم راوی ہے، جس کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ نام اور حالات دونوں مجہول ہیں۔ اس جیسے راوی کی روایت اگر منفرد ہو، تو اس میں توقف کیا جاتا ہے۔''

(شرح سنن أبي داوٗد : 172/6)

نیز لکھتے ہیں:

ذَهَبَ بَعْضُ الشِّيعَةِ إِلٰى أَنَّهُ مَاتَ مُسْلِمًا، وَالَّذِي صَحَّ فِي الْبُخَارِيِّ يُخَالِفُهُ .

''بعض شیعہ کا کہنا ہے کہ ابو طالب مسلمان ہو کر فوت ہوئے، جبکہ صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخاری کی حدیث اس کے مخالف ہے۔“

(البناية شرح الهداية: 3/238)

کفر ابی طالب پر قرآنی صراحت اور بہت سی صحیح احادیث کو ترک کر کے ایک ضعیف روایت کو بنیاد بنا کر ان کے ایمان و اسلام کو ثابت کرنا انصاف نہیں۔

③ اسحاق بن عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَالَ الْعَبَّاسُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتَرْجُو لِأَبِي طَالِبٍ؟ قَالَ : كُلَّ الْخَيْرِ أَرْجُو مِنْ رَبِّي .

”سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! کیا آپ ابوطالب کے لیے کوئی اُمید رکھتے ہیں؟ فرمایا: میں اپنے ربّ سے ان کے لیے ہر خیر کی اُمید رکھتا ہوں۔“

(الطّبقات الكبرىٰ لابن سعد: 1/124، تاريخ ابن عساكر: 66/336)

روایت ضعیف ہے۔ اسحاق بن عبداللہ بن حارث تابعی ہیں اور بلاواسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کر رہے ہیں، لہٰذا مرسل ہونے کی وجہ سے منقطع اور ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

ذَكَرَ ابْنُ حِبَّانَ فِي ثِقَاتِ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ، وَمُقْتَضَاهُ عِنْدَهُ أَنَّ رِوَايَتَهُ عَنِ الصَّحَابَةِ مُرْسَلَةٌ .

”امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ثقہ تبع تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی صحابہ کرام سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روایت مرسل ہوتی ہے۔" (تهذيب التهذيب: 210/1)

اس بنیاد پر یہ روایت "معضل" یعنی دوہری منقطع ہو جائے گی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) کا یہ فیصلہ بھی سنتے جائیں:

وَقَفْتُ عَلٰى جُزْءٍ جَمَعَهُ بَعْضُ أَهْلِ الرَّفْضِ أَكْثَرَ فِيهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْوَاهِيَةِ الدَّالَّةِ عَلٰى إِسْلَامِ أَبِي طَالِبٍ وَلَا يَثْبُتُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ.

"مجھے ایک ایسا جزء ملا، جسے کسی رافضی نے جمع کیا ہے۔ اس میں بہت سی ایسی کمزور روایات ہیں، جو ابو طالب کے مسلمان ہونے پر دلالت کرتی ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔"

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 148/7)

④ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

سَمِعْتُ أَبَا طَالِبٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَبَّهُ بَعَثَهُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَأَنْ يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ، وَلَا يُعْبَدَ مَعَهُ غَيْرُهُ، وَمُحَمَّدٌ عِنْدِي الصَّادِقُ الْأَمِينُ.

"میں نے ابو طالب سے سنا، انہوں نے کہا: مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ رب تعالیٰ نے انہیں یہ پیغام دے کر مبعوث کیا کہ صلہ رحمی کی جائے، صرف اللہ کی عبادت کی جائے، نیز کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک صادق اور امین ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(كنز الفوائد للكراجكي : 4/16، بحار الأنوار للمجلسي : 35/116)

جھوٹ ہے۔

① ابوحسن طاہر بن موسیٰ بن جعفر بن محمد حسینی کی توثیق نہیں۔

② ابوالقاسم میمون بن حمزہ حسینی علوی کی معتبر توثیق نہیں۔

③ مزاحم بن عبدالوارث بصری کی توثیق نہیں۔

④ ابوبکر احمد بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن ایوب جوہری کی توثیق نہیں۔

⑤ علی بن عبداللہ جرشی کی توثیق نہیں ملی۔

⑥ اسحاق بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ کی توثیق نہیں۔

⑦ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر "کذاب ووضاع" راوی ہے۔

ایک قرآنی دلیل:

شیعہ لوگ ابوطالب کی نجات کے بارے میں ایک دلیل قرآنِ کریم کی اس آیت کو بناتے ہیں:

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الأعراف : ۱۵۷)

"جو لوگ آپ (ﷺ) کے ساتھ ایمان لائے اور آپ کی نصرت و تائید کی اور آپ پر نازل ہونے والے نور کی پیروی کی، وہی کامیاب ہیں۔"

یہ کہنا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی حمایت و نصرت کی، آپ کے لیے دشمنی مول لے رکھی تھی، لہٰذا وہ فلاح پا گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ، وَإِنَّا نُسَلِّمُ أَنَّهُ نَصَرَهُ وَبَالَغَ فِي ذٰلِكَ، لٰكِنَّهُ لَمْ يَتَّبِعِ النُّوْرَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ، وَهُوَ الْكِتَابُ الْعَزِيْزُ الدَّاعِيُ إِلَى التَّوْحِيْدِ، وَلَا يَحْصِلُ الْفَلَاحُ إِلَّا بِحُصُوْلِ مَا رَتَّبَ عَلَيْهِ مِنَ الصِّفَاتِ كُلِّهَا.

''یہ ان کا مبلغ علم ہے! ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابوطالب نے نبی ﷺ کی نصرت وتائید کی تھی اور بہت زیادہ کی تھی، لیکن انہوں نے اس نور کی پیروی تو نہیں کی، جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا تھا۔ یہ نور وہ کتاب عزیز (قرآنِ کریم) ہے، جو توحید کی طرف دعوت دیتا ہے۔ کامیابی تو تب ہی حاصل ہوگی، جب اس کے لیے بیان کی گئی تمام صفات حاصل ہوں۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة: 241/7)

تنبیہ: جناب عطاء محمد بندیالوی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''محققین اہل سنت کے نزدیک حضرت عبد المطلب موحد تھے، تو عبدالمطلب کے ملت پر ہونا تو توحید کا اقرار ہے۔''

(تحقیق ایمان ابوطالب، ص:42)

اگر اہل سنت سے مراد اس دور کے شرک وبدعت میں ڈوبے ہوئے نام نہاد اہل سنت ہیں، تو عجب نہیں، لیکن اگر سلف صالحین کے منہج پر چلنے والے اصلی اہل سنت والجماعت مراد ہیں، تو یہ انتہائی جہالت اور الزام تراشی ہے، کیونکہ عبدالمطلب کا دین،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین محمد ﷺ کے سراسر خلاف تھا۔ عبدالمطلب مسلمان نہیں تھے، جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

جَدُّ أَبِيهَا : عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ هَاشِمٍ وَكَيْفَ لَا يَكُونُ أَبَوَاهُ وَجَدُّهُ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ فِي الْآخِرَةِ، وَكَانُوا يَعْبُدُونَ الْوَثَنَ حَتّٰى مَاتُوا، وَلَمْ يَدِينُوا دِينَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ وَأَمْرُهُمْ لَا يَقْدَحُ فِي نَسَبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ لِأَنَّ أَنْكِحَةَ الْكُفَّارِ صَحِيحَةٌ، أَلَا تَرَاهُمْ يُسْلِمُونَ مَعَ زَوْجَاتِهِمْ فَلَا يَلْزَمُهُمْ تَجْدِيدُ الْعَقْدِ، وَلَا مُفَارَقَتُهُنَّ إِذَا كَانَ مِثْلُهُ يَجُوزُ فِي الْإِسْلَامِ .

”سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم تھے۔ یہ لوگ مرتے دم تک بتوں کی پوجا کرتے رہے۔ انہوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دین قبول نہیں کیا تھا۔ البتہ ان کا یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے نسب میں کوئی عیب کا باعث نہیں، کیونکہ کفار کے کیے گئے نکاح درست ہیں۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ کفار جب اپنی بیویوں سمیت مسلمان ہوتے ہیں، تو ان کو نیا نکاح یا اپنی بیویوں سے جدائی اختیار نہیں کرنی پڑتی، کیونکہ اسلام میں اس طرح کی صورت جائز ہے۔“

(دلائل النبوۃ :1/192-193)

معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے دادا عبدالمطلب جاہلیت کے دین پر تھے اور اسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پر وفات ہوئی تھی۔یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔شیعہ اس کے بالکل برعکس کہتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَقْصُودُ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ مَاتَ عَلٰی مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ دِينِ الْجَاهِلِيَّةِ خِلَافًا لِّفِرْقَةِ الشِّيعَةِ فِيهِ وَفِي ابْنِهِ أَبِي طَالِبٍ .

''مقصود یہ ہے کہ عبدالمطلب اُسی دین جاہلیت پر فوت ہوئے،جس پر وہ قائم تھے۔شیعہ کا اُن کے بارے میں اور اُن کے بیٹے ابو طالب کے بارے میں نظریہ اس کے برعکس ہے۔''(السّیرة النّبویّة :1/238، 239)

مزید فرماتے ہیں:

صَانَهٗ فِي ابْتِدَاءِ الرِّسَالَةِ بِعَمِّهٖ أَبِي طَالِبٍ إِذْ كَانَ رَئِيسًا مُطَاعًا كَبِيرًا فِي قُرَيْشٍ، وَخَلَقَ اللّٰهُ فِي قَلْبِهٖ مَحَبَّةً طَبِيعِيَّةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَرْعِيَّةً، وَلَوْ كَانَ أَسْلَمَ لَاجْتَرَأَ عَلَيْهِ كُفَّارُهَا وَكِبَارُهَا، وَلٰكِنْ لَمَّا كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ قَدْرٌ مُشْتَرَكٌ فِي الْكُفْرِ هَابُوهُ وَاحْتَرَمُوهُ، فَلَمَّا مَاتَ عَمُّهٗ أَبُو طَالِبٍ، نَالَ مِنْهُ الْمُشْرِكُونَ أَذًى يَسِيرًا .

''رسالت کے ابتدائی دور میں قریش کی بارسوخ شخصیت، سردار اور آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی بدولت حفاظت ہوتی رہی، ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت ڈال دی، یہ محبت طبعی تھی، شرعی نہیں تھی۔ وہ اسلام قبول کر لیتے، تو قریش ابو طالب کے ساتھ سخت گیری کا معاملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے، لیکن ابوطالب شرک وکفر میں کفارِ مکہ سے قدرے مشترک تھے، اس لیے وہ ان کے احترام اور رعب کی وجہ سے جرأت نہ کرسکے، جب ابوطالب فوت ہوگئے، تو مشرکین نے آپ ﷺ کو اذیتیں پہنچانا شروع کر دیں۔"

(تفسیر ابن کثیر: 590,589/2)

نیز جناب عطاء محمد بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اگر حضرت ابوطالب کے ایمان سے انکار کیا جائے، تو لازم آئے گا کہ کافر کو مومن سے نرم عذاب ہو اور یہ خلاف عدل اور خلاف اجماع ہے۔"

(تحقیق ایمان ابوطالب، ص:44)

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جو کہ عدل کے عین موافق ہے، نبی اکرم ﷺ کا ابوطالب کے حق میں سفارش کرنا ثابت ہوگیا ہے۔ آپ کی شفاعت کی وجہ سے اُن کا عذاب ہلکا ہے۔ یہ واحد شخص ہیں، جو ایمان نہ لانے کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے حقدار ہوئے ہیں، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ احادیث میں ابوطالب کی استثنا ثابت ہوگئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ اگر میں نہ ہوتا، تو ابوطالب جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوتے۔ معاملہ عدل کے منافی تو تب ہوتا جب گناہ یا جرم سے زیادہ سزا دی جاتی۔ اس کے برعکس اگر اللہ تعالیٰ کسی کے عذاب کو اپنے نبی کی شفاعت کی وجہ سے ہلکا کرتا ہے، تو یہ اُس کا فضل وکرم ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآنِ کریم سے ثابت ہے کہ کافروں کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی، اس سے معلوم ہوا کہ ابوطالب مومن تھے، اسی لیے اُن کے عذاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تخفیف کر دی جائے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ابو طالب فوت ہوتے وقت ایمان لائے تھے، جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے، تو پھر اُن کو عذاب دینا ہی قرآن وسنت کی تعلیمات اور عدل کے تقاضوں کے منافی ہے، کیونکہ جو ایمان کی حالت میں مرتا ہے، اُسی حالت میں اُٹھایا جاتا ہے۔ جب قرآن وسنت میں اُن کے لیے عذاب ثابت ہو گیا ہے، تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لائے تھے۔ رہی بات عذاب میں تخفیف کی، تو اس کا معنی یہ ہے کہ ابو طالب کا عذاب بعد میں ہلکا نہیں ہوا، بلکہ نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کی بنا پر شروع سے ہی ہلکا رکھا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کافروں کے عذاب کے ہلکا نہ کیے جانے والا اُصول عام ہے، جبکہ ابو طالب کے عذاب کو ہلکا کیے جانے والا واقعہ خاص ہے۔ جب عام اور خاص میں تعارض ہو، تو اُصول کے مطابق خاص کو مقدم اور عام سے مستثنیٰ خیال کیا جاتا ہے۔

رہی عطاء محمد صاحب کی یہ بات: ''اگر حضرت ابو طالب کے ایمان سے انکار کیا جائے، تو لازم آئے گا کہ کافر کو مومن سے نرم عذاب ہو۔'' تو یہ بندیالوی صاحب کی علمی غفلت ہے، کیونکہ یہ بات تو قرآن وسنت کی روشنی میں طے ہے کہ اگر کسی شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوا، تو وہ آخر کار جہنم سے آزادی پا جائے گا، لیکن کفار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔ جب بات ایسے ہے، تو کسی مومن کو اگر عارضی طور پر بہت سخت عذاب بھی ہو، تو یہ کسی کافر کے ہمیشہ ہمیشہ کے ہلکے عذاب سے یقیناً کم ہو گا۔

انصاف پسند قارئین ضرور حقیقت کو سمجھ گئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعب ابی طالب:

نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب آپ ﷺ کے سرگرم حمایتی تھے۔ ہر موقع پر آپ کی نصرت کرتے تھے، لیکن شعب ابی طالب میں مسلمانوں کا تین سال تک محصور رہنا ثابت نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ قریش مکہ نے مسلمانوں سے بائیکاٹ کر دیا تھا، بعض مسلمان بھوک کے مارے درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہوئے۔

نوٹ:

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کی پرورش آپ کے چچا ابو طالب نے کی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی پرورش آپ کے چچا ابو طالب نے نہیں کی۔ اس پر روافض نے چند روایات گھڑ کر عام کر دی ہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کا دودھ پیا تھا؟

جواب: روافض کی کتاب اصول کافی (۱/ ۶۵۸) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کا دودھ پیا تھا۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اسے ابو بصیر یحییٰ بن ابی قاسم، علی بن ابی حمزہ وغیرہ نے گھڑا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک جھوٹ!

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک پر مکا مار کر حمل ساقط کرنے کی داستان جھوٹی ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں اس کا ذکر تک نہیں، البتہ ''کتاب سلیم بن قیس'' میں مذکور ہے۔ اس واقعہ سے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آل بیت سے دشمنی رکھتے تھے۔

جب کہ سلیم بن قیس ہلالی کی طرف منسوب کتاب ''کتاب سلیم بن قیس'' جو ''کتاب السقیفۃ'' کے نام سے موسوم ہے، جھوٹی کتاب ہے۔ اس میں مذکور باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

① صاحب کتاب سلیم بن قیس ''مجہول'' ہے۔ اہل سنت اور متقدمین شیعہ کی کتب رجال میں اس کی توثیق مذکور نہیں۔ متاخرین شیعہ کی توثیق کا اعتبار نہیں!

شیعہ عالم ابن الغضائری نے لکھا ہے:

كَانَ أَصْحَابُنَا يَقُولُونَ: إِنَّ سُلَيْمًا لَا يُعْرَفُ، وَلَا ذُكِرَ فِي خَبَرٍ، وَالْكِتَابُ مَوْضُوعٌ لَا مِرْيَةَ فِيهِ، وَعَلٰى ذٰلِكَ عَلَامَاتٌ فِيهِ تَدُلُّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ، مِنْهَا مَا ذُكِرَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعَظَ أَبَاهُ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَمِنْهَا أَنَّ الْأَئِمَّةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہمارے اصحاب کہتے تھے: سلیم ''مجہول'' ہے، اس کا کسی حدیث میں ذکر تک نہیں ملتا، اس کی کتاب موضوع (جھوٹی) اور نا قابل التفات ہے۔ اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں، جو اس کے جھوٹا ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ مثلاً محمد بن ابو بکر نے اپنے والد کو بہ وقت وفات وعظ و نصیحت کی، ائمہ تیرہ ہیں، وغیرہ۔'' (الرّجال : 1/5)

② کتاب کا راوی ابان بن ابو عیاش ''ضعیف و متروک'' ہے۔ ابن الغضائری نے لکھا ہے:

ضَعِيفٌ، لَّا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ، وَيَنْسِبُ أَصْحَابُنَا وَضْعَ كِتَابِ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ إِلَيْهِ.

''ضعیف اور نا قابل التفات ہے۔ ہمارے اصحاب کے مطابق ''کتاب سلیم بن قیس'' اسی کی گھڑنتل ہے۔'' (الرّجال : 1/4)

شیعہ کتب رجال میں ابان بن ابو عیاش کی توثیق ثابت نہیں، جب کہ اس کتاب کا دارومدار اسی پر ہے۔

تنبیہ: ابو العباس احمد بن علی نجاشی (۴۶۰ھ) نے اس کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

...... حَمَّادُ بْنُ عِيسٰى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ. (رجال النّجاشي : 1/5)

دراصل اس سند میں ابراہیم بن عمر یمانی اور سلیم بن قیس کے درمیان ابان بن ابو عیاش کا واسطہ گر گیا ہے۔ ابراہیم بن عمر کا سلیم بن قیس سے روایت کرنا تعجب خیز ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے یہ کہ ابراہیم بن عمر شیعہ کتب رجال کے مطابق مختلف فیہ ہے۔ نجاشی نے ''ثقہ'' کہا ہے جب کہ ابن الغضائری نے ''ضعیف''۔

تیسری اہم بات یہ کہ اس سند میں محمد بن علی صیرفی ''ضعیف وکذاب'' ہے۔ شیعہ عالم سید خوئی نے لکھا ہے:

اَلصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا طَرِيقَ لَنَا إِلٰى كِتَابِ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْمَرْوِي بِطَرِيقِ حَمَّادِ بْنِ عِيسٰى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ عَنْهُ، وَذٰلِكَ فَإِنَّ فِي الطَّرِيقِ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيَّ أَبَا سَمِينَةَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ كَذَّابٌ.

''درست یہی ہے کہ ہمارے پاس حماد بن عیسی عن ابراہیم بن عمر عن قیس سند سے مروی ''کتاب سلیم بن قیس'' کا کوئی ثبوت نہیں، کیوں کہ اس سند میں محمد بن علی صیرفی ابوسمینہ ''ضعیف وکذاب'' ہے۔''

(معجم رجال الحدیث : 235/9)

نجاشی نے محمد بن علی صیرفی ابوسمینہ کے بارے میں لکھا ہے:

ضَعِيفٌ جِدًّا، فَاسِدُ الْاِعْتِقَادِ، لَا يُعْتَمَدُ فِي شَيْءٍ، وَكَانَ وَرَدَ «قُمْ» وَقَدِ اشْتُهِرَ بِالْكَذِبِ بِالْكُوفَةِ.

''سخت ''ضعیف'' اور برے عقیدے والا ہے، کسی بھی معاملہ میں معتبر نہیں۔ ''قم'' میں آیا تھا اور کوفہ میں جھوٹا مشہور تھا۔'' (الرجال : 234/1)

ثابت ہوا کہ کتاب سلیم بن قیس جھوٹی ہے۔ اس کی ایک ہی سند ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ کتاب جھوٹی ہے۔ابن الغضائری نے لکھا ہے:

فِي الْكِتَابِ مَنَاكِيرُ مُشْتَهِرَةٌ، وَمَا أَظُنُّهُ إِلَّا مَوْضُوعًا .

''اس کتاب میں کئی مشہور منکر باتیں ہیں،میرے مطابق یہ جھوٹی ہے۔''

(الرّجال: 4/8)

ابن داود حلی (۷۰۷ھ) نے اس کتاب کو''موضوع (جھوٹی)'' قرار دیا ہے۔

(رجال ابن داؤد، ص 242)

شیخ مفید شیعہ نے لکھا ہے:

إِنَّ هٰذَا الْكِتَابَ غَيْرُ مَوْثُوقٍ بِهِ، وَلَا يَجُوزُ الْعَمَلُ عَلٰى أَكْثَرِهِ، وَقَدْ حَصَلَ فِيهِ تَخْلِيطٌ وَّتَدْلِيسٌ، فَيَنْبَغِي لِلْمُتَدَيِّنِ أَنْ يَجْتَنِبَ الْعَمَلَ بِكُلِّ مَا فِيهِ .

''یہ نا قابل اعتماد کتاب ہے۔اس کے بیشتر حصے پر عمل جائز نہیں، اس میں تخلیط وتدلیس ہوئی ہے،لہٰذا ایک دین دار اس پر عمل سے مجتنب رہے۔''

(تصحیح العقائد، ص 72)

④ سلیم بن قیس ہلالی نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: إِنَّهُمْ بَعَجُوا بَطْنَ فَاطِمَةَ حَتّٰى أُسْقِطَتْ، وَهَدَمُوا سَقْفَ بَيْتِهَا عَلٰى مَنْ فِيهِ، وَأَمْثَالُ هٰذِهِ الْأَكَاذِيبِ الَّتِي يَعْلَمُ مَنْ لَهُ أَدْنٰى عِلْمٍ وَمَعْرِفَةٍ أَنَّهَا كَذِبٌ، فَهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَائِمًا يَعْمِدُونَ إِلَى الْأُمُورِ الْمَعْلُومَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ يُنْكِرُونَهَا، وَإِلَى الْأُمُورِ الْمَعْدُومَةِ الَّتِي لَا حَقِيقَةَ لَهَا يُثْبِتُونَهَا، فَلَهُمْ أَوْفَرُ نَصِيبٍ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ﴾(الْعَنْكَبُوت : ٦٨) فَهُمْ يَفْتَرُونَ الْكَذِبَ وَيُكَذِّبُونَ بِالْحَقِّ.

”بعض روافض کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بطن شق کر کے حمل ضائع کر دیا تھا اور گھر کی چھت گرا دی تھی۔ یہ اور ان جیسے دیگر کذب بیانیوں کا بطلان معمولی علم اور سوجھ بوجھ رکھنے والے پر روز روشن کی طرح واضح ہے۔ روافض کا وطیرہ ہے کہ وہ متواتر و معلوم چیزوں کا بڑی آسانی سے انکار کر جاتے ہیں اور معدوم اور بے حقیقت چیزوں کو ببانگ دہل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ﴾ (الْعَنْكَبُوت : ٦٨) ”بھلا اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے، جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو ٹھکرا دے؟“ یہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور حق کے انکاری ہیں۔“

(منهاج السّنة النّبوية : 493/4)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں مُکّا مار کر حمل ساقط کرنے کا کوئی ثبوت نہیں اور جس کتاب سے یہ روایت پیش کی جاتی ہے، اس کا اپنا وجود محتاج دلیل ہے!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پیارے رسول کی پیاری بیٹیاں

اس شخص سے بڑھ کر شقی اور بد بخت کون ہو سکتا ہے، جو پیغمبر اسلام، محمد کریم ﷺ کی پیاری بیٹیوں کو کسی کالے کافر کی اولاد قرار دے، جو جہالت وضلالت کا سوداگر بن کر یہ نعرہ بلند کرے کہ رسول اللہ ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی، جو اپنے غلیظ دامن میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اہل بیت کی تحقیر و تصغیر فرضِ عین ہے، جو بصیرتِ قلبی سے محروم ہو کر قرآنی وحدیثی اور اجماعی دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بابا نہیں، محض مربی تھے؟

روزِ محشر کا وہ منظر کتنا اندوہناک ہو گا جب ان ناانصافوں کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی پیاری بیٹیاں اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں گی کہ انہوں نے ہماری نسبت ہمارے پاک بابا سے توڑنے اور ایک ناپاک کافر سے جوڑنے کی کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں، باغیوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے، جس دن ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

بناتِ رسول کے بارے میں شیعہ کا موقف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

بَلْ مِنْهُمْ مَنْ يُنْكِرُ أَنْ تَكُونَ زَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُنَّ لِخَدِيجَةَ، مِنْ زَوْجِهَا الَّذِي كَانَ كَافِرًا، قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”بعض شیعہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بناتِ رسول ہونے کے منکر ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ یہ تینوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس کافر خاوند سے پیدا ہونے والی بیٹیاں ہیں، جس سے انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے نکاح کیا تھا۔“

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة : 4/493)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ : إِنَّ رُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، زَوْجَتَيْ عُثْمَانَ، لَيْسَتَا بِنْتَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ هُمَا بِنْتَا خَدِيجَةَ مِنْ غَيْرِهِ، وَلَهُمْ فِي الْمُكَابَرَاتِ وَجَحْدِ الْمَعْلُومَاتِ بِالضَّرُورَةِ أَعْظَمُ مِمَّا لِأُولٰئِكَ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ، وَهٰذَا مِمَّا يُبَيِّنُ أَنَّهُمْ أَكْذَبُ وَأَظْلَمُ وَأَجْهَلُ مِنْ قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ.

”بعض شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویاں، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں، بلکہ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے ہونے والی بیٹیاں ہیں۔سینہ زوری اور مسلمات کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انکار کرنے میں شیعہ ان ناصبیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ قاتلین حسین سے بڑھ کر جھوٹے، ظالم اور جاہل ہیں۔"

(منهاج السنّة النبويّة : 368/4)

آیئے اب اس بارے میں شیعہ علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

① ابوالقاسم علی بن احمد بن موسیٰ کوفی شیعہ (۳۵۲ھ) نے لکھا ہے:

صَحَّ لَنَا فِيهِمَا مَا رَوَاهُ مَشَايِخُنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الرِّوَايَةَ صَحَّتْ عِنْدَنَا عَنْهُمْ أَنَّهُ كَانَتْ لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ مِّنْ أُمِّهَا أُخْتٌ، يُقَالُ لَهَا هَالَةُ، قَدْ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ بِنْتًا اسْمُهَا هَالَةُ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِي هَالَةَ رَجُلٌ مِّن تَمِيمٍ، يُقَالُ لَهُ أَبُو هِنْدٍ، فَأَوْلَدَهَا ابْنًا، كَانَ يُسَمّٰى هِنْدَ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَابْنَتَيْنِ، فَكَانَتَا هَاتَانِ الْابْنَتَانِ مَنْسُوبَتَيْنِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (ص)؛ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ .

"ان دونوں (رقیہ اور زینب) کے بارے میں ہم اپنے اہل علم اور ائمہ اہل بیت کی وہ روایت درست مانتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ماں کی طرف سے ایک بہن تھی، جس کا نام ہالہ تھا۔ اس کی شادی بنو مخزوم کے ایک شخص سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہالہ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھا گیا۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد خدیجہ کی بہن سے بنو تمیم کے ایک شخص ابو ہند نے شادی کر لی۔ اس سے ایک لڑکا ہند بن ابو ہند اور دو بچیاں زینب اور رقیہ ہوئیں، یہ دونوں بچیاں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔“

(الاستغاثة في بدع الثلاثة :68/1)

② ابن شہر آشوب شیعہ (م:۵۸۸ھ) نے لکھا ہے:

يُؤَكِّدُ ذٰلِكَ مَا ذُكِرَ فِي كِتَابَيِ الْأَنْوَارِ وَالْبِدَعِ أَنَّ رُقَيَّةَ وَزَيْنَبَ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ.

”اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے، جو الانوار اور البدع نامی کتب میں مذکور ہے کہ رقیہ اور زینب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں ہیں۔“

(مناقب آل أبي طالب :159/1)

③ ملا احمد بن محمد المعروف بہ مقدس اردبیلی شیعہ (۹۹۳ھ) نے لکھا ہے:

قِيلَ: هُمَا رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ، وَلَمَّا مَاتَ أَبُوهُمَا رُبِّيَتَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي نِسْبَةِ الْمُرَبّٰى إِلَى الْمُرَبِّي، وَهُمَا اللَّتَانِ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بَعْدَ مَوْتِ زَوْجَيْهِمَا.

”کہا جاتا ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ ان کا والد فوت ہو گیا، تو ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پرورش پائی۔ یوں ان کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہوگئی، جیسا کہ عربوں کی عادت تھی کہ پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کر دیتے تھے۔ ان دونوں کے خاوند فوت ہوئے، تو بعد میں ان سے عثمان نے شادی کرلی۔" (حاشية زبدة البيان في أحكام القرآن، ص: 575)

④ محمد مہدی بن صالح موسوی شیعہ (م: ۱۳۴۸ھ) نے لکھا ہے:

مَا زَعَمَهُ (أَيِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ) مِنْ أَنَّ تَزْوِيجَ بِنْتَيْهِ لِعُثْمَانَ فَضِيلَةٌ لَهُ، مِنْ عَجَائِبِهِ، مِنْ حَيْثُ ثُبُوتِ الْمُنَازَعَةِ أَنَّهُمَا بِنْتَاهُ.

"ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی، عثمان کے لیے فضیلت کا باعث ہے، عجیب ہے، کیونکہ ان دونوں کے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہونے میں اختلاف ثابت ہے۔"

(منهاج الشّريعة في الرّدّ على ابن تيميّة: 289/2)

مزید لکھا ہے:

قَدْ عَرَفْتَ عَدَمَ ثُبُوتِ أَنَّهُمَا بِنْتَا خَيْرِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَدَمَ وُجُودِ فَضْلٍ لَّهُمَا، تَسْتَحِقَّانِ بِهِ الشَّرَفَ وَالْقِدَمَ عَلَى غَيْرِهِمَا.

"آپ بخوبی جان چکے ہیں کہ ان دونوں کا نبی اکرم ﷺ کی بیٹیاں ہونا ثابت نہیں، نہ ان کے لیے کوئی فضیلت موجود ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسروں پر شرف وفضل کی مستحق ہوں۔" (منهاج الشريعة: 291/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں یہ تو تھا شیعہ کا موقف، اب ملاحظہ فرمائیں:

بناتِ رسول کے بارے میں اہل سنت کا موقف:

نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کے بارے میں اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ان کے نام بالترتیب سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔دلائل ملاحظہ ہو!

① اجماع

اس میں اہل حق کے دو فرد بھی باہم اختلاف نہیں کرتے۔

① حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (368-463ھ) فرماتے ہیں:

وَلَدُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِي ذٰلِكَ.

"نبی ﷺ کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔"

(الاستيعاب: 50/1، وفي نسخة: 89/1 بحاشية الإصابة)

نیز لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهَا وُلِدَتْ لَهُ أَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ، وَهَاجَرْنَ، فَهُنَّ: زَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كَلْثُومٍ.

"اہل علم کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں، سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی، نام یہ ہیں: سیدہ زینب، سیدہ فاطمہ، سیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب : 4/1818)

② حافظ عبد الغنی مقدسی رحمہ اللہ (541-600ھ) فرماتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں۔اس اختلاف نہیں۔“

(الدرّة المضيّة على السّيرة النّبويّة : 8/6 مع التّعليق)

③ حافظ صفدی رحمہ اللہ (696-764ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ : فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

”حافظ عبد الغنی فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔“ (الوافي بالوفيّات :79/1)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔“

(تهذيب الأسماء واللّغات :26/1)

⑤ حافظ مزی رحمہ اللہ (654-742ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ لَهُ مِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(تهذيب الكمال في أسماء الرّجال :57/1، وفي نسخة :191/1)

جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں اور انہیں کسی کافر کی طرف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منسوب کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کے اجماع کے منکر ہیں۔ جو اجماعِ مسلمین کی مخالفت کرے، اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اجماعِ امت حق ہے۔

② فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الأحزاب: 5)

"تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی بات انصاف والی ہے۔"

معلوم ہوا کہ کسی انسان کو اس کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف منسوب کرنا نا انصافی ہے۔ احادیث میں واضح طور پر سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کہا گیا ہے۔ ہر دور میں مسلمان انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں قرار دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں، تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا نا انصافی تھی اور یہ ناممکن ہے کہ احادیث اور اجماعِ امت مسلمہ نا انصافی پر مبنی ہو۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کسی کافر کی بیٹیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی، اسی بنا پر ان کی نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئی، اس آیتِ کریمہ کے صریحاً خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ ان کے (معاذ اللہ) کسی کافر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور مجاز پر کوئی دلیل نہ ہو، مجازی معنی کی طرف انتقال جائز نہیں ہوتا۔ ان تینوں صاحبات کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقی اولاد ہونے میں کوئی مانع نہیں، نہ ان کے غیر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل ہے۔ لہٰذا یہ آپ ﷺ کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

③ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الأحزاب 33 : 59).

''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ چادریں اوڑھ لیا کریں۔ یوں وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائیں گی اور تکلیف سے محفوظ رہیں گی۔ اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

یہ آیت کریمہ واضح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں، کیونکہ اس میں ''بنات'' کا لفظ مستعمل ہے جو کہ ''بنت'' کی جمع ہے۔ جمع کے کم سے کم تین افراد ہوتے ہیں۔ کسی خارجی دلیل سے جمع کے اقل افراد دو ہو سکتے ہیں۔ ایک فرد کے جمع ہونے کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں۔ ایک تو مفرد حقیقی ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ کی حقیقی بیٹی صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، تو ''بنات'' کا کیا معنی؟

حدیثی دلائل:

آیئے اب پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں بالترتیب حدیثی دلائل ملاحظہ فرمائیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے تھیں۔ان کی شادی ابوالعاص بن ربیعہ سے ہوئی تھی۔

(ا) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، خَرَجَتِ ابْنَتُهُ مِنْ مَكَّةَ مَعَ بَنِي كِنَانَةَ، فَخَرَجُوا فِي أَثَرِهَا، فَأَدْرَكَهَا هَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ، فَلَمْ يَزَلْ يَطْعَنُ بَعِيرَهَا حَتّٰى صَرَعَهَا، فَأَلْقَتْ مَا فِي بَطْنِهَا، وَأُهْرِيقَتْ دَمًا، فَانْطَلَقَ بِهَا، وَاشْتَجَرَ فِيهَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو أُمَيَّةَ، فَقَالَتْ بَنُو أُمَيَّةَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِهَا، وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ عَمِّهِمْ، أَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَكَانَتْ عِنْدَ هِنْدٍ بِنْتِ رَبِيعَةَ، وَكَانَتْ تَقُولُ لَهَا هِنْدٌ: هٰذَا فِي سَبَبِ أَبِيكِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ: أَلَا تَنْطَلِقُ، فَتَجِيءَ بِزَيْنَبَ؟، قَالَ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَخُذْ خَاتَمِي هٰذَا، فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ، فَلَمْ يَزَلْ يَلْطُفُ وَتَرَكَ بَعِيرَهُ حَتّٰى أَتٰى رَاعِيًا، فَقَالَ: لِمَنْ تَرْعٰى؟ فَقَالَ: لِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: فَلِمَنْ هٰذِهِ الْغَنَمُ؟ قَالَ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِزَيْنَبَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ، فَسَارَ مَعَهُ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهُ : هَلْ لَّكَ أَنْ أُعْطِيَكَ شَيْئًا تُعْطِيهَا إِيَّاهُ، وَلَا تَذْكُرُهُ لِأَحَدٍ؟ قَالَ : نَعَم، فَأَعْطَاهُ الْخَاتَمَ، فَانْطَلَقَ الرَّاعِي، فَأَدْخَلَ غَنَمَهُ، وَأَعْطَاهَا الْخَاتَمَ، فَعَرَفَتْهُ، فَقَالَتْ : مَنْ أَعْطَاكَ هٰذَا؟ قَالَ : رَجُلٌ، قَالَتْ : وَأَيْنَ تَرَكْتَهُ؟ قَالَ : مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَسَكَتَتْ حَتّٰى إِذَا كَانَ اللَّيْلُ خَرَجَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا : ارْكَبِي بَيْنَ يَدَيَّ! قَالَتْ : لَا، وَلٰكِنِ ارْكَبْ أَنْتَ، فَرَكِبَ وَرَكِبَتْ وَرَاءَهُ، حَتّٰى أَتَتِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي، أُصِيبَتْ فِيَّ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی، تو آپ ﷺ کی صاحبزادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) بھی مکہ سے بنو کنانہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ کفار مکہ ان کے پیچھے آئے اور ہبار بن اسود آگیا۔ وہ ان کے اونٹ کو نیزے مارتا رہا یہاں تک انہیں زمین پر گرا دیا۔ ان کے بطن میں بچہ تھا، وہ گر گیا۔ بہت سارا خون بھی ضائع ہوا۔ انہیں واپس لے جایا گیا۔ اب بنو ہاشم اور بنو امیہ ان کے معاملہ میں جھگڑنے لگے۔ بنو امیہ نے کہا کہ ہم ان کے زیادہ حق دار ہیں، دراصل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کے چچازاد ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں، چنانچہ وہ ہند بنت ربیعہ کے پاس رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہند انہیں کہا کرتی تھی کہ آپ کے ساتھ یہ سب آپ کے باپ کی وجہ سے ہوا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ زینب کو لے آتے؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، فرمایا: میری یہ انگوٹھی انہیں پہنا دینا۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ اس سے پوچھا: کس کی بکریاں چرا رہے ہو؟ جواب دیا: ابو عاص بن ربیعہ کی، مزید پوچھا: یہ بکریاں کس کی ہیں؟ جواب دیا: زینب بنت محمد علیہ السلام کی۔ زید رضی اللہ عنہ کچھ دیر اس کے ساتھ چلے، پھر فرمایا: تمہیں ایک چیز دوں، تو رازداری سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ زید رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی اسے دے دی۔ چرواہے نے بکریاں گھر میں داخل کیں اور انگوٹھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ سیدہ نے انگوٹھی دیکھی، تو فوراً پہچان لی اور چرواہے سے کہا: یہ انگوٹھی آپ کو کس نے دی؟ چرواہے نے کہا: ایک انجان آدمی نے۔ سیدہ نے کہا: آپ نے اسے کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے وہ جگہ بتا دی۔ سیدہ رات ہونے تک ٹھہری رہیں، پھر اس جگہ پہنچ گئیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے سیدہ سے کہا: آپ اونٹ پر آگے سوار ہو جایئے۔ سیدہ نے فرمایا: نہیں، آگے آپ سوار ہوں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ آگے سوار ہوئے اور سیدہ پیچھے۔ یوں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں۔ اس کے بعد رسولِ اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: یہ میری عظیم بیٹی میری وجہ سے ستم جھیلتی رہی۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 2975، المعجم الكبير للطّبراني : 22/431-432، شرح مشكل الآثار للطّحاوي : 142، والسّياق لهٗ، مسند البزّار [كشف الأستار] : 2666، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 2/200-201، 4/43-44، دلائل النّبوّة للبيهقي : 3/156-157، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔'' (مجمع الزّوائد : 9/213)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 7/109)

یحییٰ بن ایوب غافقی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ أَدْنٰى كَلَامٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اس میں تھوڑا سا کلام ہے، البتہ جمہور محدثین نے توثیق کی ہے۔''

(المجموع : 3/447، خلاصة الأحكام : 1/352، ح : 1069)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (673-748ھ) فرماتے ہیں:

لَهٗ غَرَائِبُ وَمَنَاكِيرُ، يَتَجَنَّبُهَا أَرْبَابُ الصِّحَاحِ، وَيُنَقُّوْنَ حَدِيْثَهٗ، وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيْثِ .

''اس کی چند غریب اور منکر روایات ہیں، اسی لیے روایت میں صحت کی شرط لگانے والے محدثین نے ان روایات سے اجتناب کیا ہے۔ محدثین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی صرف صحیح احادیث کا انتخاب کرتے تھے۔ یہ حسن الحدیث ہے۔"

(سیر أعلام النّبلاء: 6/8)

(ب) سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلْنَهَا وِتْرًا، ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا.

"رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: انہیں طاق یعنی تین یا پانچ دفعہ غسل دیں۔ پانچویں مرتبہ (پانی میں) کافور ملا لینا۔"

(صحیح البخاري: 1253، صحیح مسلم: 939، واللّفظ لہٗ)

(ج) سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي، وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو اُٹھا کر نماز پڑھ لیتے تھے، جو آپ کی بیٹی زینب اور ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی لختِ جگر تھیں، سجدہ کرتے وقت انہیں بٹھا دیتے اور قیام کے وقت اٹھا لیتے۔"

(صحیح البخاري: 74/1، ح: 516، صحیح مسلم: 205/1، ح: 543)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(د) نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کے ذکر میں اپنے داماد ابوالعاص کی تعریف فرمائی۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي .

''حمد وثنا کے بعد! میں نے ابوالعاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، وہ اپنی ہر بات کے پاس دار تھے۔''

(صحيح البخاري: 3729، صحيح مسلم: 2449)

۲ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

نبی اکرم ﷺ کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔ آپ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔

(ا) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَسَهْمَهُ .

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ کے لیے بدر میں حاضر ہونے والوں کی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجر وثواب اور مالِ غنیمت ہے۔"

(صحيح البخاري: 442/1، ح: 3130)

(ب) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى مَاتَتْ، وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِي، وَمَنْ ضَرَبَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِهٖ، فَقَدْ شَهِدَ.

"میں غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکا، سبب یہ تھا کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کر رہا تھا، وہ وفات پا گئیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مالِ غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا۔ جس کا حصہ اللہ کے رسول مقرر فرما دیں، وہ حاضر ہی شمار ہو گا۔"

(مسند الإمام أحمد: 68/1، ح: 490، وسندهٗ حسنٌ)

③ سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہونے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ کی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں دیں۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں:

www.KitaboSunnat.com

(۱) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ : فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ : فَقَالَ : هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ : أَنَا، قَالَ : فَانْزِلْ، قَالَ : فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا .

"ہم (ام کلثوم) بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے وقت حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے آپ کی آنکھوں سے زارو قطار آنسو بہتے دیکھے، فرمایا: کون ہے، جس نے آج رات اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کی؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں اتریں۔ وہ اتر گئے۔"

(صحيح البخاري: 171/1، ح: 1285)

ایک روایت ہے:

لَمْ يُقَارِفْ أَهْلَهُ اللَّيْلَةَ . "جس نے رات کو ہم بستری نہ کی ہو۔"

(شرح مشكل الآثار للطّحاوي : 2514، المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 47/4، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی مراد ہیں، کیونکہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر موجودگی میں ان کی تدفین ہو گئی تھی۔

مسند احمد کی ایک روایت (229/3، ح:13431، 270/3، ح:13398) میں إِنَّ رُقَيَّةَ لَمَّا مَاتَتْ ''جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں۔'' کے الفاظ ہیں۔ اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهِمَ حَمَّادٌ فِي تَسْمِيَتِهَا فَقَطْ.

''حماد کو صرف نام میں وہم ہوا ہے۔'' (فتح الباري: 158/3)

(ب) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

إِنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ.

''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم علیہا السلام کے اوپر دھاری دار ریشم کی چادر دیکھی۔''

(صحيح البخاري: 5842، السّنن الكبرىٰ للنّسائي: 9505)

سنن نسائی (5294) اور سنن ابن ماجہ (3588) میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام بیان ہوا ہے، یہ روایت شاذ ہے، نیز امام زہری رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر بن محمد بن ابان جعفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي خَالِي حُسَيْنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْجُعْفِيُّ: يَا بُنَيَّ! لِمَ يُسَمَّى عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، قَالَ: لَمْ يَجْمَعْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ غَيْرَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُو النُّورَيْنِ.

''میرے ماموں حسین بن علی جعفی (م:۲۰۴ھ) نے مجھ سے فرمایا: بیٹا! جانتے ہو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ عرض کیا: نہیں جانتا۔ فرمایا: سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی نبی کی دو بیٹیاں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے نکاح میں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔''

(الشّريعة للآجرّي : 1405، معرفة الصّحابة لأبي نعيم الأصبهاني : 239، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 73/7، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

④ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن پاک سے ہیں۔ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل ومناقب کتب احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ باقی بناتِ رسول کا انکار کرنے والے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بنت رسول ہونے کے اقراری ہیں، لہٰذا تفصیل کی ضرورت نہیں۔

بعض شیعہ علما کا اقرار:

بعض شیعہ علما بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی بیٹیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

① امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْنَبُ.

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہم۔''

(قرب الإسناد للحميري: 9/3، بحار الأنوار للمجلسي: 151/22)

اگرچہ اصولِ محدثین کے مطابق اس قول کی سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، شیعہ اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

۲ ایک صاحب نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ: الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر عبداللہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔''

(الخصال لابن بابويه القمي، ص: 404)

۳ شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی (م: 1111ھ) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی تسبیح ذکر کی ہے:

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ آذَى نَبِيَّكَ فِيهَا، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رُقَيَّةَ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَذَى نَبِيَّكَ فِيهَا .

”اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف دی۔ اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو رقیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔“

(بحار الأنوار : 110/95)

④ ابن ابی الحدید (م: 656ھ) نے لکھا ہے:

ثُمَّ وَلَدَتْ خَدِيجَةُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ، وَالطَّاهِرَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ .

”سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے قاسم وطاہر رضی اللہ عنہما اور چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔“

(شرح نهج البلاغة : 132/5)

بعض کا کہنا کہ بوقت نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ یہ بات بے بنیاد ہے، اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں، یہ محمد بن عمر واقدی جیسوں کی کاروائی ہے، لہٰذا اسے بنیاد بنا کر بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غمِ حسین

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام کی تاریخ آلام ومصائب سے لبریز ہے، مسلمانانِ امت نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی شہادت اور دیگر اصحاب رسول ﷺ کی شہادتوں اور وفاتوں کا غم ابھی بھولے نہیں تھے کہ دس محرم الحرام ۶۱ھ کو نواسۂ رسول، گوشہ بتول، نوجوانانِ جنت کے سردار، گلستانِ رسالت کے پھول سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مظلومانہ شہادت کے غم سے دوچار ہونا پڑا۔

مصیبت و پریشانی میں غمناک ہونا اور اشک غم بہانا فطری امر ہے۔ بے صبری، جزع فزع، نوحہ وبین اور سینہ کوبی باتفاق مسلمین حرام اور ممنوع ہے۔ مصائب وآلام پر صبر واستقلال کا مظاہرہ کرنے والوں کی قرآنِ مقدس یوں مدح سرائی کرتا ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۞ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۵۵۔۱۵۷)

''(اے نبی!) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں، وہ لوگ کہ جو مصیبت کے وقت إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ''ہم اللہ کے عاجز و درماندہ بندے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔'' کہتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہی پر رب کریم کی مغفرت ورحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

بے صبری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو!

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ .

"وہ ہم میں سے نہیں، جس نے رخسار پیٹے، گریباں پھاڑا اور جاہلی عصبیت کو ہوا دینے والی آواز بلند کی۔"

(صحیح البخاري : 1294، صحیح مسلم : 103)

② سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَرِيْءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ .

"رسول اللہ ﷺ بوقت مصیبت چیخنے چلانے، سر منڈانے اور گریبان چاک کرنے والیوں سے بری ہیں۔"

(صحیح البخاري : 1296، صحیح مسلم : 104)

③ سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کے (بعض) لوگ جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑیں گے، حسب ونسب میں فخر، نسب میں طعن وعیب، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا، نوحہ کرنے والی عورت توبہ کے بغیر مر جائے، روز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت اسے اٹھایا جائے گا، تو اس پر گندھک کی قمیص اور خارش کی چادر ہوگی۔‘‘(صحیح مسلم : 934)

④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ : مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ.

’’دنیا و آخرت میں دو آوازوں پر لعنت کی گئی ہے؛ خوشی کی موقع پر موسیقی اور مصیبت کے وقت نوحہ خوانی۔‘‘(مسند البزّار : 7513، وسندہٗ حسنٌ)

⑤ علامہ طرطوشی (۵۲۰ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا الْمَاتَمُ، فَمَمْنُوعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ.

’’ماتم کے ممنوع ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔‘‘

(الحوادث والبدع، ص 175)

جوں ہی محرم الحرام کا چاند نظر آتا ہے، ایک فرقہ بے شمار بدعات، خرافات، ہفوات، ترہات او منکرات کا ارتکاب کرتا ہے، جیسا کہ ماتم زنی، سینہ کوبی، نوحہ، بین، مرثیہ خوانی کے لیے مجالس و محافل کا انعقاد، عزاداری، تعزیہ (قبر حسین رضی اللہ عنہ کی شبیہ)، تابوت (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جنازے کی شبیہ)، تعزیہ اٹھانا (تعزیہ کو امام باڑہ یا تعزیہ خانہ سے گشت کرانے یا دفن کے لیے لے جانا)، تعزیہ کی زیارت، طلب حاجات کے لیے اس کے ساتھ عرضیاں باندھنا، اسے جھک کر سلام کرنا، اس کے سامنے رکوع اور سجدہ کرنا، چومنا چاٹنا، اس پر منت منوتی کے چڑھاوے چڑھانا، بچوں کو اس کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بطورِ قیدی باندھنا، کاغذ کی روٹی کتر کر باندھنا، اس کی تزیین و آرائش کرنا، علم عباس نکالنا، آگ پر ماتم کرنا، زنجیروں، ٹوکوں اور تلواروں سے خود کو لہولہان کرنا، سر پیٹنا، چہرہ پیٹنا، سر پر راکھ ڈالنا، گریبان چاک کرنا، ننگے پاؤں چلنا، پاؤں میں بیڑیاں ڈالنا، کالا لباس پہننا، سر پر چھلے مارنا، ذوالجناح (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی شبیہ) نکالنا، اس پر سواری نہ کرنا، بچوں کو اس کے نیچے سے گزارنا، چھ محرم کو علی اصغر کا جھولا نکالنا، سات محرم کو قاسم بن حسن کی مہندی نکالنا، علم عباس، تعزیہ اور ذوالجناح کو سجدہ کرنا، جسے سجدۂ تعظیمی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نیاز دینا، سلسبیل لگانا، بعض علاقوں میں جلوس کے ساتھ ڈھول، شرنا اور دیگر آلات لہو ولعب لے جانا، مرد وزن کا اختلاط، دسویں محرم کو شام غریباں، جھوٹے قصے کہانیاں، بے سند اور من گھڑت روایات کا بیان، قرآن وحدیث کی مخالفت، اللہ اور اس کے رسولوں کی شان میں تنقیص، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض کا اظہار اور ان کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا انکار اور ان پر تنقید، بعض اہل بیت کی شان میں غلو اور بعض کی شان میں تقصیر، قرآن وحدیث کی باطل تاویلات، اہل سنت والجماعت کی توہین اور ان پر الزام تراشی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر کذب وافترا وغیرہ۔ یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں:

﴿أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ (فاطر : ۸)

”جس کے لیے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، (کیا آپ اسے بچا سکتے ہیں؟)، اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۞ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ (الكهف : ۱۸/۱۰۳۔۱۰۴)

”اے نبی! کہہ دیجیے آپ کو اعمال میں خسارا پانے والوں کی خبر نہ دیں؟ (یہ) وہ لوگ (ہیں) جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ہی ختم ہو گئی، حالاں کے وہ اپنے تئیں اچھا کر رہے تھے۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صَارَ الشَّيْطَانُ بِسَبَبِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحْدِثُ لِلنَّاسِ بِدْعَتَيْنِ، بِدْعَةَ الْحُزْنِ وَالنَّوْحِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، مِنَ اللَّطْمِ وَالصَّرَاخِ وَالْبُكَاءِ وَالْعَطْشِ وَانْشَاءِ الْمَرَاثِي، وَمَا يُفْضِي إِلٰى ذٰلِكَ مِنْ سَبِّ السَّلَفِ وَلَعْنِهِمْ وَإِدْخَالِ مَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ مَعَ ذَوِي الذُّنُوبِ حَتّٰى يُسَبُّ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ، وَتُقْرَأُ أَخْبَارُ مَصْرَعِهِ الَّتِي كَثِيرٌ فِيهَا كَذِبٌ، وَكَانَ قَصْدُ مَنْ سَنَّ ذٰلِكَ فَتْحَ بَابِ الْفِتْنَةِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَالْفُرْقَةِ بَيْنَ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ هٰذَا لَيْسَ وَاجِبًا وَلَا مُسْتَحَبًّا بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ إِحْدَاثُ الْجَزَعِ وَالنِّيَاحَةِ لِلْمَصَائِبِ الْقَدِيمَةِ مِنْ أَعْظَمِ مَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ.

''شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے شیطان لوگوں میں دو طرح کی بدعات پھیلا رہا ہے، ایک دس محرم کے دن غم ونوحہ کی بدعت، یعنی جسم پیٹنا، چیخ وپکار، رونا، پیاسے رہنا، مرثیہ پڑھنا اور اسی طرح کے دیگر اعمال مثلاً سلف صالحین کو گالم گلوچ، ان پر لعن طعن، انہیں شریک جرم باور کرانا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جھوٹے افسانے بیان کرنا۔ یہ کام شروع کرنے والے کا مقصد فتنہ گری اور امت میں تفرقہ پروری تھا۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام نہ واجب ہیں اور نہ مستحب، بلکہ بیتے مصائب پر جزع وفزع اور نوحہ گری اللہ ورسول کے حرام کردہ بڑے گناہوں میں سے ہیں۔'' (منہاج السنۃ: 2/322-323)

جس طرح یہودی سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور نصرانی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کے دعویدار ہیں، لیکن ان کی تعلیمات سے مکمل انحراف برتتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کے مدعی، مگر ان کی تعلیمات اور سیرت وکردار سے یکسر منحرف ہیں، ان کی کتابیں ان کے فضائل ومناقب سے خالی ہیں، مقام افسوس تو یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اہل بیت سے دلی محبت رکھتے ہیں، اس کا اظہار بھی کرتے ہیں، قرآن وحدیث نے ان کا جو مرتبہ ومقام متعین کیا ہے، اسے بلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلو و تقصیر قبول کرتے ہیں، ان کی کتابیں اہل بیت کے فضائل و مناقب سے بھری پڑی ہیں، اس کے باوجود بعض لوگ اہل سنت سے بغض و عداوت رکھتے ہیں، آخر کیوں؟

قاتل حسین رضی اللہ عنہ کون ہے:

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت برحق ہے، آپ کو عمر بن سعد یا اس کے گروہ نے شہید کیا، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ کو اہل کوفہ نے شہید کیا۔ اس وقت کوفہ میں دو بڑے فرقے خوارج اور روافض موجود تھے، جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی جنگ کی اور ان کو شہید کیا۔

بعض لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید بن معاویہ رحمہ اللہ نے قتل کیا، یہ بے ثبوت اور بے حقیقت بات ہے۔ یہ دراصل قاتلین حسین رضی اللہ عنہ نے سازش کی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خون یزید کے ہاتھوں میں تلاش کیا جائے۔ اس سے ان کو بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ اہل بیت کی دشمنی سے بری ہو گئے۔ اسی کو بنیاد بنا کر امت مسلمہ میں پھوٹ ڈال دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے یہ تاثر دیا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں ان کا ہاتھ ہے، خصوصا وہ صحابہ کرام، جنہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یزید کو قاتل حسین رضی اللہ عنہ قرار دے کر مسلمانوں کی حمایت اور مدارت حاصل کر لی۔ اس کی بنیاد جھوٹ پر تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ہرگز خروج نہیں کیا، بلکہ آپ کی شہادت مظلومانہ شہادت ہے۔ یہ روافض کی گھڑی ہوئی روایات کا اثر ہے کہ ہمارے حضرات بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو خروج کے پس منظر میں دیکھنے لگتے ہیں، حالاں کہ کوئی صحیح یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن سند اس پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کا کربلا میں کسی سے کوئی معرکہ ہوا ہو، جنگ ہوئی ہو یا آپ نے کوئی فوجیں تیار کی ہوں۔ اسلام کی ثقہ تاریخ میں ایسی باتوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا، حتی کہ دور صحابہ میں بھی ایسی کسی بات کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ سب جھوٹ ہے، جو روافض نے اسلامی تاریخ میں داخل کرنے کی سازش کی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جس نے جگر گوشہ رسول کو شہید کیا یا آپ کی شہادت میں معاونت کی یا آپ کی شہادت پر راضی ہوا، اس پر اللہ، فرشتوں اور پوری کائنات کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے نوافل اور فرائض قبول نہ کرے۔

ماتم کی شرعی حیثیت:

ماتم جاہلی رسم ہے۔ باتفاق علما بدعت اور حرام ہے۔ اسلام کے اصولوں سے غم کم ہوتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔ غیر اسلامی طریقے غم میں اضافہ کرتے ہیں۔

کتنے انبیا علیہم السلام مظلومانہ شہادت سے دوچار ہوئے، بلکہ اسلام کی تاریخ شہادتوں سے لبریز ہے، تو کیا ہر ایک پر ماتم روا سمجھا جائے گا؟ پھر تو کوئی دن ماتم سے خالی نہ ہوگا!

بعض لوگ حسینی ماتم کرتے ہیں، جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی شہادت ہے، ان پر ماتم کیوں نہیں؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی شہید ہیں۔ ان کا ماتم کوئی نہیں کرتا۔ بے شک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت برحق ہے، انسانی تاریخ کا اندوہ ناک واقعہ ہے، ہر مسلمان کو اس سے دکھ پہنچا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ماتم کریں۔ اہل بیت میں سے کسی نے کسی کی شہادت پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماتم نہیں کیا۔

بعض لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ماتم قرآن سے ثابت ہے، ان سے سوال ہے، کیا علمائے اہل بیت اور علمائے امت نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ ہمارے مطابق نہ صرف پڑھا، بلکہ فہم بھی حاصل کیا، اس پر عمل کیا، اس کی تبلیغ کی۔ ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہیں کہ ماتم جائز ہے، چہ جائیکہ وہ قرآن سے اس کا ثبوت فراہم کرتے۔ اسلاف امت کے خلاف کوئی بھی مؤقف غیر مسموع ہے۔ اس پر سہاگہ یہ کہ علمائے امت نے ماتم کو حرام قرار دیا ہے۔ ان کے اتفاق واجماع پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ وہ کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے ہر ایک اہل بیت کے حقوق کا پاسدار تھا، ان سے عقیدت ومحبت رکھتا تھا، ان کا ادب واحترام واجب سمجھتا تھا۔

علامہ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمَآتِمُ؛ فَمَمْنُوعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ .

”ماتم کے ممنوع ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(الحوادث والبدع، ص 175)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا اتِّخَاذُ أَمْثَالِ أَيَّامِ الْمَصَائِبِ مَآتِمَ فَهٰذَا لَيْسَ فِي دِينِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ هُوَ إِلَى دِينِ الْجَاهِلِيَّةِ أَقْرَبُ .

”مصیبت کے ایام کو ماتم کے دن بنالینا، مسلمانوں کا دین نہیں، بلکہ یہ جاہلیت کے زیادہ قریب ہے۔“ (اقتضاء الصّراط المستقیم: 131/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرماتے ہیں:

مِنْ حَمَاقَتِهِمْ إِقَامَةُ الْمَأْتَمِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلٰى مَنْ قَدْ قُتِلَ مِنْ سِنِينَ عَدِيدَةٍ، وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ الْمَقْتُولَ، وَغَيْرَهُ مِنَ الْمَوْتٰى إِذَا فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ بِهِمْ عَقِبَ مَوْتِهِمْ كَانَ ذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ، وَرَسُولُهُ.

''ان کی ایک حماقت تو ماتم قائم کرنا ہے، اور ان لوگوں پر نوحہ کرنا، جو کئی برس پہلے وفات پا چکے تھے۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ مقتول ہو یا کوئی دوسری میت ہو، ان کی موت کے بعد اس طرح کے کام، اللہ و رسول نے حرام قرار دیے ہیں۔'' (مِنهاج السّنة :52/1)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا اتِّخَاذُ الْمَآتِمِ فِي الْمَصَائِبِ وَاتِّخَاذُ أَوْقَاتِهَا مَآتِمَ، فَلَيْسَ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَهُوَ أَمْرٌ لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَحَدٌ مِّنَ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ، وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَلَا مِنْ قَادَةِ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَلَا غَيْرِهِمْ، وَقَدْ شَهِدَ مَقْتَلَ عَلِيٍّ أَهْلُ بَيْتِهٖ، وَشَهِدَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ مَنْ شَهِدَهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَقَدْ مَرَّتْ عَلٰى ذٰلِكَ سِنُونَ كَثِيرَةٌ، وَهُمْ مُتَمَسِّكُونَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُحَدِّثُونَ مَأْتَمًا، وَلَا نِيَاحَةً، بَلْ يَصْبِرُونَ وَيَسْتَرْجِعُونَ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ يَفْعَلُونَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ مِنَ الْحَزَنِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ قُرْبِ الْمُصِيبَةِ.

''مصیبت کے اوقات کو ماتم کے دن بنالینا، اسلام نہیں ہے۔ یہ ایسا کام ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، نہ سابقون الاولون میں سے کسی نے کیا، نہ تابعین نے اور نہ اہل بیت نے، نہ کسی اور نے۔ حالاں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ان کے اہل بیت موجود تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت بھی ان کے اہل بیت موجود تھے، اس پر کئی برس گزر گئے، مگر ان کے اہل بیت نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو تھامے رکھا، انہوں نے ماتم ایجاد نہیں کیا، نہ نوحہ ایجاد کیا۔ بلکہ وہ صبر کرتے تھے، اور اللہ ورسول کے حکم کے مطابق انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کیا کرتے تھے۔ یا روتے بھی تو مصیبت کے ابتدائی لمحات میں، غمگین بھی ہوتے، لیکن جائز طریقے کے ساتھ۔''

(حقوق أهل البيت، ص 46)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ غَيْرُ صَوْمِهِ، وَإِنَّمَا الرَّوَافِضُ لَمَّا ابْتَدَعُوا إِقَامَةَ الْمَأْتَمِ وَإِظْهَارَ الْحُزْنِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ لِكَوْنِ الْحُسَيْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُتِلَ فِيهِ .

”عاشوراء کے دن سوائے روزے کے رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں، یہ روافض ہیں، جنہوں نے عاشور کے دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ماتم اور اظہار غم کی بدعت ایجاد کی۔“

(التنبيه على مشكلات الهداية : 930/2، فتاویٰ شامي : 418/2)

کبار علمائے عرب کا فتویٰ ہے:

اَلْأَصْلُ فِيهَا أَنَّهَا عَادَةٌ فِرْعُونِيَّةٌ كَانَتْ لَدَى الْفَرَاعِنَةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ انْتَشَرَتْ عَنْهُمْ وَسَرَتْ فِي غَيْرِهِمْ وَهِيَ بِدْعَةٌ مُنْكَرَةٌ لَّا أَصْلَ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ يَرُدُّهَا مَا ثَبَتَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .

”اصلا یہ فرعونوں کی عادت رہی ہے، اسلام سے قبل فرعونوں کے یہاں ایسے کام ہوا کرتے تھے، پھر ان سے آگے غیروں تک پھیل گئی۔ یہ منکر بدعت ہے، اس کی اسلام میں کوئی اصل موجود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس کا رد کرتا ہے، جس شخص نے ہمارے دین کچھ نیا کام کیا، تو وہ مردود ہے۔“ (فتاویٰ إسلامية :312/1)

دنیا میں سب سے پہلا ماتم حسین تین سو باون (۳۵۲ھ) بغداد میں ہوا، اس سے پہلے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا دین ہے کہ جس سے چار سو سال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک مسلمان ناواقف رہے۔

اہل سنت جب ماتم پر رد کرتے ہیں، تو بعض الناس بطور دلیل یہ روایت پیش کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَفِي دَوْلَتِي، لَمْ أَظْلِمْ فِيهِ أَحَدًا، فَمِنْ سَفَهِي وَحَدَاثَةِ سِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ، وَهُوَ فِي حِجْرِي، ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَهُ عَلَى وِسَادَةٍ وَقُمْتُ أَلْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ وَأَضْرِبُ وَجْهِي.

”رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں میرے سینے پر ہوئی، اس حوالہ سے میں نے کسی (زوجہ محترمہ) کی حق تلفی نہیں کی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم برضا میرے گھر میں تشریف لائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، تو آپ میری گود میں تھے، میں نے آپ کا سر مبارک سرہانے پر رکھا اور ناسمجھی و کم عمری کے باعث عورتوں کے ساتھ سینہ اور منہ پیٹنے لگی۔“

(مسند الإمام أحمد: 274/6، وسندہٗ حسنٌ)

ان کا یہ اقدام لاعلمی کی بنا پر تھا، جن میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں، اسی لیے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسے اپنی ناسمجھی اور کم عمری کا نتیجہ خیال کر رہی ہیں، ویسے بھی صحابہ کرام کا معاملہ دوسروں سے مختلف ہے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾

(التوبة : ٩/١٠٠، المجادلة : ٥٨/٢٢، البينة : ٩٨/٨)

''اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(آل عمران : ٣/١٥٢)

''اللہ نے آپ سے درگزر کیا ہے، اللہ مؤمنوں پر فضل کرنے والا ہے۔''

یاد رہے کہ ائمہ اہل سنت قرآن واحادیث کے دلائل سے بخوبی واقف تھے، ان کے معانی ومفاہیم کو سب سے بہتر جانتے تھے۔ وہ تمام آیات واحادیث جو بعض حضرات ماتم کے جواز پر پیش کرتے ہیں، ائمہ متقدمین کو ان کا بخوبی علم تھا، لیکن اس کے باوجود ماتم کو حرام کہتے ہیں۔ اگر ان آیات واحادیث سے ماتم کا جواز ثابت ہوتا، تو اسلاف امت ضرور ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن وحدیث سے ماتم ثابت نہیں۔ اس کے باوجود اگر آج کوئی کتاب وسنت سے ماتم کا جواز ثابت کرے، تو وہ تاویل یا تحریف ہے، حق نہیں۔ نیز وہ زبان حال سے یہ باور کروا رہا ہے کہ اسلاف امت ایسے عقیدہ وعمل سے ناواقف رہ گئے، جس پر یہ بعد والا مطلع ہو گیا۔ جو کہ واضح الحاد ہے۔

ائمہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ وعمل کے خلاف کوئی دلیل نہیں سنی جائے گی، کیونکہ حق وہی ہے، جسے ائمہ اہل سنت نے اختیار کیا۔ ان کے ہر عقیدہ وعمل کتاب وسنت کے دلائل پر قائم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہدی

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، قربِ قیامت ان کا ظہور ہوگا اور وہ پوری دنیا میں عدل وانصاف کے پھریرے لہرائیں گے۔

ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ مہدی کے ظہور کے بارے میں مروی احادیث متواتر اور صحیح ہیں۔ اہل علم کی تحقیق ملاحظہ ہو:

① حافظ عقیلی رحمہ اللہ (م:۳۲۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْمَهْدِيِّ أَحَادِيْثُ جِيَادٌ.

"مہدی کے بارے میں عمدہ احادیث ہیں۔"

(الضّعفاء الکبیر: 254/3)

نیز فرماتے ہیں:

فِي الْمَهْدِيِّ أَحَادِيثُ صَالِحَةُ الْأَسَانِيدِ.

"مہدی کے بارے احادیث کی سندیں ثابت ہیں۔"

(الضّعفاء الکبیر: 75/2)

② علامہ ابوالحسین محمد بن حسین الآبری رحمہ اللہ (۳۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ وَاسْتَفَاضَتْ بِكَثْرَةِ رُوَاتِهَا عَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَهْدِيِّ.

''ظہور مہدی کے بارے میں سیدنا محمد مصطفی ﷺ سے متواتر و مشہور روایات مروی ہیں۔''

(تهذيب التهذيب لابن حجر : 144/9)

③ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيْثُ فِي التَّنْصِيْصِ عَلٰی خُرُوْجِ الْمَهْدِيِّ أَصَحُّ إِسْنَادًا وَفِيْهَا بَيَانُ كَوْنِهٖ مِنْ عِتْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''ظہور مہدی کے بارے میں احادیث کی سندیں صحیح ہیں۔ ان میں وضاحت ہے کہ مہدی خانوادہ نبوت سے ہوں گے۔''

(تاريخ ابن عساكر : 517/47، تهذيب التّهذيب لابن حجر : 126/9)

④ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْعُلَمَاءُ أَنَّ خُرُوجَ الْمَهْدِيِّ حَقٌّ لَّا شَكَّ فِيهِ وَلَا رَيْبَ، وَأَنَّ خُرُوجَهٗ يَكُونُ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ، وَقَبْلَ نُزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ مہدی کا ظہور برحق ہے، جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، نیز اجماع ہے کہ مہدی کا ظہور دجال کے خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔''

(المسالك في شرح مؤطأ الإمام مالك : 321/7)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ مفسر قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَلٰى أَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ عِتْرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا يَجُوزُ حَمْلُهُ عَلٰى عِيسٰى.

”صحیح متواتر احادیث میں ہے کہ مہدی جناب رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے، لہٰذا مہدی کو عیسی بن مریم علیہ السلام قرار دینا درست نہیں۔“

(تفسير القرطبي : 122/8)

⑥ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يُحْتَجُّ بِهَا عَلٰى خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ أَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ.

”ظہور مہدی والی احادیث صحیح ہیں۔“ (منهاج السنّة : 95/4)

نیز فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الْمَهْدِيِّ مَعْرُوفَةٌ.

”مہدی کے بارے احادیث مشہور و معروف ہیں۔“

(منهاج السنّة : 95/4)

⑦ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ صِحَاحٌ وَحِسَانٌ وَغَرَائِبُ وَمَوْضُوعَةٌ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''یہ احادیث چار قسم کی ہیں؛ جن میں صحیح، حسن، غریب اور موضوع سب شامل ہیں۔'' (المنار المنیف، ص 148)

⑧ علامہ محمد برزنجی رحمہ اللہ (۱۱۰۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ أَحَادِيثَ وُجُودِ الْمَهْدِيِّ وَخُرُوجِهِ آخِرَ الزَّمَانِ، وَأَنَّهُ مِنْ عِتْرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بَلَغَتْ حَدَّ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِيِّ، فَلَا مَعْنَى لِإِنْكَارِهَا .

''آپ جان چکے ہیں کہ مہدی کے وجود، ان کے قیامت کے قریب خروج اور خاندان نبوت، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہونے کے متعلق احادیث معنوی طور پر متواتر ہیں، جس کا انکار ممکن نہیں۔''

(الإشاعة في أشراط الساعة، ص 236)

⑨ علامہ صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ ثُبُوتًا لَّا مِرْيَةَ فِيهِ خُرُوجُ الْمَهْدِيِّ وَتَوَاتَرَ ذٰلِكَ .

''بلاشبہ ظہور مہدی کا ثبوت یقینی ہے اور تواتر سے ثابت ہے۔''

(التنویر شرح الجامع الصّغیر : 72/2، 446/6، 31/9، 494/10)

⑩ علامہ سفارینی رحمہ اللہ (۱۱۱۴ـ۱۱۸۸ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ الَّتِي وَرَدَتْ بِهَا الْأَخْبَارُ وَتَوَاتَرَتْ فِي مَضْمُونِهَا الْآثَارُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”مہدی کاظہور قیامت کی نشانی ہے، اس بارے احادیث متواتر ہیں۔“

(لوامع الأنوار البهيّة: 70/2)

⑪ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَحَادِيثَ الْوَارِدَةَ فِي الْمَهْدِيِّ الْمُنْتَظِرِ مُتَوَاتِرَةٌ.

”مہدی منتظر کے بارے میں وارد احادیث متواتر ہیں۔“

(عَون المَعبود شرح سنن أبي داود للعَظيم آبادي: 308/11)

⑫ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ فِي الْمَهْدِيِّ عَلَى اخْتِلَافِ رِوَايَتِهَا كَثِيرَةٌ جِدًّا، تَبْلُغُ حَدَّ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِيِّ.

”مہدی کے متعلق وارد احادیث میں اختلاف ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، جو معنوی طور پر حد تواتر کو پہنچتی ہیں۔“

(الإذاعة لما كان وما يكون بين يدي الساعة، ص 112)

⑬ علامہ کتانی رحمہ اللہ (۱۳۴۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ الْأَحَادِيثَ الْوَارِدَةَ فِي الْمَهْدِيِّ الْمُنْتَظِرِ مُتَوَاتِرَةٌ.

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہدی منتظر کے بارے وارد احادیث متواتر ہیں۔“

(نظم المتناثر من الحَديث المتواتر، ص 47)

⑭ علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ (۱۳۲۵۔۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ وَاسْتَفَاضَتْ بِكَثْرَةِ رِوَايَتِهَا عَنِ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَجِيْءِ الْمَهْدِيِّ، وَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ .

''متواتر احادیث ہیں کہ مہدی کا ظہور ہوگا اور وہ اہل بیت سے ہوں گے۔''

(الجواب المقنع المحرّر، ص 30)

یہ تو علمائے کرام اور ائمہ دین کے نزدیک مہدی کے متعلق وارد احادیث کا حال تھا۔اب ان میں سے چند احادیث و آثار ملاحظہ فرمائیں:

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّي، أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي، وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي .

''اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہوا (اور مہدی نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو لمبا کر دے گا، حتی کہ میری نسل سے یا میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو مبعوث فرمائے گا، جس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد: 377/1، 430، سنن أبي داوٗد: 4282، سنن الترمذي: 2230، وقال: حسنٌ صحيحٌ، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ.

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا اور قیامت تک حق پر قائم رہے گا۔ نیز عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس طائفہ (گروہ) کے امیر (مہدی) کہیں گے: آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے، آپ فرمائیں گے: نہیں، آپ لوگ ایک دوسرے کے امیر و امام ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت پر اعزاز و اکرام ہے۔''

(صحیح مسلم: 156)

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمُ الْمَهْدِيُّ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا فَيَقُولُ: لَا إِنَّ بَعْضَهُمْ أَمِيرُ بَعْضٍ تَكْرِمَةُ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ.

''عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے، تو مسلمانوں کے امیر مہدی کہیں گے: آیئے، ہمیں نماز پڑھایئے، تو عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے: نہیں، امت محمدیہ کے لوگ ہی اس کے امیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اعزاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخشا ہے۔“

(المنار المنیف لابن القیم، ص 147، وسندہٗ حسنٌ)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

”یہ سند جید (حسن) ہے۔“

(المُنار المنیف، ص 148)

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يُحَصَّلُ النَّاسُ مِنْهَا كَمَا يُحَصَّلُ الذَّهَبُ فِي الْمَعْدِنِ، فَلَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ، وَسُبُّوا ظَلَمَتَهُمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْأَبْدَالَ، وَسَيُرْسِلُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ سَيْبًا مِنَ السَّمَاءِ فَيُغْرِقُهُمْ حَتّٰى لَوْ قَاتَلَتْهُمُ الثَّعَالِبُ غَلَبَتْهُمْ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ عِنْدَ ذٰلِكَ رَجُلًا مِنْ عِتْرَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ قَلُّوا، وَخَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ كَثُرُوا، أَمَارَتُهُمْ أَوْ عَلَامَتُهُمْ أَمِتْ أَمِتْ عَلٰى ثَلَاثِ رَايَاتٍ يُقَاتِلُهُمْ أَهْلُ سَبْعِ رَايَاتٍ لَيْسَ مِنْ صَاحِبِ رَايَةٍ إِلَّا وَهُوَ يَطْمَعُ بِالْمُلْكِ، فَيَقْتَتِلُونَ وَيُهْزَمُونَ، ثُمَّ يَظْهَرُ الْهَاشِمِيُّ فَيَرُدُّ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ إِلْفَتَهُمْ وَنِعْمَتَهُمْ، فَيَكُونُونَ عَلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ حَتّٰى يَخْرُجَ الدَّجَّالُ.

''عنقریب فتنہ نمودار ہوگا۔لوگ اس سے ایسے کندن بن کر نکلیں گے، جیسے سونا بھٹی میں کندن بنتا ہے۔تمام اہل شام کو برا بھلا مت کہیں، ہاں ان میں سے ظالموں کو برا بھلا کہہ سکتے ہیں، کیونکہ اہل شام میں ابدال بھی ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ان پر آسمان سے بارش نازل کرے گا اور ان کو غرق کر دے گا۔اگر لومڑیوں جیسے بزدل لوگ بھی ان سے لڑیں، تو وہ بھی غالب آ جائیں گے۔پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں سے ایک شخص کو کم از کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار لوگوں میں بھیجے گا۔ان کا جنگی شعار أَمِتْ أَمِتْ ہوگا۔ان کے پاس تین جھنڈے ہوں گے۔ان سے لڑنے والوں کے پاس سات جھنڈے ہوں گے۔ساتوں ہی بادشاہت کی طمع رکھتے ہوں گے۔وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے، پھر ہاشمی (مہدی) غالب آ جائے گا اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو مانوسیت اور آسودگی عطا فرما دیے گی۔وہ دجال کے نکلنے تک یونہی رہیں گے۔''

(المستدرك للحاكم: 596/4، ح: 8658، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

امام غائب:

مہدی کے مقابلہ میں بعض نے ''امام غائب'' بنا رکھا ہے۔وہ ان کا ''مہدی منتظر'' ہے۔اس کا نام محمد بن حسن عسکری رکھا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَهْدِيُّ الَّذِي يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَهُوَ أَحَدُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَالْأَئِمَّةِ الْمَهْدِيِّينَ وَلَيْسَ بِالْمُنْتَظَرِ الَّذِي تَزْعَمُ الرَّوَافِضُ وَتَرْتَجِي ظُهُوْرَهٗ مِنْ سِرْدَابٍ فِي سَامُرَّاءَ فَإِنَّ ذَاكَ مَا لَا حَقِيقَةَ لَهٗ وَلَا عَيْنَ وَلَا أَثَرَ.

''اس سے مراد وہ مہدی ہیں، جو آخر زمانے میں ہوں گے۔ وہ ایک خلیفہ راشد اور ہدایت یافتہ امام ہوں گے۔ ان سے مراد وہ مہدیٔ منتظر نہیں جس کے بارے میں رافضی دعویٰ کرتے ہیں اور سامراء کے ایک مورچے سے اس کے ظہور کے منتظر ہیں۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں، نہ اس کے بارے میں کوئی روایت واثر ہی موجود ہے۔''

(النّهاية في الفِتَن والمَلاحِم:49/1)

نیز فرماتے ہیں:

يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ وَيَكُوْنُ ظُهُوْرُهٗ مِنْ بِلَادِ الْمَشْرِقِ لَا مِنْ سِرْدَابِ سَامُرَّاءَ كَمَا تَزْعَمُهٗ جَهَلَةُ الرَّافِضَةِ مِنْ أَنَّهٗ مَوْجُوْدٌ فِيهِ الْآنَ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ خُرُوجَهٗ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، فَإِنَّ هٰذَا نَوْعٌ مِنَ الْهَذَيَانِ وَقِسْطٌ كَثِيرٌ مِنَ الْخُذْلَانِ وَهَوَسٌ شَدِيدٌ مِنَ الشَّيْطَانِ إِذْ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ وَلَا بُرْهَانَ لَا مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كِتَابٍ وَلَا مِنْ سُنَّةٍ وَلَا مِنْ مَعْقُوْلٍ صَحِيْحٍ وَلَا اسْتِحْسَانٍ.

''مہدی نکلیں گے۔ان کا ظہور مشرق کے علاقے سے ہوگا، نہ کہ سامراء کے مورچے سے، جاہل رافضیوں کا خیال ہے کہ وہ مہدی اس غار میں موجود ہیں اور وہ آخری زمانے میں ان کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ ایک قسم کی بے وقوفی، بہت بڑی رسوائی اور شیطان کی طرف سے شدید ہوس ہے، کیونکہ اس پر کوئی دلیل و برہان نہیں، قرآن سے نہ سنت رسول سے، عقل سے اور نہ استحسان (قیاس) سے۔''

(النّهاية في الفِتَن والمَلاحِم:1/55)

مزید فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ وُجُودِ اثْنَي عَشَرَ خَلِيفَةً عَادِلًا وَلَيْسُوا هُمْ بِأَئِمَّةِ الشِّيعَةِ الْاِثْنَي عَشَرَ فَإِنَّ كَثِيرًا مِنْ أُولٰئِكَ لَمْ يَكُنْ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَإِنَّهُمْ يَكُونُونَ مِنْ قُرَيْشٍ، يَلُونَ فَيَعْدِلُونَ، وَقَدْ وَقَعَتِ الْبِشَارَةُ بِهِمْ فِي الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ، ثُمَّ لَا يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مُتَتَابِعِينَ، بَلْ يَكُونُ وُجُودُهُمْ فِي الْأُمَّةِ مُتَتَابِعًا وَمُتَفَرِّقًا، وَقَدْ وُجِدَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ عَلَى الْوَلَاءِ، وَهُمْ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ كَانَتْ بَعْدَهُمْ فَتْرَةٌ، ثُمَّ وُجِدَ مِنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ قَدْ يُوجَدُ مِنْهُمْ مَنْ بَقِيَ فِي وَقْتٍ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ، وَمِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يُطَابِقُ اسْمُهُ اسْمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْيَتُهُ كُنْيَتَهُ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا.

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بارہ عادل خلیفہ ضرور ہوں گے۔ ان سے مراد شیعوں کے بارہ امام نہیں، کیونکہ ان میں سے اکثر کے پاس کوئی حکومت تھی ہی نہیں، جبکہ جن بارہ خلفا کا حدیث میں ذکر ہے، وہ قریش سے ہوں گے، جو حاکم بن کر عدل کریں گے۔ ان کے بارے میں پہلی کتابوں میں بھی بشارت موجود ہے۔ پھر ان کا پے در پے آنا ضروری نہیں، بلکہ امت میں ان کا وجود پے در پے بھی ہوگا اور وقفے وقفے سے بھی۔ ان میں سے چار پے در پے آئے۔ وہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے بعد وقفہ ہوا اور پھر جتنے اللہ نے چاہے آئے، ان میں سے جتنے باقی ہیں، وہ اللہ کے علم میں وقت مقررہ پر ضرور آئیں گے۔ انہی میں سے مہدی ہوں گے، جن کا نام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر ہوگی۔ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 4/568-569، تحت سورۃ النور: 55)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرماتے ہیں:

’’بلاشبہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ان بارہ خلیفوں کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ انہی میں سے مہدی ہوں گے، جن کے بارے میں احادیث ہیں کہ ان کا نام نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کے مطابق (محمد) اور ان کے والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے نام کے مطابق (عبداللہ) ہوگا۔ وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ مہدی سے مراد وہ امام منتظر نہیں، جس کے بارے میں رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اب موجود ہے اور سامراء کے مورچے سے اس کا ظہور ہوگا۔ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں نہ اس کا قطعاً کوئی وجود ہے، بلکہ یہ گندی ذہنیت کی ہوس اور کمزور خیالات کا وہم ہے۔ ان بارہ خلفا سے مراد وہ بارہ امام نہیں، جن کا اثنا عشری رافضی اپنی جہالت اور کم علمی کی بنا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ تورات میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ یہ بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے بارہ عظیم لوگ پیدا کرے گا۔ یہ وہی بارہ خلفا ہیں، جن کا ذکر سیدنا ابن مسعود اور سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔ یہودیت سے توبہ کر کے اسلام لانے والے بعض جاہل لوگوں سے جب کوئی شیعہ ملتا ہے، تو وہ ان کو دھوکا دیتا ہے کہ ان سے مراد بارہ امام ہیں۔ ان میں سے اکثر جہالت اور بے وقوفی کی بنا پر شیعہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خود بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت احادیث کے بارے میں کم علم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں اوران کوایسی تلقین کرنے والے بھی۔“

(تفسیر ابن کثیر : 504/3، تحت سورة المائدة : 12)

مزید لکھتے ہیں:

”جن بارہ اماموں کے بارے میں روایات منقول ہیں، وہ سارے قریشی ہوں گے، ان سے مراد وہ بارہ نہیں، جن کی امامت کا دعوی رافضی کرتے ہیں، ان کے خیال کے مطابق صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امامت کی ہے، نیز ان کے گمان کے مطابق آخری مہدی منتظر ہوگا، جو سامراء کے پہاڑوں میں روپوش ہے، جس کا کوئی وجود اور نام ونشان نہیں ہے، بلکہ حدیث میں جن بارہ ائمہ کی خبر دی گئی ہے، ان سے مراد خلفائے اربعہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم نیز عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں، ائمہ اہل سنت کا بارہ اماموں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

(البداية والنّهاية : 278/6)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّافِضَةُ الْإِمَامِيَّةُ : فَلَهُمْ قَوْلٌ رَابِعٌ : وَهُوَ أَنَّ الْمَهْدِيَّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيُّ الْمُنْتَظَرُ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لَا مِنْ وَلَدِ الْحَسَنِ الْحَاضِرُ فِي الْأَمْصَارِ الْغَائِبُ عَنِ الْأَبْصَارِ الَّذِي يُورِثُ الْعَصَا وَيَخْتِمُ الْفَضَا دَخَلَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سِرْدَابَ سَامِرَّاءَ طِفْلًا صَغِيرًا مِنْ أَكْثَرِ مِنْ خَمْسِ مِئَةِ سَنَةٍ فَلَمْ تَرَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَيْنٌ وَلَمْ يَحِسَّ فِيهِ بِخَبَرٍ وَلَا أَثَرٍ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ يَقِفُونَ بِالْخَيْلِ عَلٰى بَابِ السِّرْدَابِ وَيَصِيحُونَ بِهِ أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْهِمْ أُخْرُجْ يَا مَوْلَانَا لَآ حتج يَا مَوْلَانَا ثُمَّ يَرْجِعُونَ بِالْخَيْبَةِ وَالْحِرْمَانِ فَهٰذَا دَأْبُهُمْ وَدَأْبُهُ .

وَلَقَدْ أَحْسَنَ مَنْ قَالَ :

مَا آنَ لِلسِّرْدَابِ أَنْ يَّلِدَ الَّذِي كَلَّمْتُمُوهُ بِجَهْلِكُمْ مَّا آنَا
فَعَلٰى عُقُولِكُمُ الْعَفَاءُ، فَإِنَّكُمْ ثَلَّثْتُمُ الْعَنْقَاءَ وَالْغِيلَانَا

وَلَقَدْ أَصْبَحَ هٰؤُلَاءِ عَارًا عَلٰى بَنِي آدَمَ وَضُحْكَةً يَسْخَرُ مِنْهَا كُلُّ عَاقِلٍ .

"امامی رافضیوں کی چوتھی بات یہ ہے کہ مہدی کا نام محمد بن حسن عسکری ہے، جس کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ وہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہے، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے نہیں۔ وہ آبادیوں میں موجود ہے، لیکن آنکھوں سے اوجھل ہے۔ عصا کا وارث ہے، خلا کو پُر کرے گا، وہ چھوٹا سا تھا، جب سامراء کے مورچے میں داخل ہوا تھا۔ یہ پانچ سو سال (اور اب سے کوئی بارہ سو سال) پہلے کی بات ہے۔ اس کے بعد نہ کسی آنکھ نے اسے دیکھا، نہ اس کے بارے میں کوئی خبر ملی، نہ کوئی نشان

" محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملا۔ امامی شیعہ ہر روز گھوڑے لے کر مورچے کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس کا انتظار کرتے ہیں اور اسے آوازیں لگاتے ہیں کہ اے ہمارے مولیٰ تو نکل، اے ہمارے مولا تو نکل۔ پھر وہ ناکامی و نامرادی کے ساتھ واپس لوٹ جاتے ہیں۔ یہ ان کی اور ان کے امام منتظر کی روداد ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مَا آنَ لِلسِّرْدَابِ أَنْ يَّلِدَ الَّذِي كَلَّمْتُمُوهُ بِجَهْلِكُمْ مَّا آنَا

فَعَلَى عُقُولِكُمُ الْعَفَاءُ، فَإِنَّكُمْ ثَلَّثْتُمُ الْعَنْقَاءَ وَالْغِيلَانَا

ابھی وقت نہیں آیا، ابھی وقت نہیں آیا کہ مورچے سے وہ شخص نمودار ہو، جس سے تم اپنی جہالت کی بنا پر باتیں کرتے ہو۔ تمہاری عقلوں پر مٹی پڑ گئی ہے اور تم عنقاء اور غیلان (عربوں کے ہاں دو وہمی و خیالی چیزوں) کو تین کر رہے ہو۔ یہ لوگ بنی آدم کے لیے باعث عار ہیں، کوئی صاحب عقل و بینش ان کی بیوقوفی پر ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

(المنار المنیف : 153)

عنقاء وہ پرندہ ہے، جس کا نام لیا جاتا ہے، لیکن وجود نہیں ملتا۔ اسی طرح غیلان چڑیل کو کہتے ہیں، جس کا نام تو ہے، لیکن وجود کوئی نہیں، اسی طرح شیعوں کے مہدی اور امام غائب کا نام ہی ہے، وجود کوئی نہیں۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَّبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْتِي، يَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا .

''اگر زمانے کا ایک دن بھی باقی رہ گیا (اور مہدی نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ضرور بھیجے گا، جو ظلم سے بھری زمین کو عدل سے بھر دے گا۔''

(مسند الإمام أحمد :90/1، سنن أبي داوٗد : 4283، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي، فَيَضْرِبُهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوا إِلَى الْحَقِّ ....

''قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک امت محمدیہ پر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص حاکم نہ بن جائے، جو ان سے لڑتا رہے گا، تا آنکہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔''

(المطالب العالية لابن حجر : 4486، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ .

''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، جب عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 3449، صحيح مسلم : 155)

الأسماء والصفات للبيهقي (895) میں الفاظ ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ.

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے، لیکن بخاری و مسلم میں مِنَ السَّمَاءِ کے الفاظ موجود نہیں، بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ زائد آ گئے ہیں اور اہل علم بخوبی واقف ہیں کہ ایک ہی روایت کے متن میں ایک جگہ اختصار اور دوسری جگہ تفصیل بیان کر دی جاتی ہے، یہ طریق محدثین میں شائع ہے، اس کی سند بخاری و مسلم والی ہی ہے۔

❀ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ.

''مہدی میرے خاندان سے، فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد سے ہوں گے۔''

(سنن أبي داود: 4284، سنن ابن ماجه: 4086، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَمْتَلِئَ الْأَرْضُ ظُلْماً وَّعُدْوَاناً، قَالَ: ثُمَّ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ عِتْرَتِي، أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلَؤُهَا قِسْطاً وَّعَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَّعُدْوَاناً.

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک زمین ظلم و زیادتی کے ساتھ بھر نہ جائے۔ پھر میری نسل یا میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا، جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف کے ساتھ بھر دے گا، جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح وہ ظلم وزیادتی کے ساتھ بھری ہوئی تھی۔“

(مسند الإمام أحمد: 36/3، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۸۲۳) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک: ۴/ ۵۵۷) نے امام بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ایک روایت ہے:

يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ. ”مہدی سات سال حکومت کریں گے۔“

(مسند الإمام أحمد: 17/3، صحیح ابن حبان: 6826، وسندہٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ خُلَفَائِكُمْ خَلِيفَةٌ يَحْثُو الْمَالَ حَثْيًا، لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا.

”تمہارے خلفا میں سے ایک خلیفہ (مہدی) ہوگا، جو اتنا مال خرچ کرے گا کہ اسے کوئی شمار نہیں کر سکتا۔“

(صحیح مسلم: 2914)

❀ ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمَهْدِيَّ لَا يَخْرُجُ حَتّٰى تُقْتَلَ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ فَإِذَا قُتِلَتِ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ غَضِبَ عَلَيْهِمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ فَأَتَى النَّاسَ الْمَهْدِيُّ فَزَفُّوهُ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوسُ إِلٰى زَوْجِهَا لَيْلَةَ عُرْسِهَا وَهُوَ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَتُمْطِرُ السَّمَاءُ مَطَرَهَا وَتَنْعَمُ أُمَّتِي فِي وِلَايَتِهِ نِعْمَةً لَمْ تَنْعَمْهَا قَطُّ .

”مہدی اسی وقت نکلے گے، جب ایک پاکیزہ جان کو قتل کر دیا جائے گا، تو جب اسے قتل کر دیا جائے گا تو زمین و آسمان والے سیخ پا ہو جائیں گے۔ لوگ مہدی کے پاس آئیں گے اور ان کی طرف ایسے لپکیں گے جیسے پہلی رات دلہا دلہن کی طرف لپکتا ہے۔ مہدی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، زمین سے انگوریاں پھوٹیں گی اور آسمان سے بارشیں برسیں گی۔ آپ کی حکومت میں لوگ اس قدر فراوانی و نعمت حاصل کر لیں گے کہ پہلے کبھی حاصل نہ کی ہو گی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 15/198، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ خَرَجَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا وَلَوْ حَبْوًا، فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ .

”جب آپ خراسان کی جانب سے سیاہ رنگ کے جھنڈے نکلتے دیکھیں، تو ان میں شامل ہو جائیں، اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے، کیونکہ اس میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 4/502، وسندهٗ حسنٌ)

امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَهْدِيُّ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ الَّذِي يَؤُمُّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ .

”مہدی اس امت میں سے ہوں گے اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو امامت کروائیں گے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 197/15 ، وسندهٗ صحيحٌ)

ان تمام احادیث کے خلاف رافضیوں کا کہنا ہے کہ مہدی کا نام محمد بن حسن عسکری ہے۔ وہ اس کے نام کی پکار بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ، الْغَوْثَ الْغَوْثَ، أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي وَغَيْرِهٖ .

یہ لوگ اس کا نام پکارنا جائز نہیں سمجھتے بلکہ الْمَهْدِيُّ، الْقَائِمُ، الْمُنْتَظَرُ، صَاحِبُ الزَّمَانِ، صَاحِبُ الْأَمْرِ وَالْحَاجَةِ وَالْخَاتَمِ اور صَاحِبُ الدَّارِ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اسے نقمہ بھی کہا جاتا ہے۔“

(روضة الكافي للكُلَيني، ص 195)

ان کے نزدیک مہدی کا نام لینا جائز نہیں۔ ان کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے:

لَا يَحِلُّ ذِكْرُهٗ بِاسْمِهٖ .

”مہدی کا نام لے کر اس کا ذکر کرنا جائز نہیں۔“

(أصول الكافي :333/1، الإرشاد، ص 394، إكمال الدّين لابن بابوَيه، ص 608)

جو شیعہ مہدی کا نام لے وہ کافر ہو جاتا ہے، کہتے ہیں:

صَاحِبُ هٰذَا الْأَمْرِ، لَا يُسَمِّيْهِ بِاسْمِهٖ إِلَّا كَافِرٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”صاحب ہذا الامر کا نام کافر ہی لیتا ہے۔“

(أصول الكافي :333/1)

اگر کہیں مہدی کا نام لکھنا پڑے، تو شیعہ اس کا نام حروف مقطعات کے ساتھ لکھتے ہیں، مثلاً م ح م د۔ (محمد)(أصول الكافي :329/1)

شیعہ اپنے مہدی کے بارے میں کہتے ہیں کہ ۲۵۵ھ میں اس کی ولادت ہوئی اور ۲۶۰ھ میں وہ غائب ہو گیا۔ کہتے ہیں:

يَشْهَدُ الْمَوْسَمَ، فَيَرَاهُمْ، وَلَا يَرَوْنَهُ.

”مہدی حج کے لیے آتا ہے اور لوگ کو دیکھ رہا ہوتا ہے، لیکن وہ اسے نہیں۔“

(أصول الكافي :1/337-338۔ الغيبة للنعماني، ص 116)

مشہور شیعہ الفیض کاشانی (م:۱۰۹۱ھ) نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بارے لکھا ہے:

لَوْ قَامَ قَائِمُنَا رَدَّ الْحُمَيْرَاءَ عَائِشَةَ حَتّٰى يَجْلِدَهَا الْحَدَّ.

”اگر ہمارا مہدئ منتظر آ گیا، تو وہ حمیراء عائشہ کو قبر سے واپس نکال کر اس پر حد قائم کرے گا۔“

(التفسير الصافي : 359/3، نور اليقين للمجلسي : ص 347)

نعوذ باللہ! کتنے خبیث اور بدباطن ہیں یہ لوگ، جو نبئ طاہر و مطہر ﷺ کی ازواجِ مطہرات پر بھی کیچڑ اچھالنے سے باز نہیں آتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں بیان کر دی، لیکن یہ لوگ ان پر حد قائم کرنے کا سوچتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ (النحل : ۱۰۵).

”جھوٹ وہی گھڑتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور یہی جھوٹے ہیں۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ يَعْرِفُهُ لَا بِعَيْنِهِ، وَلَا صِفَتِهِ لٰكِنْ يَقُولُونَ: إِنَّ هٰذَا الشَّخْصَ الَّذِي لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ، وَلَمْ يُسْمَعْ لَهُ خَبَرٌ هُوَ إِمَامُ زَمَانِهِمْ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ هٰذَا لَيْسَ هُوَ مَعْرِفَةٌ بِالْإِمَامِ.

”ان میں سے کوئی بھی اسے پہچانتا نہیں، نہ اسے کسی نے دیکھا ہے، نہ اس کی کوئی صفت کسی کو معلوم ہے، بلکہ کہتے ہیں کہ وہ ایسا شخص ہے، جسے کسی نے دیکھا نہیں، نہ اس کی کوئی خبر سنی ہے۔ وہ ان کا امامِ زمان ہے حالانکہ معلوم ہے کہ یہ امام کی پہچان نہیں ہے۔“

(منهاج السّنة النّبويّة :1/114)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳۔۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

”مجموعی طور پر رافضیوں کی جہالت کی کوئی انتہا نہیں، اے اللہ! ہمیں سیدنا محمد اور آپ کی آل کی محبت میں موت عطا فرما، روافض کا جو عقیدہ امام منتظر کے بارے میں ہے، یہ نظریہ مسلمان سیدنا علی، بل کہ نبی کریم کی ذات کے متعلق رکھیں، تب بھی جائز نہیں ہے، نہ یہ عقیدہ رکھنا جائز ہے، نبی کریم نے فرمایا: میرا مقام اس طرح مت بڑھانا، جس طرح عیسائیوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے عیسیٰ کے مقام میں غلو کیا تھا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، چنانچہ آپ یہی کہنا: اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول۔ آپ پر درود و سلام ہوں۔ رافضی امام منتظر اور ان کے آبا و اجداد کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس، اول و آخر، ما کان (جو پہلے ہو چکا ہے) اور ما یکون (جو بعد میں ہونے والا ہے) کا علم ہے، اس میں وہ کبھی غلطی نہیں کرتے، وہ غلطی اور سہو سے معصوم ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کا سوال کرتے ہیں، نیز ہم جھوٹی دلیلوں اور سچائی کے تردید سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ شیعہ کا وطیرہ ہے۔"

(تاریخ الإسلام: 398/6)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

"یہ رافضی انتہائی کذب بیانی سے کام لیتے ہیں، وہ لوگ ایسی احادیث و مقالات اور ایسے مذاہب و حکایات نقل کرتے ہیں اگر ان سے مطالبہ کیا جائے کہ کس نے اس کو ذکر یا نقل کیا ہے، تو ان کے پاس بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں، جس کی طرف رجوع کریں، نہ ہی وہ کسی نقل کرنے میں معروف و صدوق عالم کا نام لے سکیں گے، بلکہ زیادہ سے زیادہ جس پر وہ اعتماد کرتے ہیں وہ یہ کہہ دیں گے کہ اس پر جماعت "حقہ" کا اجماع ہے، حالانکہ وہ جماعت حقہ کے مخالف ہیں، ان کے نزدیک جو جماعت حقہ ہے، اس کے علاوہ وہ تمام اُمت کو کافر کہتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں ان کی جماعت اس لئے حق پر ہے کیونکہ ان میں امام معصوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، رافضی امامیہ اثنا عشرہ کے نزدیک امام معصوم وہ ہے جو ان کے خیال میں اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲۶۰ھ میں رات کی تاریکی میں سرنگ میں داخل ہو گیا تھا، وہ آج تک غائب ہے، اس کے حالات کسی کو معلوم نہیں، کسی آنکھ نے اسے دیکھا نہ اس کے پاؤں کے نشانات۔

اہل بیت کے انساب کے ماہرین علما فرماتے ہیں کہ حسن بن علی عسکری کی نسل میں سے پیچھے کوئی نہ ہے (ان کی نسل آگے نہیں چلی) اس بات میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں کہ تمام اہل عقل و خرد اس طرح کے قول اور امامت و معصومیت کے دعویٰ کو انتہائی احمقانہ اور بے وقوفانہ قرار دیتے ہیں، یہ ایک ایسا دعویٰ اور قول ہے جسے بے وقوف ترین، جاہل مطلق اور پرلے درجہ کے گمراہ شخص کے علاوہ کوئی انسان اپنی ذات کے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ ہمارا مقصد یہاں صرف جہلا اور گمراہ لوگوں کے مقولات و منقولات کی جنس بیان کرنا ہے، یہ رافضی، جاہل اور گمراہ کہتے ہیں کہ امام منتظر مختلف اقوال کی روشنی میں اپنے باپ حسن بن علی عسکری کی وفات کے وقت دو یا تین یا پانچ سال کی عمر میں تھا، قرآن مجید، احادیث متواتر اور اجماع امت کے دلائل کی روشنی میں طے شدہ بات ہے کہ اس قدر چھوٹے بچے کی ذاتی پرورش اور مال کی حفاظت کیلئے کسی دوسرے شخص کی ولایت و نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے، وہ بچہ بذات خود کسی دوسرے کے تحت حضانت و کفالت کا مستحق ہے، اس کی ذات اور مال کی کڑی نگرانی اور نگاہ رکھنے والا ہونا ضروری ہے، سات سال تک تو بچے کو نماز کا حکم بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیا جاتا، جب وہ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے، تو اس کو اس عمل کے کرنے کیلئے تادیباً سزا دی جائے، اس قدر چھوٹا بچہ کیسے امام معصوم بن سکتا ہے؟، نیز تمام دینی معلومات حاصل کر سکتا ہے اور اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص جنت میں نہیں جا سکتا ہے؟

پھر اس امام منتظر کا وجود، اس کی امامت اور معصومیت کو تسلیم کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر واجب ہے کہ وہ ایسے شخص کی اطاعت کریں جو ان کے اندر موجود ہو، وہ ان کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کا حکم دے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے منع کردہ اُمور سے منع کرے، جب لوگوں نے اس کو دیکھا ہی نہیں، اس کی کلام سنی ہی نہیں اور لوگوں کے پاس اس کے حکم کردہ احکامات اور منع کردہ امور معلوم کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں لوگوں کو اس کی اطاعت کا مکلّف ٹھہرانا جائز نہیں ہے، جب اس نے ان کو کسی چیز کا حکم نہیں دیا، جو انہوں نے سنا ہو اور معلوم کیا ہو، جو شخص حکم نہیں دیتا، اس کی اطاعت عقلی و ذاتی طور پر ممتنع ہے، اگر تسلیم کر لیا جائے کہ اس نے حکم دیا ہے، لیکن لوگوں تک اس کا حکم پہنچا نہیں، نہ ہی لوگ اس کے حکم کا علم حاصل کرنے کی طاقت رکھتے ہیں تو وہ لوگ عاجز ہیں، اس کے حکم کی اطاعت کیلئے اس حکم کے علم پر قدرت رکھنا شرط ہے، کیونکہ وہ ''تکلیف مالا یطاق'' کے منع ہونے کے مؤقف میں سخت ہیں کیونکہ وہ تقدیر اور صفات باری تعالیٰ میں معتزلہ کے ہم مذہب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر یوں کہا جائے کہ وہ امام منتظر ان لوگوں کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے امام منتظر کو ظاہر ہونے سے ڈرا رکھا ہے تو ان کو یہ جواب دیا جائے گا: تم اپنا یہ مؤقف ثابت کرو کہ امام منتظر کے دشمنوں نے تو اس کو نمودار ہونے سے ڈرایا ہے مگر اس کے مریدوں اور محبت کرنے والے لوگوں کا کیا گناہ ہے، ان کو اس پر ایمان لانے کا کیا فائدہ! وہ ان کو کوئی چیز بھی نہیں سکھاتا اور کسی چیز کا حکم بھی نہیں دیتا، جبکہ اس پر اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دینا واجب ہے تو اس کیلئے تقریباً چار صد پچاس سال کا لمبا عرصہ غائب رہنا کیسے جائز ہے، کونسی چیز نے اسے اس قدر غائب رہنے کا جواز فراہم کر رکھا ہے، جبکہ اس کے آباؤ اجداد سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم، علی بن حسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد اور حسن بن علی عسکری رحمۃ اللہ علیہم اپنی وفات سے پہلے عوام الناس میں موجود رہے۔

درج بالا سطور میں ذکر کردہ ائمہ کرام لوگوں میں موجود رہے، لوگوں کے اجتماعات میں شرکت کی، لوگوں نے سیّدنا علی، سیّدنا حسن، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہم، علی بن حسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہم سے اکتساب علم کیا جو کہ علما کے نزدیک مشہور ہے، باقی لوگوں کی معروف سیرتیں اور واضح حالات ہیں تو امام منتظر کی آخر کیا مجبوری ہے کہ اس نے چار سو سال سے زائد کا طویل عرصہ اپنے لئے جائز قرار دیا حالانکہ وہ اُمت کے امام ہیں، بلکہ شیعہ حضرات کے خیال میں وہ ان کا رہنما، داعی الی اللہ اور معصوم امام ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس پر ایمان لانا واجب ہے اور جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ مومن نہیں ہے، اگر وہ کہیں کہ بوجہ خوف امام منتظر ظاہر نہیں ہوتا، تو ان کو جواب دیا جائے گا: علمائے اُمت کے درمیان بلا اختلاف یہ مؤقف واضح ہے کہ امام منتظر کے آباؤاجداد پر دشمنوں کا خوف شدید ترین تھا، بعض کو جیل بھیجا گیا اور بعض کو شہید کر دیا گیا، حالانکہ خوف تو اس وقت ہوتا جب کسی سے لڑائی ہو لیکن اگر وہ اپنے سلف صالحین کے نقش قدم پر چلے، لوگوں کے ساتھ مجلس کرے اور لوگوں کو علم سے نوازے تو اس وقت کسی قسم کا خوف لاحق نہیں ہوگا۔

ان کی گمراہیوں کا سلسلہ طویل ہے، یہاں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ لوگ ان گمراہیوں کو حقیقت تصور کرتے ہوئے کہتے ہیں: جب جماعت حقہ میں دو اقوال پر اختلاف ہو جائے، ایک قول کا قائل معلوم ہو اور دوسرے قول کا قائل معلوم نہ ہو تو وہ قول حق پر ہوگا جس کا قائل معلوم نہیں، میں نے ان کے شیوخ کی کتب میں ایسے ہی پایا ہے، اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ قول جس کا قائل معلوم نہیں، اس کے قائلین میں امام معصوم ہے، یہ موقف انتہائی جہالت اور گمراہی پر مبنی ہے۔

اس باب میں جتنی وہ حکایات و روایات نقل کرتے ہیں وہ تمام اسی طرح (من گھڑت) ہیں، وہ احادیث، حکایات اور سیر تیں نقل کرتے ہیں، جب آپ ان سے ان کی اسناد کا مطالبہ کریں گے تو کسی معروف بالصدق کی نشاندہی نہیں کریں گے، بلکہ ان میں سے کسی ایک کے متعلق خیال کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑے گا کہ اس نے اپنے جیسے کسی سے سنا ہے یا کسی ایسی کتاب میں پڑھا ہے جس میں اس کی صحیح سند نہیں ہے، اگر انہوں نے کسی سے سنا بھی ہے، تو وہ مشہور جھوٹوں اور بہتان طرازوں میں سے ہو گا، ان سے کبھی بھی تصور نہ کیا جائے کہ وہ اہل سنت کے کسی معروف آدمی سے نقل کریں گے، بلکہ وہ مجہول اور مشہور جھوٹے آدمی سے نقل کرنے کے عادی ہیں۔''

(مجموع الفتاوٰی : 27/451-455)

تنبیہ:

بعض روایات سے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی رحمہ اللہ ایک ہی شخصیت کا نام ہے اور اسی وہم کو بنیاد بنا کر بعض لوگ نبوت کے ایک جھوٹے دعویدار کو سچا قرار دینے کی کوشش میں غلطاں رہتے ہیں۔ حالانکہ اگر ایسا ثابت ہو جاتا، تب بھی کسی جھوٹے کا دعوی ثابت نہیں ہو سکتا تھا، چہ جائیکہ ایسی صورت میں اس کا دعوی ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ خود یہ تصور ہی پایہ ثبوت کو نہ پہنچ سکتا ہو، اس موضوع کی تمام روایات ضعیف، موضوع اور من گھڑت ہیں، ملاحظہ کیجئے:

① عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى مِلَّتِهٖ مَاتَ، إِمَامًا مَّهْدِيًّا، وَّحَكَمًا عَدْلًا، فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ.

''سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لیے نازل ہوں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جناب محمد ﷺ کی ملت پر نازل ہوں گے، امام، مہدی اور عادل حاکم بن کر نازل ہوں گے، نیز دجال کو قتل کریں گے۔“

(المعجم الأوسط للطّبراني: 4580)

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، یونس بن عبید عبدی اور حسن بصری دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.

”مہدی سوائے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے کوئی نہیں۔“

(سنن ابن ماجه: 4039، المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 8363)

سند ضعیف ہے:

① محمد بن خالد جندی مجہول ہے۔

(تقريب التهذيب لابن حجر: 5849)

الطیوریات لابی الطاہر السّلفی (291)، تہذیب الکمال للمزی (149/25) میں ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے اسے ”ثقہ“ کہا ہے، یہ قول ثابت نہیں، اس کے راوی احمد بن محمد بن مومل ابوبکر صوری کی توثیق نہیں مل سکی۔

② حسن بصری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

اسی طرح ائمہ حدیث وسنت نے اس روایت کو قبول نہیں کیا، علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ اسے ذکر کرنے کے بعد امام نسائی رحمہ اللہ کا قول لائے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّنْكَرٌ. ”یہ حدیث منکر ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(العِلَل المتناهية : 862/2)

حافظ بیہقی (بیان الخطأ : 299) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال : 535/3) نے اسے ''منکر'' قرار دیا ہے، علامہ صنعانی رحمہ اللہ نے ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(الفوائد المجموعة للشّوكاني، ص 510)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(منهاج السّنّة النّبوية : 167/2، 168)

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ .

''یہ حدیث باتفاق محدثین ضعیف ہے۔''

(مرقاة المفاتيح : 3448/8)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) لکھتے ہیں:

قِيلَ : الْمَهْدِيُّ هُوَ عِيسٰى فَقَطْ وَهُوَ غَيْرُ صَحِيحٍ لِأَنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَلٰى أَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ عِتْرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا يَجُوزُ حَمْلُهٗ عَلٰى عِيسٰى، وَالْحَدِيثُ الَّذِي وَرَدَ فِي أَنَّهٗ (لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسٰى) غَيْرُ صَحِيحٍ .

''یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدی صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں، تو یہ بات درست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، کیونکہ صحیح احادیث تواتر کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ مہدی رسول اللہ ﷺ کی عترت سے ہوں گے، ان کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر محمول کرنا جائز نہیں اور جس حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ تو وہ ثابت نہیں ہے۔'' (تفسير القرطبي : 122/8)

روافض اہل بیت کے دشمن ہیں، جہاں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرتے ہیں، وہاں نبی کریم ﷺ کی تین بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں، اسی طرح محمد بن عبداللہ، مہدی، جو کہ اہل بیت میں سے ہوں گے، کا انکار کرتے ہیں، ان کی جگہ اپنا مہدی محمد بن حسن عسکری متعارف کراتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باغِ فدک

تشیُّع کی بنیادیں غلو پر اٹھائی گئی ہیں، جیسا کہ مشہور شیعہ عالم محمد باقر مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار (۲۶، ۲۶۷) میں بیان کیا ہے۔

بَابُ تَعْظِيمِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ، وَعَلَى جَمِيعِ الْخَلْقِ.

”ائمہ معصومین کو انبیائے کرام اور تمام مخلوق پر عظمت حاصل ہے۔“

ان کے نزدیک ائمہ معصومین تمام انبیا و مخلوقات سے افضل ہیں، اس ضمن میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں، جو لوگ انبیائے کرام جیسی مقدس ہستیوں کی گستاخی کے درپے ہوں، ان سے صحابہ کرام کے بارے میں کیا توقع رکھی جا سکتی ہے؟

اُمت کے سب سے بہتر اور افضل انسان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب رسول پر طعن و تشنیع کرنا تو گویا ان کا مذہبی فریضہ ہے۔ یہ لوگ خلیفہ اول، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غاصب اور ظالم قرار دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ مدینہ، خیبر اور فدک کا مال اور زمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تھی اور اہل بیت میں تقسیم ہونی چاہیے تھی، وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کو کیوں نہ دی؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مطالبے پر بھی ان کو نہیں دی گئی۔

حالانکہ بدیہی بات ہے کہ یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دعوی محض اس لئے تھا کہ ان تک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث نہیں پہنچی تھی، اس دعویٰ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اہل بیت کا کوئی فرد شریک نہیں ہوا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دلیل کے ساتھ قائل کرنے کی کوشش کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اہل بیت میں سے کسی نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس حوالے سے غاصب یا ظالم نہیں کہا۔ وہ کہہ بھی کیسے سکتے تھے؟ وہ مال سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصب کیا، نہ اپنی ذات پر خرچ کیا، بلکہ خلیفہ ہونے کے ناطے بطور امانت اپنے پاس رکھا۔ اس کا محصول اہل بیت پر خرچ کیا جاتا تھا، ان کے بعد پھر یہی مال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے بعد سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے پاس آ گیا۔

سوال یہ ہے کہ وہ مال سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اہل بیت میں تقسیم کیوں نہ کیا؟ جو جواب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیا جائے گا، وہی جواب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سمجھا جائے۔ کیا اس بنا پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو غاصب قرار دیا جا سکتا ہے؟

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (368-463ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّوَافِضُ فَلَيْسَ قَوْلُهُمْ مِمَّا يُشْتَغَلُ بِهِ، وَلَا يُحْكَى مِثْلُهُ، لِمَا فِيهِ مِنَ الطَّعْنِ عَلَى السَّلَفِ، وَالْمُخَالَفَةِ لِسَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ،......، وَكَيْفَ يَسُوغُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَظُنَّ بِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْعَ فَاطِمَةَ مِيرَاثَهَا مِنْ أَبِيهَا، وَهُوَ يَعْلَمُ بِنَقْلِ الْكَافَّةِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُعْطِي الْأَحْمَرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْأَسْوَدَ حُقُوقَهُمْ، وَلَمْ يَسْتَأْثِرْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ لِنَفْسِهٖ، وَلَا لِبَنِيهِ، وَلَا لِأَحَدٍ مِّنْ عَشِيرَتِهٖ بِشَيْءٍ، وَإِنَّمَا أَجْرَاهُ مَجْرَى الصَّدَقَةِ، أَلَيْسَ يَسْتَحِيلُ فِي الْعُقُولِ أَنْ يَّمْنَعَ فَاطِمَةَ، وَيَرُدَّهٗ عَلٰى سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ؟

''روافض کا موقف قابل التفات ہے، نہ قابل نقل، کیوں کہ اس میں سلف صالحین پر طعن اور سبیل مومنین کی مخالفت ہے۔ کسی مسلمان کے لیے کیسے ممکن ہے کہ وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں گمان کرے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے ان کے والد محترم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت روک دی تھی؟ حالاں کہ وہ اس متواتر حقیقت سے واقف ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر سیاہ و سفید کے حقوق ادا کرتے تھے۔ انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کے مال میں سے اپنی ذات، اولاد اور اپنے عزیز و اقارب کسی کے لئے کچھ نہیں لیا۔ انہوں نے بیت المال میں آنے والا تمام مال صدقہ کی حیثیت سے خرچ کیا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مال روک لیں اور اسے باقی مسلمانوں پر خرچ کر دیں؟''

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: 8/161-172)

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

''امت کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی زرعہ، عصا مبارک،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلوار، پیالہ، انگوٹھی اور جوتا کسی کی ملکیت نہیں تھی۔ یہ دلیل ہے کہ صحابہ کرام نے فرمان نبوی ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔'' سے یہی سمجھا تھا کہ یہ چھوٹی بڑی تمام اشیا کو شامل ہے۔ یہ اجماع معصوم ہے، کیونکہ کسی نص کے فہم میں صحابہ کی پوری جماعت سے خطا نہیں ہو سکتی۔ یہ شیعہ پر رد ہے، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے سیدہ فاطمہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے محروم کر دیا تھا۔''

(شرح ابن بطال : 265/5، التوضيح لابن الملقن : 411/18)

باغِ فدک اور احادیثِ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام :

① متواتر حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

''ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہمارا متروکہ مال صدقہ ہوتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 6727، صحيح مسلم : 1761، عن أبي هريرة)

② ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ، يَعْنِي مَالَ اللّٰهِ، لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِّنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میراث کا مطالبہ کیا، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں مالِ فے کی صورت میں عطا کی تھی، باغ فدک اور خیبر کے خُمس کا بھی مطالبہ کیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ہماری میراث نہیں ہوتی، ہمارا متروکہ مال صدقہ ہوتا ہے، ہاں! آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات اس سے پورے کیے جائیں، مگر انہیں حق نہیں ہوگا کہ کھانے، پینے کے علاوہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کسی مصرف میں لائیں۔ اللہ کی قسم! میں دورِ رسول ﷺ کے معمولات صدقہ میں تبدیلی نہیں کروں گا، بل کہ ان معمولات کو اسی طرح جاری رکھوں گا، جس طرح رسول اللہ ﷺ چھوڑ کر گئے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: اے ابو بکر! ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کے اقراری ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اہل بیت کی قرابت داری اور ان کے حقوق کا ذکر کیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نبی ﷺ کے قرابت داروں سے حسن سلوک مجھے اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ عزیز ہے۔"

(صحيح البخاري: 3711، 3712، صحيح مسلم: 1758)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) فرماتے ہیں:

وَ [صَدَقَةً] بِالنَّصْبِ عَلَى الْحَالِ، وَهِيَ دَعْوٰى مِنْ بَعْضِ الرَّافِضَةِ، فَادَّعٰى أَنَّ الصَّوَابَ فِي قِرَاءَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ هٰكَذَا، وَالَّذِي تَوَارَدَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ [لَا نُورَثُ]، بِالنُّونِ وَ [صَدَقَةٌ] بِالرَّفْعِ، وَأَنَّ لِلْكَلَامِ جُمْلَتَيْنِ، وَ [مَا تَرَكْنَا] فِي مَوْضِعِ الرَّفْعِ بِالْاِبْتِدَاءِ، وَ [صَدَقَةٌ] خَبَرُهٗ، وَيُؤَيِّدُهٗ وُرُودُهٗ فِي بَعْضِ طُرُقِ الصَّحِيحِ [مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ]، وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ الْمُحَدِّثِينَ عَلٰى بَعْضِ الْإِمَامِيَّةِ، بِأَنَّ أَبَا بَكْرٍ احْتَجَّ بِهٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى فَاطِمَةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فِيمَا الْتَمَسَتْ مِنْهُ مِنَ الَّذِي خَلَّفَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَرَاضِي، وَهُمَا مِنْ أَفْصَحِ الْفُصَحَاءِ، وَأَعْلَمُهُمْ بِمَدْلُولَاتِ الْأَلْفَاظِ، وَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ كَمَا يَقْرَؤُهُ الرَّافِضِيُّ لَمْ يَكُنْ فِيمَا احْتَجَّ بِهٖ أَبُو بَكْرٍ حُجَّةٌ، وَلَا كَانَ جَوَابُهُ مُطَابِقًا لِّسُؤَالِهَا، وَهٰذَا وَاضِحٌ لِّمَنْ أَنْصَفَ.

''بعض روافض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث کی قرأت میں لفظ [صَدَقَةً] کا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہونا ہی صحیح ہے، لیکن جس پر جدید اور قدیم محدثین کا اتفاق ہے، وہ [لَا نُورَثُ] نون کے ساتھ ہے۔ [صَدَقَةٌ] مرفوع ہے۔ کلام کے دو جملے ہیں؛ ایک [مَا تَرَكْنَا] مبتدا ہونے کے لحاظ سے محلاً مرفوع ہے، [صَدَقَةٌ] اس کی خبر ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اس میں الفاظ یہ ہیں: [مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ] ''ہم (انبیا) نے جو مال چھوڑا ہے، وہ صدقہ ہی ہے۔'' محدثین نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ کے مطالبہ پر جوابی گفتگو امامیہ کے خلاف دلیل بنائی ہے۔ یہ دونوں ہستیاں فصاحت میں سب سے بڑھ کر تھیں اور الفاظِ حدیث کے مطالب و مفاہیم بہتر جاننے والی تھیں۔ اگر ان الفاظ کی قرأت وہی ہے، جو روافض بتاتے ہیں، تو یہ دلیل مانی جاتی، نہ ان کا جواب سوال کے مطابق قرار پاتا۔ یہ بات انصاف پسند طبیعت پر واضح ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 202/6)

حافظ، عبدالرحیم بن حسین، عراقی رحمہ اللہ (725-806ھ) کہتے ہیں:

هٰذِهِ الرِّوَايَةُ صَرِيحَةٌ فِي الرَّدِّ عَلٰى بَعْضِ جَهَلَةِ الشِّيعَةِ، حَيْثُ قَالَ فِي الرِّوَايَةِ الَّتِي سُقْنَاهَا مِنْ مُّسْلِمٍ : «مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» أَنَّهٗ بِالنَّصْبِ عَلٰى أَنَّ مَا نَافِيَةٌ، وَهُوَ غَلَطٌ قَبِيحٌ، بَلْ هُوَ بِالرَّفْعِ، وَمَا مَوْصُولَةٌ، وَرِوَايَتُنَا صَرِيحَةٌ فِي ذٰلِكَ، لِقَوْلِهٖ فِيهَا : فَهُوَ صَدَقَةٌ.

''یہ روایت شیعہ جہال کا واضح رد ہے، وہ کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کی روایت «مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» میں «صَدَقَةٌ» منصوب ہے اور ما نافیہ ہے۔ (انبیا کا متروکہ مال صدقہ نہیں)، لیکن یہ ان کی قبیح غلطی ہے، «صَدَقَةٌ» مرفوع ہے اور «مَا» موصولہ ہے۔ اس ضمن میں وہ روایت قول فیصل ہے، جس کے الفاظ ہیں: «مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ» ''انبیا کا متروکہ مال صدقہ ہی ہوتا ہے۔'' (طرح التثريب في شرح التقريب : 242/6)

شارح ترمذی، علامہ محمد عبدالرحمن، مبارکپوری رحمہ اللہ (م:1353ھ) کہتے ہیں:

وَ [مَا تَرَكْنَا] فِي مَوْضِعِ الرَّفْعِ بِالْاِبْتِدَاءِ، وَ [صَدَقَةٌ] خَبَرُهٗ، وَقَدْ زَعَمَ بَعْضُ الرَّافِضَةِ أَنَّ [لَا نُورَثُ] بِالْيَاءِ التَّحْتَانِيَّةِ، وَ [صَدَقَةً] بِالنَّصْبِ عَلَى الْحَالِ، وَ [مَا تَرَكْنَاهُ] فِي مَحَلِّ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَفْعٍ عَلَى النِّيَابَةِ، وَالتَّقْدِير : لَا يُورَثُ الَّذِي تَرَكْنَاهُ حَالَ كَوْنِهِ صَدَقَةً، وَهٰذَا خِلَافُ مَا جَاءَ تْ بِهِ الرِّوَايَةُ، وَنَقَلَهُ الْحُفَّاظُ، وَمَا ذٰلِكَ بِأَوَّلِ تَحْرِيفٍ مِّنْ أَهْلِ تِلْكَ النِّحْلَةِ، وَيُوَضِّحُ بُطْلَانَهُ مَا فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ الْمَذْكُورِ بِلَفْظِ [فَهُوَ صَدَقَةٌ]، وَقَوْلُهُ : لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا .

''«مَا تَرَكْنَا» مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہے اور «صَدَقَةٌ» اس کی خبر۔ بعض رافضیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ لفظ «لَا نُورَثُ» دراصل «لَا يُورَثُ» ہے۔ «صَدَقَةً» حال ہے، اس لئے منصوب ہے۔ «مَا تَرَكْنَا» نائب فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔ اصل عبارت یوں ہوگی: «لَا يُورَثُ الَّذِي تَرَكْنَاهُ خَالَ كَوْنِهِ صَدَقَةً» ''ہمارا متروکہ صدقہ میراث نہیں ہوتا۔'' یہ تاویل ان صحیح احادیث کے خلاف ہے، جنہیں حفاظ محدثین نے نقل کیا ہے۔ یہ اس فرقہ کی کوئی پہلی تحریف نہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث اس بات کا واضح طور پر ردّ کرتی ہے، جس کے الفاظ ہیں: «فَهُوَ صَدَقَةٌ» ''ہم جو چھوڑیں، وہ صدقہ ہی ہوتا ہے۔'' نیز ارشاد ہے: «لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا» ''میرے ورثا ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں۔'' (تحفة الأحوذي : 5/193)

کہا جاتا ہے کہ مرتضیٰ موسوی شیعہ اور ابوعلی حسین بن خضر قاضی کے مابین مسئلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میراث الانبیا'' پر مناظرہ ہوا تھا۔ ہم اس کی سند پر مطلع نہیں ہو سکے، البتہ اس میں روافض کے استدلال کا رد ہوتا ہے، اسے بطور فائدہ ذکر کیا جاتا ہے۔

فَإِنَّ أَبَا عَلِيٍّ تَمَسَّكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، فَاعْتَرَضَ عَلَيْهِ الْمُرْتَضَى الْمُوسَوِيُّ، وَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُ إِعْرَابَ صَدَقَةٍ بِالرَّفْعِ أَوِ النَّصْبِ؟ إِنْ قُلْتَ بِالرَّفْعِ فَلَيْسَ كَذٰلِكَ، وَإِنْ قُلْتَ بِالنَّصْبِ فَهُوَ حُجَّتِي، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً، يَعْنِي لَمْ نَتْرُكْهُ صَدَقَةً، فَدَخَلَ أَبُو عَلِيٍّ وَقَالَ: فِيمَا ذَهَبْتَ إِلَيْهِ إِبْطَالُ فَائِدَةِ الْحَدِيثِ، فَإِنَّ أَحَدًا لَّا يَخْفٰى عَلَيْهِ أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا مَاتَ يَرِثُهٗ قَرِيبُهٗ، وَأَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ، وَلَا يَكُونُ صَدَقَةً وَّلَا يَقَعُ فِيهِ الْإِشْكَالُ، فَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَا تَرَكَهٗ صَدَقَةٌ بِخِلَافِ سَائِرِ النَّاسِ.

''ابو علی قاضی نے اس حدیث کو دلیل بنایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہماری میراث نہیں ہوتی، ہم (انبیا) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' اس پر مرتضیٰ موسوی شیعہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: آپ اس حدیث کا اعراب کیسے پڑھتے ہیں؟ لفظ «صَدَقَة» مرفوع ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا منصوب؟ مرفوع ہے، تو آپ کی بات درست نہیں، منصوب ہے، تو یہ میری دلیل بنتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً»، ''ہم صدقہ نہیں چھوڑتے۔'' ابو علی قاضی نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: حدیث کا جو معنی آپ لے رہے ہیں، اس سے حدیث کا مقصد ہی باطل ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ جب کوئی فوت ہوتا ہے، تو قریبی رشتہ دار ہی اس کے وارث بنتے ہیں، وہ مال صدقہ نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اس خصوصی بیان کا مقصد ہی یہ ہے کہ عام لوگوں کے برعکس نبی اکرم ﷺ کا متروکہ مال صدقہ ہے۔''

(الأنساب للسمعاني : 310/9)

ہر کسی کو معلوم ہے کہ امتیوں کا چھوڑا ہوا مال ورثا میں تقسیم ہوتا ہے، صدقہ نہیں ہوتا۔ اگر نبی اکرم ﷺ کی وراثت کا بھی یہی معاملہ تھا، تو اس خصوصی بیان کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ وراثت انبیا کا معاملہ خاص تھا اور وہ یہ کہ ان کی وراثت نہیں ہوتی، وہ جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہی ہوتا ہے۔ اس حدیث کا یہی مفہوم ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر یہ حقیقت تسلیم کر لی تھی۔ یہ بات ہماری ذکر کردہ حدیث نمبر (۲) میں بیان ہو چکی ہے۔

(۳) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، تَسْأَلُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَا : سَمِعْنَا رَسُولَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنِّي لَا أُورَثُ؛ قَالَتْ : وَاللّٰهِ! لَا أُكَلِّمُكُمَا أَبَدًا، فَمَاتَتْ وَلَا تُكَلِّمُهُمَا .

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں، تاکہ ان سے نبی کریم ﷺ کی میراث طلب کریں۔ دونوں نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنایا: ''میری کوئی وراثت نہیں ہوگی۔'' اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ دونوں سے گفتگو نہیں کروں گی۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوت ہونے تک ان سے بات نہیں کی۔''

(مسند الإمام أحمد: 13/1، سنن الترمذي: 1609، وسندهٗ حسنٌ)

④ روایت ہے:

إِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَ تْ إِلَىٰ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَتْ : مَنْ يَّرِثُكَ؟ قَالَ : أَهْلِي وَوَلَدِي، قَالَتْ : فَمَا لِي لَا أَرِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّا لَا نُورَثُ، وَلٰكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ، وَأُنْفِقُ عَلَىٰ مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ .

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: آپ کا وارث کون ہوگا؟ جواب دیا: میرے بیوی بچے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر کیا وجہ ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی وارث نہیں بن رہی۔ اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ فرمان رسول ﷺ پیش کیا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔'' پھر کہا: لیکن میں ان سب کی کفالت کرتا رہوں گا، جن کی کفالت نبی کریم ﷺ کیا کرتے تھے اور میں ان سب کو خرچ فراہم کروں گا، جنہیں نبی کریم ﷺ خرچ فراہم کرتے تھے۔''

(السّنن الکبرٰی للبیهقي: 302/6، وسندہٗ حسنٌ)

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي، فَهُوَ صَدَقَةٌ.

''میرے ورثا میرا چھوڑا ہوا مال تقسیم نہ کریں۔ میری ازواج کے نان ونفقہ اور اس کے منتظم کی مزدوری سے بچا ہوا مال صدقہ ہے۔''

(صحیح البخاري: 2776، صحیح مسلم: 1760)

⑥ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يَّقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا، مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ، فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ، وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، قَالَتْ: وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا، مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ، وَفَدَكَ، وَصَدَقَتِهٖ بِالْمَدِينَةِ، فَأَبٰى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ، وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ إِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ، فَإِنِّي أَخْشٰى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِّنْ أَمْرِهٖ أَنْ أَزِيغَ، فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلٰى عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ، وَأَمَّا خَيْبَرُ، وَفَدَكُ، فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ، وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهٖ، وَأَمْرُهُمَا إِلٰى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ، قَالَ: فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ إِلَى الْيَوْمِ.

''رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے جہان فانی سے رخصت ہونے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کے ترکہ کا مطالبہ کیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارا ورثہ تقسیم نہیں ہوتا، ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے یہ سن کر غصے کا اظہار کیا اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ترک کر دی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیبر، فدک اور مدینہ کے صدقہ کی وراثت کا بھی مطالبہ کیا تھا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ کسی بھی عمل کو چھوڑنے کو تیار نہیں، مجھے ڈر ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل کو چھوڑا، تو حق سے منحرف ہو جاؤں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں جو صدقہ تھا، وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کو دے دیا، البتہ خیبر اور فدک کی جائیداد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے روک لی اور فرمایا: یہ دونوں اشیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صدقہ ہیں، ان وقتی حقوق و حادثات کے لیے یہ جائداد خلیفہ وقت کے پاس رہے گی۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس جائداد کا انتظام آج تک چلا آرہا ہے۔“

(صحيح البخاري : 3093، 3092، صحيح مسلم : 1759)

فدک کی زمین ہبہ یا وراثت؟

بعض الناس اس مسئلہ میں واضح تناقض و اضطراب کا شکار ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک کی زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کی تھی اور کبھی کہتے ہیں کہ انہوں نے بطور میراث فدک کی زمین سے اپنا حصہ مانگا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا ذُكِرَ مِنَ ادِّعَاءِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدَكَ، فَإِنَّ هٰذَا يُنَاقِضُ كَوْنَهَا مِيرَاثًا لَّهَا، فَإِنْ كَانَ طَلَبُهَا بِطَرِيقِ الْإِرْثِ امْتَنَعَ أَنْ يَكُونَ بِطَرِيقِ الْهِبَةِ، وَإِنْ كَانَ بِطَرِيقِ الْهِبَةِ امْتَنَعَ أَنْ يَكُونَ بِطَرِيقِ الْإِرْثِ، ثُمَّ إِنْ كَانَتْ هٰذِهٖ هِبَةً فِي مَرَضِ الْمَوْتِ، فَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَزَّهٌ، إِنْ كَانَ يُورَثُ كَمَا يُورَثُ غَيْرُهٗ، أَنْ يُّوصِيَ لِوَارِثٍ أَوْ يَخُصَّهٗ فِي مَرَضِ مَوْتِهٖ بِأَكْثَرَ مِنْ حَقِّهٖ، وَإِنْ كَانَ فِي صِحَّتِهٖ فَلَا بُدَّ أَنْ تَكُونَ هٰذِهٖ هِبَةً مَّقْبُوضَةً، وَإِلَّا فَإِذَا وَهَبَ الْوَاهِبُ بِكَلَامِهٖ وَلَمْ يَقْبِضِ الْمَوْهُوبُ شَيْئًا حَتّٰى مَاتَ الْوَاهِبُ كَانَ ذٰلِكَ بَاطِلًا عِنْدَ جَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ.

''مالِ فدک کے متعلق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دعویٰ کا جو ذکر ملتا ہے، اس میں تناقض پایا جاتا ہے، (یہ معاملہ دو حال سے خالی نہیں) اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فدک کی جاگیر میراث کی بنا پر طلب کرتی تھیں، تو یہ ہبہ نہیں ہو سکتا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جاگیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی، تو یہ وراثت نہیں بن سکتی۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ جاگیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی اور دوسروں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وراثت بھی تقسیم ہونا تھی، تو آپ ﷺ کی ذات اقدس اس سے مبرا ہے کہ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں وصیت کرتے یا حالت مرض میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حق سے زیادہ مال عطا فرماتے (حالانکہ آپ رضی اللہ عنہا حقیقی وارث بھی تھیں اور وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں) اگر آپ ﷺ نے حالت صحت میں فدک کی جاگیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عطا کی تھی، تو وہ ہبہ باقبضہ ہونا چاہئے تھا، اس لئے کہ ہبہ کرنے والا کوئی چیز ہبہ کر دے اور جسے ہبہ کیا گیا ہے، وہ اس پر قابض نہ ہو اور ہبہ کرنے والا فوت ہو جائے، تو جمہور علما کے نزدیک ایسا ہبہ ختم ہو جاتا ہے۔''

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة القدريّة : 4/228)

صحیح یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مطالبہ میراث کی حیثیت سے تھا۔

⑦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ، وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبٰى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَّدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ، فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ.

''نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور نبی کریم ﷺ کی چھوڑی ہوئی جائیداد فدک، مدینہ میں کچھ مال اور خیبر کے خمس سے میراث کا مطالبہ کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے، البتہ آلِ محمد ﷺ اس مال سے کھاتے رہیں گے۔'' اللہ کی قسم! جو صدقہ نبی کریم ﷺ جس حال میں چھوڑ گئے ہیں، میں اس میں تغیر نہیں کروں گا، وہ اب بھی اسی طرح رہے گا۔ اس کی تقسیم میں وہی طرز عمل اختیار کروں گا، جو نبی کریم ﷺ کا حیات مبارکہ میں تھا۔ الغرض! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے معذرت کر لی۔ اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خفا ہو گئیں اور ان سے ملاقات ترک کر دی۔ اس کے بعد وفات تک ان سے گفتگو نہیں کی۔''

(صحيح البخاري: 4240، صحيح مسلم: 1759)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

كَوْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُورَثُ، ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ الْمَقْطُوعِ بِهَا وَبِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ، وَكُلٌّ مِّنْهُمَا دَلِيلٌ قَطْعِيٌّ، فَلَا يُعَارَضُ ذٰلِكَ بِمَا يُظَنُّ أَنَّهُ عُمُومٌ، وَإِنْ كَانَ عُمُومًا فَهُوَ مَخْصُوصٌ، لِأَنَّ ذٰلِكَ لَوْ كَانَ دَلِيلًا لَّمَا كَانَ إِلَّا ظَنِّيًّا، فَلَا يُعَارِضُ الْقَطْعِيَّ، إِذِ الظَّنِّيُّ لَا يُعَارِضُ الْقَطْعِيَّ، وَذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا الْخَبَرَ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِي أَوْقَاتٍ وَّمَجَالِسَ، وَلَيْسَ فِيهِمْ مَّنْ يُّنْكِرُهُ، بَلْ كُلُّهُمْ تَلَقَّاهُ بِالْقَبُولِ وَالتَّصْدِيقِ، وَلِهٰذَا لَمْ يُصِرَّ أَحَدٌ مِّنْ أَزْوَاجِهِ عَلَى طَلَبِ الْمِيرَاثِ، وَلَا أَصَرَّ الْعَمُّ عَلٰى طَلَبِ الْمِيرَاثِ، بَلْ مَنْ طَلَبَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخْبِرَ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجَعَ عَنْ طَلَبِهِ، وَاسْتَمَرَّ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ إِلٰى عَلِيٍّ، فَلَمْ يُغَيِّرْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَقَسَّمَ لَهُ تَرِكَةً.

”صحیح سنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی بھی وارث نہیں بن سکتا، یہ دونوں قطعی دلیلیں ہیں، لہٰذا اپنے ظن پر مبنی عموم سے ان دلائل کا معارضہ درست نہیں۔ اگر عموم درست مان لیا جائے، تو بھی اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تخصیص سے کوئی مانع نہیں۔ بہر صورت یہ دلیل ظنی ہوگی، جو قطعی کے معارض نہیں ہوسکتی، کیونکہ ظنی دلیل قطعی کی معارض نہیں ہوسکتی۔ ہماری دلیل کے قطعی ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ انبیا کی وراثت کے تقسیم نہ ہونے والی حدیث مختلف اوقات و مجالس میں کئی صحابہ کرام نے روایت کی، مگر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ اسے قبول کیا اور سچ جانا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی نے میراث نبوی کے مطالبہ پر اصرار نہیں کیا، نہ ہی آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس مطالبہ پر اصرار کیا۔ اگر کسی نے مطالبہ کیا بھی اور اسے نبی ﷺ کا فرمان سنایا گیا، تو وہ مطالبہ سے فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک تمام خلفائے راشدین کے عہد میں یہ حالت برقرار رہی، کسی نے کوئی تبدیلی کی، نہ آپ ﷺ کا ترکہ تقسیم کیا۔"

(مِنهاج السنّة النبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة : 220/4)

ہم ابن الجوزی رحمہ اللہ کا ذکر کردہ بے سند قصہ بھی سمع گزار کیے دیتے ہیں: ابو العباس، عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی، سفاح کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ خَطَبَ يَوْمًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ آلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! أَعِدْنِي عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِي، قَالَ : وَمَنْ ظَلَمَكَ؟ قَالَ : أَنَا مِنْ أَوْلَادِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَالَّذِي ظَلَمَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حِينَ أَخَذَ فَدَكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ فَاطِمَةَ، قَالَ : وَدَامَ عَلٰى ظُلْمِكُمْ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : وَمَنْ قَامَ بَعْدَهُ؟ قَالَ : عُمَر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : وَدَامَ عَلٰى ظُلْمِكُمْ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَمَنْ قَامَ بَعْدَهُ؟ قَالَ : عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : وَدَامَ عَلٰى ظُلْمِكُمْ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : وَمَنْ قَامَ بَعْدَهُ؟ فَجَعَلَ يَلْتَفِتُ كَذَا وَكَذَا، يَنْظُرُ مَكَانًا يَهْرُبُ إِلَيْهِ .

''اس نے ایک دن خطبہ دیا۔ دورانِ خطبہ آلِ علی رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: امیر المومنین! ظالم کے خلاف میری مدد کیجیے! خلیفہ نے پوچھا: آپ پر کس نے ظلم کیا ہے؟ کہا: میں آلِ علی سے ہوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک کی وراثت نہ دے کر مجھ پہ ظلم کیا۔ خلیفہ نے پوچھا: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس ظلم پر ڈٹے رہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ خلیفہ نے پوچھا: ان کے بعد کون (ظالم) تختِ خلافت پر متمکن ہوا؟ اس نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ، پوچھا: انہوں نے بھی یہ ظلم روا رکھا؟ کہا: جی ہاں! ان کے بعد خلیفہ کون ہوا؟ کہا: عثمان رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے بھی یہ ظلم روا رکھا؟ کہا: جی ہاں! خلیفہ نے پوچھا: ان کے بعد کون خلیفہ بنا؟ اب وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور بھاگنے کی کوشش کرنے لگا۔''

(تلبیس إبلیس، ص 153)

بعض حضرات اس مسئلہ میں خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی تنقیص شان میں مصروف عمل ہیں، حالاں کہ انہوں نے واضح حدیث پیش کی کہ یہ اہل بیت کا حق ہے اسے اہل بیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر خرچ کیا جائے گا اور خرچ کرتے بھی رہے۔ میراث کا مطالبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اجتہادی خطا تھی۔ اس بنیاد پر اہل بیت عظام میں سے کسی نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں کیا۔ بعض لوگ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا تھا:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي.

”فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اسے ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا۔“

(صحيح البخاري : 3714)

حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضی والی بات ہی خطا ہے، انسان ہونے کے ناطے افہام و تفہیم میں غلطی لگ جاتی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دلیل سے قائل کرنا چاہا، مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بات نہ سمجھ سکیں۔ اس پر تھوڑا سا محسوس کر لیا، یہ طبعی امر ہے۔ وہ اس مال کو اپنا موروثی حق گردانتی تھیں، جبکہ ایسا نہیں تھا۔ ذرا اس حدیث کا مکمل مطالعہ فرمائیں:

❁ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ، يَقُولُ : أَمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّي، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَّسُوئَهَا، وَاللّٰهِ! لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ، عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ، فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا۔ اس کی اطلاع سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم سمجھتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے لئے کسی سے غصہ نہیں ہوتے، علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا: حمد و ثنا کے بعد! میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (اپنی بیٹی زینب) کی شادی کی، تو وہ اپنے قول کے پاسدار رہے۔ فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، مجھے یہ پسند نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ اسے تکلیف دیں۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔''

(صحيح البخاري: 3729، صحيح مسلم: 2449)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

فَسَبَبُ الْحَدِيثِ خِطْبَةُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِابْنَةِ أَبِي جَهْلٍ، وَالسَّبَبُ دَاخِلٌ فِي اللَّفْظِ قَطْعًا، إِذِ اللَّفْظُ الْوَارِدُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى سَبَبٍ لَّا يَجُوزُ إِخْرَاجُ سَبَبِهِ مِنْهُ، بَلِ السَّبَبُ يَجِبُ دُخُولُهُ بِالِاتِّفَاقِ، وَقَدْ قَالَ فِي الْحَدِيثِ: يُرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا، وَمَعْلُومٌ قَطْعًا أَنَّ خِطْبَةَ ابْنَةِ أَبِي جَهْلٍ عَلَيْهَا رَابَهَا وَآذَاهَا، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَابَهُ ذٰلِكَ وَآذَاهُ، فَإِنْ كَانَ هٰذَا وَعِيدًا لَّاحِقًا بِفَاعِلِهِ، لَزِمَ أَنْ يَّلْحَقَ هٰذَا الْوَعِيدُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ وَعِيدًا لَّاحِقًا بِفَاعِلِهِ، كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَبْعَدَ عَنِ الْوَعِيدِ مِنْ عَلِيٍّ.

''اس فرمانِ نبوی کا سبب خود اسی حدیث میں موجود ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی اپنے نکاح میں لانا چاہتے تھے۔ حدیث میں بیان کردہ سبب کو اس سے جدا نہیں کیا جا سکتا، بلکہ حدیث کا سبب ورود کے ساتھ تعلق قائم رکھنا بالاتفاق واجب ہے۔ اس حدیث (کی ایک روایت) کے الفاظ ہیں: جو بات فاطمہ کو پریشان کرتی ہے، وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جس بات سے فاطمہ کو تکلیف پہنچے، وہ میرے لئے بھی رنج والم کا باعث ہے۔ یہ بات قطعی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تکلیف محض اس لئے پہنچی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا۔ اگر یہ وعید (ایسی) ایذا دینے والے کو لاحق ہو سکتی ہے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اس وعید کی لپیٹ میں آنا ضروری ہے اور اگر اس کا احتمال نہیں، تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نسبت اس وعید سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ دور ہیں۔" (منهاج السنة : 251/4)

اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان کرنے کی بنا پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حدیث میں بیان کردہ وعید کا مصداق ٹھہرتے ہیں، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ جو وجہ ارشاد ہوئے، اس وعید کے زیادہ مستحق ہیں، حقیقت یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی اس کا مستحق نہیں، بلکہ یہ ہٹ دھرمی ہے کہ مسئلہ فدک میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر کبار صحابہ کرام کو ملامت کیا جائے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْهِجْرَانُ، وَالْحَالَةُ هٰذِهٖ، فَتَحَ عَلٰى فِرْقَةِ الرَّافِضَةِ شَرًّا عَرِيضًا، وَجَهْلًا طَوِيلًا، وَأَدْخَلُوا أَنْفُسَهُمْ بِسَبَبِهٖ فِيمَا لَا يَعْنِيهِمْ، وَلَوْ تَفَهَّمُوا الْأُمُورَ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ لِيَعْرِفُوا لِلصِّدِّيقِ فَضْلَهٗ، وَقَبِلُوا مِنْهُ عُذْرَهُ الَّذِي يَجِبُ عَلٰى كُلِّ أَحَدٍ قَبُولُهٗ، وَلٰكِنَّهُمْ طَائِفَةٌ مَّخْذُولَةٌ، وَفِرْقَةٌ مَّرْذُولَةٌ، يَتَمَسَّكُونَ بِالْمُتَشَابِهِ، وَيَتْرُكُونَ الْأُمُورَ الْمُحْكَمَةَ الْمُقَدَّرَةَ عِنْدَ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَبَرِينَ فِي سَائِرِ الْأَعْصَارِ وَالْأَمْصَارِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ أَجْمَعِينَ .

"اس ناراضی پر روافض نے بڑا شور بپا کیا، کمال نادانی کا ثبوت دیا اور لایعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحثوں میں اُلجھے رہے۔ یہ لوگ حقیقت سمجھنے کی کوشش کرتے، تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اعتراف کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کی بجا معذرت قبول کرتے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ دلیل قبول کرنا ہر ایک پر ضروری تھا، لیکن کیا کیا جائے، یہ ایسا رسوا اور ذلیل گروہ ہے، جو متشابہ اور لوچ لچر دلائل سے استدلال کرتا ہے، جبکہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ہر دور ہر ملک اور ہر شہر کے ذی قدر علما کے یہاں مسلم امور کی مخالفت کرتا ہے۔ مولیٰ کریم ان تمام معززین سے خوب راضی ہو۔''

(البداية والنّهاية : 308/5)

یہ روایات بھی ملاحظہ فرمائیں:

❀ ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ، يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ، فَقُلْتُ لَهُنَّ : أَلَا تَتَّقِينَ اللّٰهَ؟ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ : لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، [يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ] إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ، فَانْتَهٰى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ، قَالَ : فَكَانَتْ هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ، مَنَعَهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ، كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا، ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ، وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا.

"ازواج رسول ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جناب ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بھیجا، درخواست کی کہ رسول ﷺ اللہ کو اللہ کی طرف سے جو مال بطورِ فَے ملا تھا، انہیں اس سے حصہ دیا جائے، میں نے انہیں روکا، کہا: آپ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ "ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا، ہم جو چھوڑ جائیں، صدقہ ہوتا ہے؟ البتہ آلِ محمد ﷺ کو اس جائیداد سے تاحیات بقدر ضرورت ملتا رہے گا۔" میں نے یہ حدیث ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو سنائی، تو انہوں نے ارادہ بدل لیا۔ راوی حدیث عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس صدقے کا انتظام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں بھی رہا۔ انہوں نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اس کے احکام میں شریک نہیں کیا، اس کا انتظام خود کیا۔ اس کے بعد یہ صدقہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے زیر انتظام آیا، پھر سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے انتظام میں آیا، پھر امام علی بن حسین رحمہ اللہ اور امام حسن بن حسن رحمہ اللہ کی نگرانی میں رہا۔ وہ اسے استعمال کرتے تھے۔ پھر یہ مال امام زید بن حسن رحمہ اللہ کے پاس آ گیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صدقہ ہو گیا تھا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 4034)

علامہ، ابن بطال رحمہ اللہ (م:449ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَوَى الطَّبَرِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ : أَرَأَيْتَ عَلِيًّا حِينَ وَلِيَ الْعِرَاقَ، وَمَا كَانَ بِيَدِهِ مِنْ سُلْطَانِهِ، كَيْفَ صَنَعَ فِي سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى؟ قَالَ : سَلَكَ بِهِ، وَاللّٰهِ! طَرِيقَ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ .

"ابو اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے پوچھا: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق کے حکمران بنے اور حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ آئی، تو انہوں نے اہل بیت کے حصے کس طرح تقسیم کیے؟ امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہی کے نقش قدم پر چلے۔"

(شرح صحيح البخاري : 265/5، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ، ابو العباس، قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا لَّمَّا وَلِيَ الْخِلَافَةَ لَمْ يُغَيِّرْهَا عَمَّا عُمِلَ فِيهَا فِي عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ، وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لِتَمَلُّكِهَا، وَلَا لِقِسْمَةِ شَيْءٍ مِّنْهَا، بَلْ كَانَ يَصْرِفُهَا فِي الْوُجُوهِ الَّتِي كَانَ مَنْ قَبْلَهُ يَصْرِفُهَا فِيهَا، ثُمَّ كَانَتْ بِيَدِ حَسَنِ ابْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلِيّ، ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، ثُمَّ بِيَدِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ، ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ، ثُمَّ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ، ثُمَّ تَوَلَّاهَا بَنُو الْعَبَّاسِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ الْبُرْقَانِيُّ فِي صَحِيحِهِ، وَهٰؤُلَاءِ كُبَرَاءُ أَهْلِ الْبَيْتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهُمْ مُّعْتَمَدُ الشِّيعَةِ وَأَئِمَّتُهُمْ، لَمْ يُرْوَ عَنْ وَّاحِدٍ مِّنْهُمْ أَنَّهُ تَمَلَّكَهَا، وَلَا وَرِثَهَا، وَلَا وُرِّثَتْ عَنْهُ، فَلَوْ كَانَ مَا يَقُولُهُ الشِّيعَةُ حَقًّا لَّأَخَذَهَا عَلِيٌّ، أَوْ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، لَمَّا ظَفِرُوا بِهَا، وَلَمْ، فَلَا.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالا، تو سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں جاری کسی نظام میں تبدیلی نہیں کی، اس کی ملکیت میں کوئی تعرض نہیں کیا، نہ ہی اس کی جائیداد تقسیم کی، بلکہ جو املاک خلافت پہلے سے چلے آرہے تھے، انہی میں خرچ کیا۔ اس کے بعد خلافت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ منتقل ہوئی، پھر ترتیب وار حسین بن علی رضی اللہ عنہما، علی بن حسین رحمہ اللہ، حسین بن حسن رحمہ اللہ، زید بن حسن رحمہ اللہ، عبداللہ بن حسن رحمہ اللہ اور آلِ عباس کے ہاتھ میں رہی، جیسا کہ ابو بکر برقانی رحمہ اللہ کا بیان ہے۔ یہ سب اہل بیت کے بزرگ حکمران ہیں، یہ شیعہ اور ائمہ شیعہ کے نزدیک سب سے زیادہ معتمد ہیں، ان میں کسی ایک سے بھی روایت نہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ اپنی وراثت یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملکیت سمجھا ہو، لہٰذا اگر شیعہ کا دعویٰ سچ ہے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا ان کے اہلِ بیت میں سے کسی کو اپنا حق ضرور لینا چاہئے تھا، کیونکہ اب حکومت انہیں کے ہاتھ تھی، اگر ایسا نہیں کیا، تو غصب کا دعویٰ درست نہیں۔“

(المُفهِم لِمَا أشكَلَ مِن تلخيص صحيح مسلم : 564/3)

❁ سیدنا مالک بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَجِئْتُهُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ، قَالَ : فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِهِ جَالِسًا عَلٰى سَرِيرٍ مُّفْضِيًا إِلٰى رُمَالِهِ، مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ، فَقَالَ لِي : يَا مَالُ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِّنْ قَوْمِكَ، وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ، فَخُذْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ، قَالَ : قُلْتُ : لَوْ أَمَرْتَ بِهٰذَا غَيْرِي ! قَالَ : خُذْهُ يَا مَالُ ! قَالَ : فَجَاءَ يَرْفَا، فَقَالَ : هَلْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي عُثْمَانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدٍ؟ فَقَالَ عُمَرُ : نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ : هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ، وَعَلِيٍّ؟ قَالَ : نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ، فَقَالَ الْقَوْمُ : أَجَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَأَرِحْهُمْ، فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدَّمُوهُمْ لِذٰلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدَا، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ، قَالَا: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَزَّ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَاصَّةٍ، لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ: ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ﴾(الحشر: 7)، مَا أَدْرِي هَلْ قَرَأَ الْآيَةَ الَّتِي قَبْلَهَا أَمْ لَا، قَالَ: فَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَكُمْ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَاللّٰهِ! مَا اسْتَأْثَرَ عَلَيْكُمْ، وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ، حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْهُ نَفَقَةَ سَنَةٍ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ ذٰلِكَ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ نَشَدَ عَبَّاسًا، وَعَلِيًّا، بِمِثْلِ مَا نَشَدَ بِهِ الْقَوْمَ، أَتَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُمَا تَطْلُبُ مِيرَاثَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ، فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَأَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ، فَرَأَيْتُمَانِي كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، فَوَلِيتُهَا، ثُمَّ جِئْتَنِي أَنْتَ وَهٰذَا، وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ، وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ أَنْ تَعْمَلَا فِيهَا بِالَّذِي كَانَ يَعْمَلُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذْتُمَاهَا بِذٰلِكَ، قَالَ: أَكَذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا، وَلَا وَاللّٰهِ! لَا أَقْضِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ .

”دن چڑھے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میری طرف قاصد بھیجا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سے ملاقات ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ کھجور کی چھال سے تیار کردہ ایک چارپائی پر چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: آپ کے خاندان سے کچھ افراد آئے ہیں، میں نے ان کے لئے کچھ مال رکھا ہے، لے جائیں اور ان میں تقسیم کر دیں۔ عرض کیا: یہ ذمہ داری کسی اور کو سونپ دیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مالک! اسے پکڑیے۔ اسی دوران ان کا دربان یرفا آیا اور عرض کیا: امیر المومنین! آپ کی خدمت میں سیدنا عثمان، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف، سیدنا زبیر اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم حاضر ہونا چاہتے ہیں؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ سب تشریف لائے۔ یرفا دوبارہ آیا اور عرض کیا: آپ کی خدمت میں سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اجازت دی۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے اور اس جھوٹے، خائن، گناہگار اور دھوکے باز کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ آنے والوں نے بھی عرض کیا کہ آپ ان کا فیصلہ فرما دیں تاکہ دونوں سکھ کا سانس لیں۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں سیدنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کو انھوں نے ہی بھیجا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذرا نرمی اختیار کیجیے، پھر فرمایا: میں تمھیں اس ذات کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان جانتے ہیں: ہماری (انبیا کی) وراثت نہیں ہوتی، جو ہم چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے؟ سب نے کہا: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی و سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان آپ کے علم میں ہے: ''ہماری (انبیا کی) وراثت نہیں ہوتی، ہمارا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہوتا ہے۔'' انھوں نے اس کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (میں آپ کو مالِ فَے کی تفصیل بتاتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض معاملات میں خصوصیت عطا فرمائی ہے، جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ﴾ (الحشر: 7) ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بستیوں سے جو مال دلوایا ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔''

مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلی آیت بھی آپ نے تلاوت کی تھی یا نہیں، مجھے یاد نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے مال آپ میں تقسیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرما دیے۔ آپ ﷺ نے کوئی مال اپنے لیے خاص نہیں کیا، اللہ کی قسم! خود کو ترجیح نہیں دی۔ آپ کو ہی دیا اور آپ ہی پر خرچ کیا، یہاں تک کہ مال بچ گیا۔ نبی کریم ﷺ اس سے گھر کے سالانہ اخراجات پورے فرما کر باقی ماندہ بیت المال میں جمع فرما دیتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ آنے والوں سے فرمایا: آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے؟ سب نے ہاں میں جواب دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے بھی یہی سوال کیا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دنیا سے بلا لیا۔ ان کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں۔ آپ ان کے پاس آئے اور ایک (عباس رضی اللہ عنہ) اپنے بھتیجے کی اور یہ دوسرا (علی رضی اللہ عنہ) اپنی زوجہ کے والد کی طرف سے ملنے والی وراثت لینے ان کے پاس گئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہماری (انبیا کی) وراثت نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہو جاتا ہے''، لیکن آپ دونوں نے انہیں جھوٹا، گناہگار، دھوکے باز اور خائن سمجھا، حالانکہ اللہ جانتا ہے، وہ اس معاملے میں سچے، مخلص اور برحق تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ ان کے بعد میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جانشین بنا۔ آپ نے مجھے بھی جھوٹا، گناہگار، دھوکے باز اور خائن سمجھا، حالانکہ اللہ جانتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اس میں سچا، مخلص اور برحق ہوں۔ یہ مال میرے تصرف میں آ گیا۔ پھر آپ میرے پاس آئے۔ آپ کا ایک ہی دعویٰ تھا۔ آپ دونوں نے مجھ سے اس مال کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا: اگر آپ چاہو، تو میں یہ مال آپ کو اس شرط پر دے سکتا ہوں کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے نام پر عہد و پیمان دیں کہ اس مال کا تصرف اسی طریقے کے مطابق کریں گے، جو نبی اکرم ﷺ اس کے بارے میں اختیار کرتے تھے۔ آپ نے اسی شرط پر وہ مال لے لیا۔ کیا بات ایسے ہی ہے؟ دونوں کہنے لگے: جی ہاں! اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب آپ مجھ سے اپنے مابین فیصلہ کروانے آ گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں آپ کے مابین قیامت تک اس سے ہٹ کر کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ ہاں! اگر آپ اس مال کے انتظام سے عاجز آ چکے ہیں، تو اسے واپس کر دیں، (میں اس کا انتظام خود کر لوں گا)۔"

(صحيح البخاري : 3094، صحيح مسلم : 1757، واللّفظ لهٗ)

علامہ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ عُمَرَ : جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي، وَكَلِمَتُكُمَا فِي وَاحِدَةٍ، جِئْتَ يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، وَجَاءَنِي هٰذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهٖ مِنْ أَبِيهَا، فِيهِ إِشْكَالٌ مَعَ إِعْلَامِ أَبِي بَكْرٍ لَّهُمْ قَبْلَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا نُورَثُ، وَجَوَابُهٗ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا طَلَبَ الْقِيَامَ وَحْدَهُ عَلَى ذٰلِكَ، وَيَحْتَجُّ هٰذَا بِقُرْبِهِ بِالْعُمُومَةِ، وَذٰلِكَ بِقُرْبِ امْرَأَتِهِ بِالنُّبُوَّةِ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّهُمَا طَلَبَا مَا عَلِمَا مَنْعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنَعَهُمَا مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، وَبَيَّنَ لَهُمَا دَلِيلَ الْمَنْعِ، وَاعْتَرَفَا لَهُ بِذٰلِكَ.

"سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے، دونوں کا ایک ہی دعویٰ تھا۔ عباس! آپ مجھ سے اپنے بھتیجے کے ترکہ سے حصہ مانگتے تھے اور یہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اپنی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ان کے والد گرامی کی وراثت سے۔ اس سے اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں پہلے ہی یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم "ہمارا (انبیا کا) کوئی وارث نہیں ہوتا۔" سنا دیا تھا، تو دوبارہ کیوں آئے؟ جواب یہ ہے کہ سیدنا علی و عباس رضی اللہ عنہما (وراثت مانگنے نہیں، بلکہ) اس پر نگرانی کا مطالبہ کرنے آئے تھے، ہر ایک کا مطالبہ تھا کہ مال فے کا نگران اسے بنایا جائے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے کی نسبت جتا رہے تھے، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نسبت دامادی۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس میراث کا مطالبہ کر رہے تھے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روکا تھا اور دونوں نے تسلیم کیا تھا۔"

(شرح صحیح مسلم: 74/12)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (773-852ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اس حدیث میں سخت اشکال ہے، یہاں صراحتا موجود ہے کہ سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما دونوں اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف تھے: ہم (انبیا) اپنی کوئی وراثت نہیں چھوڑتے۔ اگر انہوں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے وراثت کا مطالبہ کیوں کیا؟ اور اگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنی یا ان کے دور خلافت میں اس علم سے مستفید ہوئے تھے، تو انہوں نے بعد میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کا مطالبہ کیوں کیا؟ معاملات کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، مگر جو بات میری سمجھ میں آئی، وہ یہ ہے کہ جو حدیث اس سے قبل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں گزری ہے، اسی پر اسے محمول کیا جائے گا، یعنی سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہم تینوں یہ نظریہ رکھتے تھے کہ «لَا نُورَثُ» والی حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ورثا کو استثنا حاصل ہے، بعض کو نہیں۔ اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی طرف منسوب کیا تھا کہ وہ اپنے سے اختلاف کرنے والے کو ظالم خیال کرتے ہیں۔

رہا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیش آنے والا تنازع، تو اس حوالے سے اسماعیل قاضی رحمہ اللہ سنن دارقطنی کی روایت سے دلیل لیتے ہیں کہ ان کا تنازع میراث میں نہیں تھا، یہ جھگڑا صرف فدک وغیرہ کے مال کی نگرانی و تصرف کے بارے میں تھا، البتہ امام نسائی رحمہ اللہ اور عمر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن شبہ رحمہ اللہ نے ابوالبختری سے ایک روایت نقل کی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مال کو بطور وراثت اپنے درمیان تقسیم کرنے کے خواہاں تھے۔ اس حدیث کے آخر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ ابھی آپ میرے پاس جھگڑا لے آئے ہیں، یہ (سیدنا عباس رضی اللہ عنہ) بھتیجے کی میراث سے حق مانگتے ہیں اور یہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اپنی زوجہ محترمہ کے حق مانگتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں یہ مال صرف اسی قاعدے سے تقسیم کروں گا، جسے آپ اس سے قبل تسلیم کر چکے ہیں، اس پر صرف آپ نگران ہوں گے۔ (یہ روایت انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے، ابوالبختری کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔) امام نسائی رحمہ اللہ (4148: وسندہ صحیح) نے عکرمہ بن خالد کے ایک دوسرے طریق سے بھی اسی طرح کی بات نقل کی ہے۔ سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے۔ وہ دونوں یہ چاہتے تھے کہ ان کے لئے مال کی نگرانی تقسیم کر دی جائے، جو زمین جس کے حصے میں آئے، وہ اس پر نظر رکھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے روک دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ اس مال پر تقسیم کا لفظ نہ بولا جائے، سو انہوں نے ایسا نہ کرنے کی قسم اٹھائی۔ اکثر شارحین نے اتنی بات پر اکتفا کیا ہے اور اسی کو نگاہِ تحسین سے دیکھا ہے، مگر یہ گزشتہ بات محل نظر ہے، جیسا کہ بیان ہو چکا۔ اس سے بھی قابل تعجب بات حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ اور حافظ نووی رحمہ اللہ کی ہے کہ سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہی مطالبہ کیا تھا، حالانکہ حدیث کے سیاق سے واضح ہے کہ وہ دونوں ہر مرتبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی چیز کا مطالبہ لے کر آئے تھے۔ مگر حافظ ابن الجوزی اور حافظ نووی رحمہ اللہ کی طرف سے یہ عذر مانا جا سکتا ہے کہ انہوں نے شرح کرتے ہوئے صرف صحیح مسلم کے الفاظ مدنظر رکھے تھے اور صحیح بخاری کے الفاظ کی طرف توجہ نہیں کی، واللہ اعلم! رہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ عباس! آپ نے میرے پاس آ کر بھتیجے کی میراث سے حصے کا مطالبہ کیا تھا، تو اس قول سے ان کی مراد صرف میراث کی تقسیم کا بیان تھا کہ اگر یہ واقعی میراث ہے، تو اسے کیسے تقسیم کیا جائے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد ان دونوں صحابہ کی گفتگو کی تحقیر نہیں تھا۔ امامی نے اس روایت میں کچھ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں، جنہیں عمر بن شبہ نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، اس روایت کے آخری الفاظ ہیں: آپ دونوں اپنے معاملے کی اصلاح کر لیں، ورنہ اللہ کی قسم! دوبارہ یہ مال آپ کے پاس نہیں آئے گا، اس پر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے اور اپنے تنازع کو ختم کر دیا۔ اس مال کو بطور صدقہ ہی جاری رکھا گیا۔ اس روایت کے آخر میں راوی شعیب نے یہ الفاظ زائد بیان کیے ہیں: ابن شہاب کا کہنا ہے کہ میں نے عروہ رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی، تو انہوں نے فرمایا: سیدنا مالک بن اوس رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا ہے، میں نے خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا، پھر انہوں نے حدیث کا پورا قصہ بیان کیا۔ عروہ نے کہا: یہی وہ صدقہ ہے، جس کا انتظام پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اس میں شریک نہیں کیا تھا اور وہ اس معاملے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ پر غالب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے۔اس کے بعد یہ صدقہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے انتظام میں آ گیا، پھر سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے انتظام میں آ گیا، پھر امام علی بن حسین رحمہ اللہ پھر امام حسن بن حسن رحمہ اللہ اور پھر امام زید بن حسن رحمہ اللہ کے انتظام میں آ گیا اور یہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تھا۔امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے معمر کے واسطے سے زہری سے اسی طرح روایت کی ہے، البتہ آخر میں یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں کہ معمر نے کہا: پھر وہ مال عبداللہ بن حسن رحمہ اللہ کے انتظام میں آ گیا، یہاں تک کہ بنوعباس اس کے والی بن گئے۔ اسماعیل قاضی رحمہ اللہ نے یہ الفاظ بڑھائے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس سے اعراض کیا تھا۔عمر بن شبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوغسان محمد بن یحییٰ مدنی کو کہتے سنا: اس وقت مذکورہ صدقہ کا انتظام خلیفہ وقت کے پاس ہے، وہ اسی کے سپرد کر دیتا ہے، جس کے قبضہ میں سابقہ حکمران کے دور میں تھا، وہ شخص شہر کے ضرورت مندوں میں تقسیم کرتا ہے۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ یہ نظام دوصدیوں تک چلتا رہا، پھر اس میں تبدیلی آ گئی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 207/6)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِّينَا أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا احْتَجَّتْ أَوَّلًا بِالْقِيَاسِ وَبِالْعُمُومِ فِي الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ، فَأَجَابَهَا الصِّدِّيقُ بِالنَّصِّ عَلَى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْخُصُوصِ بِالْمَنْعِ فِي حَقِّ النَّبِيِّ، وَأَنَّهَا سَلَّمَتْ لَهُ مَا قَالَ، وَهٰذَا هُوَ الْمَظْنُونُ بِهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

''روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اولاً آیت کریمہ کے عموم سے قیاس کرتے ہوئے اسے دلیل بنایا تھا، لیکن جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے واضح نص سے اس کا جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کے بارے میں تقسیم نہ ہونے کا حکم خاص ہے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیا۔ جگر گوشۂ رسول سے یہی امید رکھی جا سکتی تھی۔''

(البداية والنّهاية : 309/5)

① سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ﴾(بني إسرائيل : 26)
دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فَأَعْطَاهَا فَدَكَ .

''جب آیت (بنی اسرائیل : ۱۷:۲۶) نازل ہوئی کہ اپنے عزیز و اقارب کو ان کا حق دیجیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر باغِ فدک دے دیا۔'' (مسند البزّار (كشف الأستار) : 2223)

لیکن یہ روایت باطل ہے۔

عطیہ عوفی کو جمہور محدثین کرام نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(تهذيب الأسماء واللّغات للنّووي : 48/1، طرح التّثريب لابن العراقي : 42/3، مجمع الزّوائد للهيثمي : 412/1، البدر المنير لابن الملقّن : 463/7، عمدة القاري للعيني : 250/6)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسے امام یحییٰ بن سعید قطان، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعہ رازی، امام نسائی، امام ابن عدی، امام دارقطنی، امام ابن حبان اور علامہ جوزجانی وغیرہم رحمہم اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہو گیا تھا، حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَّا عَطِيَّةُ، فَاجْتَمَعُوا عَلٰى تَضْعِيفِهِ.

''عطیہ عوفی کے ضعیف ہونے پر محدثین کرام نے اتفاق کر لیا ہے۔''

(الموضوعات: 386/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مُجْمَعٌ عَلٰى ضُعْفِهِ.

''اس کے ضعف پر محدثین کا اجماع ہے۔'' (المغني في الضّعفاء: 62/2)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِإِجْمَاعِهِمْ.

''یہ باتفاقِ محدثین ضعیف ہے۔'' (البدر المنير: 313/5)

یہ تدلیس کی بری قسم میں ملوث تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحِفْظِ، مَشْهُورٌ بِالتَّدْلِيسِ الْقَبِيحِ.

''یہ کمزور حافظے والا تھا اور بری تدلیس کے ساتھ مشہور تھا۔''

(طبقات المدلّسین، ص: 50)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ زیر بحث روایت کے بارے لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا بَاطِلٌ، وَلَوْ كَانَ وَقَعَ ذٰلِكَ لَمَا جَاءَ تْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَطْلُبُ شَيْئًا، هُوَ فِي حَوْزِهَا وَمِلْكِهَا .

”یہ روایت باطل ہے، اگر واقعی ایسا ہوتا، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کا مطالبہ کرنے نہ آتیں، جو پہلے ہی ان کی ملکیت اور قبضہ میں تھی۔“

(میزان الاعتدال : 3/135)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مُشْكَلٌ لَوْ صَحَّ إِسْنَادُهٗ، لِأَنَّ الْآيَةَ مَكِّيَّةٌ، وَفَدَكُ إِنَّمَا فُتِحَتْ مَعَ خَيْبَرَ سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ، فَكَيْفَ يَلْتَئِمُ هٰذَا مَعَ هٰذَا؟

”اگر اس کی سند صحیح ہو، تو بھی اس میں اشکال ہے، کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور فدک تو سات ہجری میں خیبر کے ساتھ فتح ہوا۔ بھلا اس آیت کو واقعہ فدک کے ساتھ کیسے ملایا جا سکتا ہے؟“

(تفسیر ابن کثیر : 5/69، بتحقیق الدکتور سلامۃ)

② خلیفہ ثانی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ مَّعَهَا عَلِيٌّ، فَقَالَتْ : مِيرَاثِي مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ أَبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

: أَمِنَ الرِّثَّةِ أَوْ مِنَ الْعُقَدِ؟ قَالَتْ : فَدَكُ وَخَيْبَرُ وَصَدَقَاتُهُ بِالْمَدِينَةِ أَرِثُهَا، كَمَا يَرِثُكَ بَنَاتُكَ إِذَا مِتَّ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَبُوكِ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنِّي، وَأَنْتِ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ بَنَاتِي، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، يَعْنِي هٰذِهِ الْأَمْوَالَ الْقَائِمَةَ، فَتَعْلَمِينَ أَنَّ أَبَاكِ أَعْطَاكِهَا، فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ قُلْتِ : نَعَمْ، لَأَقْبَلَنَّ قَوْلَكِ وَلَأُصَدِّقَنَّكِ، قَالَتْ : جَائَتْنِي أُمُّ أَيْمَنَ، فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهُ أَعْطَانِي فَدَكَ، قَالَ : فَسَمِعْتِهِ يَقُولُ : هِيَ لَكِ؟ فَإِذَا قُلْتِ : قَدْ سَمِعْتُهُ، فَهِيَ لَكِ، فَأَنَا أُصَدِّقُكِ، وَأَقْبَلُ قَوْلَكِ، قَالَتْ : قَدْ أَخْبَرْتُكَ مَا عِنْدِي .

”جس دن رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے ، اسی دن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ دوسرا دن ہوا، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے والد رسول اللہ ﷺ کی میراث مجھے دی جائے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اسباب خانہ داری سے یا جائیداد سے؟ سیدہ نے کہا: میں فدک، خیبر اور صدقات مدینہ کی اسی طرح وارث ہوں، جس طرح وفات کے بعد آپ کی بیٹیاں آپ کی وارث ہوں گی۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ کے والد مجھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے بہتر تھے اور اللہ کی قسم! آپ میری بیٹیوں سے بہتر ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہم (انبیا) کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' آپ کی مراد یہی اموال موجودہ تھے۔ آپ کو یقین ہے کہ آپ کے والد ﷺ نے یہ اموال آپ کو دے دیے ہیں؟ اللہ کی قسم! اگر آپ ہاں کہہ دیں، تو میں آپ کی تصدیق کروں گا۔ سیدہ نے کہا: میرے پاس سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک مجھے دے دیا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فدک آپ کے لئے ہے۔ اگر آپ یہ کہہ دیں، تو میں آپ رضی اللہ عنہا کی تصدیق کروں گا اور آپ کی بات مان لوں گا اور آپ کو یہ حصہ دے دوں گا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جو دلیل میرے پاس تھی، اس سے میں نے آپ کو آگاہ کر دیا ہے۔''

(الطّبقات الکبرٰی لابن سعد: 241/2)

جھوٹ کا پلندہ ہے، جسے محمد بن عمر واقدی ''کذاب و متروک'' نے جمع کیا ہے۔

③ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا * يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾

(مریم: 5-6).

''(زکریا علیہ السلام نے دُعا کی: اے میرے ربّ) مجھے اپنی جناب سے اولاد عطا فرما، جو میری اور آلِ یعقوب کی وارث بنے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾(النمل : 16)

''سلیمان علیہ السلام، داود علیہ السلام کے وارث بنے۔''

ان دونوں مقامات پر انبیا کرام کی وراثت سے مراد مال و جائیداد نہیں، بلکہ علم نبوت اور حکمت ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:

﴿يَرِثُنِي﴾ عَلٰى مِيرَاثِ النُّبُوَّةِ، وَلِهٰذَا قَالَ : ﴿وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾(مريم : 4)، كَمَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾(النمل : 16)، أَيْ فِي النُّبُوَّةِ، إِذْ لَوْ كَانَ فِي الْمَالِ لَمَا خَصَّهُ مِنْ بَيْنِ إِخْوَتِهٖ بِذٰلِكَ، وَلَمَا كَانَ فِي الْإِخْبَارِ بِذٰلِكَ كَبِيرُ فَائِدَةٍ، إِذْ مِنَ الْمَعْلُومِ الْمُسْتَقِرِّ فِي جَمِيعِ الشَّرَائِعِ وَالْمِلَلِ أَنَّ الْوَلَدَ يَرِثُ أَبَاهُ، فَلَوْلَا أَنَّهَا وِرَاثَةٌ خَاصَّةٌ لَّمَا أَخْبَرَ بِهَا، وَكُلُّ هٰذَا يُقَرِّرُهٗ وَيُثْبِتُهٗ مَا صَحَّ فِي الْحَدِيثِ .

''﴿يَرِثُنِي﴾ سے مراد میراث نبوت ہے، اسی لیے فرمایا گیا: ﴿وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾ (مريم : ٤)''وہ میرا اور آلِ یعقوب کا وارث بنے۔'' جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ (النمل : 16)''سلیمان علیہ السلام، داود علیہ السلام کے وارث بنے۔'' یہاں بھی نبوت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں وارث بننا مراد ہے۔ اگر اس سے مالی وراثت مراد ہوتی، تو سیدنا زکریا علیہ السلام انہیں ان کے بھائیوں میں سے کیوں خاص کرتے؟ نیز مالی وراثت کی بات بتانا کوئی بڑا فائدہ نہ تھا، جبکہ تمام شریعتوں اور مذہبوں میں مسلسل یہ ریت چلی آ رہی ہے کہ باپ کی میراث میں اولاد وارث ہوتی ہے۔ اگر یہ میراث خاص نہ ہوتی، تو اس کی خبر دینے کی ضرورت کیا تھی؟ احادیث صحیحہ یہی پتہ دیتی ہیں۔"

(تفسیر ابن کثیر : 213/5، بتحقیق الدکتور سلامة)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"اسی موقف کو امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں اختیار کیا ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر : 213/5، بتحقیق الدکتور سلامة)

الحاصل:

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ انبیائے کرام کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، بلکہ جو مال ومتاع وہ چھوڑ کر جائیں، وہ صدقہ ہو جاتا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغِ فدک کو بطورِ وراثت تقسیم کرنے سے صرف اس لیے انکار کیا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہوا تھا "انبیا کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔" سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مطالبے پر انہوں نے یہی حدیث پیش فرمائی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے باغِ فدک کا بطورِ وراثت مطالبہ ان کی اجتہادی خطا تھی۔ اہل بیت میں سے کسی نے بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس وجہ سے ملامت نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا، نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں فدک کو بطورِ وراثت تقسیم کیا۔

لہٰذا فدک کے معاملے کو بنیاد بنا کر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو غاصب قرار دینا عقلاً یا نقلاً کسی طرح بھی درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محبت صحابہ پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولودِ کعبہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مولودِ کعبہ ہونا ثابت نہیں۔ اس پر علمی وتحقیقی تبصرہ ملاحظہ ہو:

① ام عارہ بنت عبادہ سے منسوب ہے:

''میں ایک دن عرب خواتین کے پاس تھی کہ ابوطالب مغموم و پریشان تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: ابوطالب! کیا ہوا؟ کہنے لگے: فاطمہ بنت اسد سخت دردِ زِہ میں مبتلا ہیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔ اسی اثنا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: چچا جان! کیا مسئلہ ہے؟ کہا: فاطمہ بنت اسد دردِ زِہ میں ہیں۔ انہیں کعبہ میں بٹھا دیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر بیٹھ جائیے۔ انہوں نے ایک خوش رو، نظیف اور حسین ترین بچہ جنم دیا۔ ابوطالب نے اس کا نام علی رکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بچہ اٹھا کر گھر لے آئے۔''

(مناقب عليّ بن أبي طالب لابن المَغازلي، الرقم: 3)

جھوٹی روایت ہے:

① ابوطاہر یحییٰ بن حسن علوی کون ہے؟ کوئی پتہ نہیں۔

② محمد بن سعید دارمی کی توثیق درکار ہے!

③ زیدہ بنت قریبہ کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ ان کی ماں ام العارہ بنت عبادہ کون ہے؟ معلوم نہیں۔

مجہول در مجہول رواۃ کی بیان کردہ روایت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''خانہ کعبہ میں سب سے پہلے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور بنو ہاشم میں سب سے پہلے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی۔''

(أخبار مكّة للفاكهي: 198/3، الرقم: 2018)

سند ''ضعیف'' ہے،

① فاکہی رحمہ اللہ کے استاذ ابراہیم بن ابو یوسف کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔ شریعت نے ہمیں ثقہ اور معتبر راویوں کی روایات کا مکلّف ٹھہرایا ہے، نہ کہ مجہول اور غیر معتبر راویوں کے بیان کردہ قصے کہانیوں کا۔

② صاحب کتاب فاکہی رحمہ اللہ کا ترجمہ نہیں ملا۔

تنبیہ: امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک: 384/3) فرماتے ہیں کہ متواتر (مشہور) ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مولود کعبہ ہیں۔

رہی مؤرخین کی تصریحات، تو وہ بھی اس کے بالکل خلاف ہیں، سبھی کہتے ہیں کہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ پہلے اور آخری مولودِ کعبہ ہیں۔

لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مولودِ کعبہ ہونا کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں۔ اس بارے میں کوئی صحیح و صریح روایت ذخیرۂ حدیث میں موجود نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امِ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح

خلیفۃ المسلمین، داماد رسولِ امین، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے ہونے والی بیٹی سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح امیر المومنین، خلیفہ راشد، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا۔ یہ تواتر اور اجماع کی حد تک ثابت ہے۔ اہل سنت اور شیعہ کا اس پر اتفاق ہے، بلکہ شیعہ اکابرین نے اس کا ذکر اپنی کتب میں کیا ہے:

شیعہ مورّخ، احمد بن یعقوب نے ۱۷ھ میں خلافتِ فاروقی کے احوال میں لکھا ہے:

فِي هٰذِهِ السَّنَةِ خَطَبَ عُمَرُ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ، وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ : إِنَّهَا صَغِيرَةٌ، فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ : كُلُّ نَسَبٍ وَّسَبَبٍ يَّنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي وَصِهْرِي، فَأَرَدْتُ أَنْ يَّكُونَ لِي سَبَبٌ وَّصِهْرٌ بِرَسُولِ اللّٰهِ، فَتَزَوَّجَهَا وَأَمْهَرَهَا عَشْرَةَ آلَافِ دِينَارٍ .

''اسی سال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے لئے پیغامِ نکاح بھیجا۔ یاد رہے کہ ام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی لخت جگر تھیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: امِ کلثوم عمر میں چھوٹی ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: روزِ قیامت تمام نسب اور سبب منقطع ہو جائیں گے، سوائے میرے تعلق، نسب اور سسرالی رشتہ کے۔ میری خواہش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق اور سسرالی رشتہ ہو۔ اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ دس ہزار دینار حق مہر کے عوض اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی۔'' (تاریخ اليعقوبي: 2/149، 150)

ابو جعفر محمد بن یعقوب کُلینی نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا: جس کا خاوند فوت ہو جائے، وہ عدت کہاں گزارے؟ خاوند ہی کے ہاں یا کہیں اور بھی؟ اس پر امام صاحب نے فرمایا: جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے، پھر فرمایا:

إِنَّ عَلِيًّا لَّمَّا مَاتَ عُمَرُ أَتٰى أُمَّ كُلْثُومٍ، فَأَخَذَ بِيَدِهَا، فَانْطَلَقَ بِهَا إِلٰى بَيْتِهٖ.

''جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کا ہاتھ تھام کر اسے گھر لے گئے۔''

(الكافي في الفروع، كتاب الطلاق: 6/115، 116)

طوسی شیعہ نے امام باقر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے:

مَاتَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ وَّابْنُهَا زَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فِي سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ، لَا يُدْرٰى أَيُّهُمَا هَلَكَ قَبْلُ، فَلَمْ يُورِثْ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخِرَةِ، وَصُلِّيَ عَلَيْهِمَا جَمِيعًا.

''سیدہ اِم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما اور ان کے بیٹے زید بن عمر بن خطاب بالکل ایک ہی وقت میں فوت ہوئے، یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ دونوں میں سے پہلے کون فوت ہوا، نہ دونوں میں سے کوئی دوسرے کا وارث بنا۔ دونوں کی نمازِ جنازہ بھی اکٹھی ادا کی گئی۔''

(تہذیب الأحکام، کتاب المیراث: 262/9)

سیدہ اِم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کو درجِ ذیل شیعہ علما نے بھی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے:

سید مرتضی (علم الھدیٰ) (الشّافي، ص : 166)، فخر شیعہ، ابن شہر آشوب (مناقب آل أبي طالب : 162/3، طبعة ممبئی، الھند)، شیعہ عالم اربلی (کشف الغمّة في معرفة الأئمّة، ص : 10، طبع إیران، القدیم)، ابن ابوالحدید (شرح نھج البلاغة : 124/3)، مقدس اردبیلی (حدیقة الشّیعة، ص : 277، طبعة طھران)، قاضی نور اللہ شوشتری ملقب بہ الشہید الثالث (مجالس المؤمنین، ص : 76، طبعة إیران) وغیرہم۔

اس نکاح سے شیعہ نے ہاشمیہ کے غیر ہاشمی سے نکاح پر جواز کا استدلال کیا ہے۔

شیعہ فقیہ حلی (م: 672ھ) نے لکھا ہے:

يَجُوزُ إِنْكَاحُ الْحُرَّةِ الْعَبْدَ، وَالْعَرَبِيَّةِ الْعَجَمِيَّ، وَالْهَاشِمِيَّةَ غَيْرَ الْهَاشِمِيِّ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آزاد عورت کا غلام مرد کے ساتھ، عربی عورت کا عجمی مرد کے ساتھ اور ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے۔“

(شرائع الإسلام في مسائل الحلال والحرام، كتاب النّكاح: 467/2)

اس کتاب کے شارح العاملی ملقب بہ الشہید الثانی نے لکھا ہے:

زَوَّجَ النَّبِيُّ ابْنَتَهٗ عُثْمَانَ، وَزَوَّجَ ابْنَتَهٗ زَيْنَبَ بِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَلَيْسَا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، وَكَذٰلِكَ زَوَّجَ عَلِيٌّ ابْنَتَهٗ أُمَّ كُلْثُومٍ مِّنْ عُمَرَ، وَتَزَوَّجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْحُسَيْنِ، وَتَزَوَّجَ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ أُخْتَهَا سَكِينَةَ، وَكُلُّهُمْ مِّنْ غَيْرِ بَنِي هَاشِمٍ.

”نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا، دوسری کا ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کیا۔ یہ دونوں افراد بنو ہاشم سے نہ تھے۔ اسی طرح علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی، عبداللہ بن عمرو بن عثمان کی شادی فاطمہ بنت حسین سے اور سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شادی ان (فاطمہ بنت حسین) کی بہن سکینہ سے ہوئی۔ یہ سب غیر ہاشمی تھے۔“

(مسالك الأفهام شرح شرائع الإسلام، باب لواحق العقد: 410/7)

مشہور معتزلی شیعہ، ابن ابی الحدید نے ایک روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَّهَ إِلٰى مَلِكِ الرُّومِ بَرِيدًا، فَاشْتَرَتْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أُمُّ كُلْثُومٍ امْرَأَةُ عُمَرَ طِيبًا بِدَنَانِيرَ، وَجَعَلَتْهُ فِي قَارُورَتَيْنِ، وَأَهْدَتْهُمَا إِلَى امْرَأَةِ مَلِكِ الرُّومِ، فَرَجَعَ الْبَرِيدُ إِلَيْهَا، وَمَعَهُ مِلْءُ الْقَارُورَتَيْنِ جَوَاهِرَ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا عُمَرُ، وَقَدْ صُبَّتِ الْجَوَاهِرُ فِي حِجْرِهَا، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ لَكِ هٰذَا؟ فَأَخْبَرَتْهُ، فَقَبَضَ عَلَيْهِ وَقَالَ: هٰذَا لِلْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ: كَيْفَ، وَهُوَ عِوَضُ هَدِيَّتِي؟ قَالَ: بَيْنِي وَبَيْنَكِ أَبُوكِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَكِ مِنْهُ بِقِيمَةِ دِينَارِكِ، وَالْبَاقِي لِلْمُسْلِمِينَ جُمْلَةً، لِأَنَّ بَرِيدَ الْمُسْلِمِينَ حَمَلَهُ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کی طرف قاصد بھیجا، آپ کی زوجہ سیدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا نے شاہ روم کی بیوی کے لئے خوشبو کا تحفہ بھیجا۔ قاصد واپس آیا، تو جواہرات کی بھری دو بوتلیں لایا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، تو ان کی گود میں جواہرات دیکھے۔ پوچھا: یہ جواہرات کہاں سے آئے؟ انہوں نے بتایا، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ جواہرات ان سے لے لئے اور فرمایا: یہ مسلمانوں کے لیے ہیں۔ سیدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو میرے بھیجے ہوئے ہدیے کے عوض آئے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اور آپ کے درمیان آپ کے والد فیصلہ کریں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی! تیرے دیناروں کی قیمت کے برابر جواہرات تجھے ملیں گے، باقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام مسلمانوں کے حصے میں آئیں گے، کیونکہ قاصد مسلمانوں ہی کا تھا۔"

(شرح نهج البلاغة : 4/575، طبعة بيروت، 1375ھ)

ہم نے یہ حوالہ جات معروف اہل حدیث عالم، شہیدِ اسلام، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی مایۂ ناز کتاب (الشيعة واهل البيت، ص : 106... 109) سے لیے ہیں۔

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔ جب شیعہ کو یہ بات تسلیم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا، تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تینوں خلفائے راشدین کے درمیان بے حد محبت اور گہرا تعلق تھا، وہ ایک دوسرے کے احترام میں رشتے ناطے تک قائم کرتے تھے اور ایک دوسرے کے حقوق کے پاسبان اور پاسدار تھے، تو شیعہ نے امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے ایک قول گھڑ لیا، ملاحظہ ہو:

إِنَّ ذٰلِكَ فَرْجٌ غُصِبْنَاهُ. "یہ رشتہ ہم سے چھین لیا گیا تھا۔"

(الكافي في الفروع : 2/141، طبعة الهند)

شیعہ اصولِ حدیث کے مطابق یہ قول "صحیح" ہے، البتہ اہل سنت کے اصولِ حدیث کی رو سے یہ قول جھوٹا اور مردود ہے۔

① علی بن ابراہیم بن ہاشم ابوالحسن قمی

② اس کا باپ ابراہیم بن ہاشم ابن الخلیل ابواسحاق قمی

③ محمد بن ابوعمیر

④ ہشام بن سالم

⑤ حماد بن عثمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑥ ابوالحسن زرارہ بن اعین الشیبانی

یہ سب ''مجہول'' ہیں۔

ان اشخاص کی توثیق نہیں مل سکی، ان میں سے بعض کے تو حالات زندگی ہی کا پتہ نہیں چل سکا۔ یہ نامعلوم جھوٹوں کی کارستانی ہے۔

شیعہ عالم مقدس اردبیلی نے لکھا ہے:

إِنَّ عَلِيًّا لَّمْ يَكُنْ يُرِيدُ أَنْ يُّزَوِّجَ ابْنَتَهٗ أُمَّ كُلْثُومٍ مِّنْ عُمَرَ، وَلٰكِنَّهٗ خَافَ مِنْهُ، فَوَكَّلَ عَمَّهٗ عَبَّاسًا لِّيُزَوِّجَهَا مِنْهُ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کریں، انہوں نے یہ نکاح ڈر کی وجہ سے کیا، چنانچہ یہ کام اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا کہ وہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردیں۔'' (حديقة الشيعة، ص: 277)

کیا ایسے لوگ اہل بیت اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خیر خواہ ہو سکتے ہیں؟ ایک جھوٹی کہانی گھڑ کر یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ (معاذ اللہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہایت بزدل تھے اور اپنے حقوق کے حصول میں اس قدر چشم پوشی سے کام لیتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کی عزت و عصمت تک چھین لی، مگر انہوں نے پوری زندگی زبان تک نہیں کھو لی۔ ایسی رسوائی والی باتوں سے ہم اللہ رب العزت کی پناہ میں آتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان باتوں سے بلند تھے۔ جس دل میں ذرہ برابر ایمان ہو، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ رسوا کن بات منسوب نہیں کرسکتا۔ ایک دن آنے والا ہے، جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت ایسوں کو اپنی گرفت میں لے گا، پھر کوئی انہیں چھڑا نہیں سکے گا۔

نکاح ام کلثوم پر اہل سنت کے دلائل بھی ملاحظہ ہوں۔

① سیدنا ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِّنْ نِّسَاءِ الْمَدِينَةِ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ، يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ، فَقَالَ عُمَرُ: أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ، وَأُمُّ سَلِيطٍ مِّنْ نِّسَاءِ الْأَنْصَارِ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ.

”سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں، تو ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ آپ کے پاس بیٹھے لوگوں میں سے کسی نے کہا: امیر المومنین! یہ چادر اپنی زوجہ محترمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی کو عنایت کر دیجیے، مراد سیدہ امِ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (میری بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مقابلہ میں) امِ سلیط رضی اللہ عنہا اس چادر کی زیادہ مستحق ہیں۔ وہ انصاریہ تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: یہ غزوۂ اُحد کے دن پانی کی مشکیں کمر پر لاد کے ہمارے پاس لاتی تھی۔“ (صحيح البخاري: 2725)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى عَلٰى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا، فَجَعَلَ الرِّجَالَ يَلُونَ الْإِمَامَ، وَالنِّسَاءَ يَلِينَ الْقِبْلَةَ، فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَّاحِدًا، وَوُضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَابْنٍ لَّهَا، يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ، وُضِعَا جَمِيعًا، وَالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، وَفِي النَّاسِ ابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ، وَأَبُو قَتَادَةَ، فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو میتوں پر اکٹھی نماز جنازہ ادا کی۔ مردوں کو امام کی جانب اور عورتوں کو قبلہ کی جانب رکھا اور سب کو ایک لائن میں رکھ دیا، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما اور ان کے بیٹے زید کو اکٹھا رکھا۔ اس روز امام سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، جبکہ جنازہ پڑھنے والوں میں سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ بچے کو امام کی جانب رکھا گیا۔''

(سنن النّسائي : 1980، سنن الدّارقطني : 79/2، 80، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 33/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۵۴۵) نے صحیح کہا ہے۔

اس کی سند کو حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذّب: ۲۲۴/۵) نے ''حسن''، جبکہ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : ۳۸۵/۵) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخيص

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الحبیر :۱۴۶/۲) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

③ شعبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ صَلَّى عَلَى أَخِيهِ، وَأُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومِ بِنْتِ عَلِيٍّ، فَجَعَلَ الْغُلَامَ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ، وَالْمَرْأَةَ فَوْقَ ذٰلِكَ.

''انہوں نے اپنے بھائی اور والدہ سیدہ امِ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھایا، انہوں نے بچہ امام کی جانب رکھا اور عورت اس سے آگے۔''

(مسند علي ابن الجعد : 574، وسندهٗ صحيحٌ)

④ امام شعبی رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں:

صَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى زَيْدِ بْنِ عُمَرَ، وَأُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومِ بِنْتِ عَلِيٍّ، فَجَعَلَ الرَّجُلَ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ، وَالْمَرْأَةَ مِنْ خَلْفِهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِمَا أَرْبَعًا، وَخَلْفَهُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی زید بن عمر اور والدہ سیدہ امِ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہوں نے بچہ امام کی جانب رکھا اور عورت اس سے آگے، چار تکبیروں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ ان کی اقتدا میں محمد بن حنفیہ، سیدنا حسین بن علی اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے نمازِ جنازہ ادا کی۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 38/4، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ عمار بن ابو عمار، مولیٰ بنو ہاشم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

شَهِدْتُهُمْ يَوْمَئِذٍ، وَصَلَّى عَلَيْهِمَا سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، وَكَانَ أَمِيرَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ، وَخَلْفَهُ ثَمَانُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''میں امِ کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے زید بن عمر کی نمازِ جنازہ میں شریک تھا۔ سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ ان دنوں گورنر تھے۔ ان کی اقتداء میں اسی (۸۰) صحابہ کرام نے نماز پڑھی۔''

(الطّبقات الکبریٰ لابن سعد: 340/8، وسندہٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان روایات کے مابین یوں جمع و تطبیق کی ہے:

يُحْمَلُ عَلَى أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَمَّ بِهِمْ حَقِيقَةً بِإِذْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، وَيُحْمَلُ قَوْلُهُ: إِنَّ الْإِمَامَ كَانَ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، يَعْنِي الْأَمِيرَ، جَمْعًا بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ، أَوْ أَنَّ نِسْبَةَ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ لِكَوْنِهِ أَشَارَ بِتَرْتِيبِ وَضْعِ تِلْكَ الْجَنَائِزِ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي الصَّلَاةِ.

''درحقیقت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی اجازت سے جنازہ پڑھایا تھا۔ یہ جو حدیث میں ہے کہ ان کے امام سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، تو اس سے مراد امارت ہے۔ یہ تطبیق و توفیق کی ایک صورت ہوئی، یا پھر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جنازہ پڑھانے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے جنازہ کے لئے چار پائیاں ترتیب میں رکھنے کا اشارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا تھا۔"(التلخیص الحبیر : 146/2)

تنبیہ:

بعض لوگوں نے ان صحیح روایات کو بنوامیہ کی کارستانی کہہ کر ٹھکرانے کی کوشش کی ہے، انھوں نے ان صحیح احادیث کو رد کرنے کے لیے واقدی جیسے کذاب کی بیان کردہ جھوٹی تاریخ کو بنیاد بنایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ تاریخ کے مطابق سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چالیس سال کی عمر میں ایمان لائے اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

دعوت ذوالعشیرہ کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر ۹ برس تھی، سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ۲۵ برس کی عمر میں ہوا، یعنی ذوالعشیرہ کے ۱۶ سال بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دعوت ذوالعشیرہ کے سات برس بعد اسلام لائے، جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، تو اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۶ برس تھی۔ سیدنا عمر کے اسلام لانے کے ۹ سال بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی، تب سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۲۵ برس کے تھے۔ اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۴۹ برس کے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی کے ایک برس بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، دو سال بعد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی، چار سال بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی، چھ سال بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا دنیا میں تشریف لائیں، ام کلثوم کی ولادت کے وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۵۵ سال کے تھے، ۶۳ سال کی عمر پائی، سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی دنیا میں آمد کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۸ برس زندہ رہے، بعض کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین سال پہلے شادی ہوئی، ایک بیٹا ہوا، جس کا نام زید بن عمر تھا۔ یوں شادی کے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم کی عمر پانچ سال بنتی ہے۔

یہ ثقہ راویوں کے بیان کو جھوٹ کرنے کی ایک ناکام کوشش کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ یہ جتنی جمع و تفریق بیان ہوئی ہے، اس پر کوئی ثقہ روایت نہیں ملتی۔ ایک بھی روایت ایسی نہیں ملتی، جس کی سند صحیح ہو اور اس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے وقت ان کی عمر کا تعین موجود ہو۔ یہ سب بے حقیقت اندازے و قیافے ہیں، جن کی بنیاد پر ثقہ تاریخ و روایت کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ واللہ اعلم!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکاح متعہ تا قیامت حرام ہے

شریعت محمدیہ ایک کامل ومکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں تا قیامت تبدیلی کی گنجائش نہیں، کیونکہ مختلف ادوار وحالات میں متغیر قوانین کو اسلام نے مستقل کر دیا ہے۔ زمانہ نزولِ وحی سے لے کر قیامت تک کے لیے ٹھوس دستورِ زندگی عطا فرمایا۔ یہ کمال ہی کا تقاضا تھا کہ صرف افراد کو نہیں، بلکہ پورے معاشرے کو پیش نظر رکھ کر قوانین مرتب کر دیے گئے۔ جن کاموں سے معاشرے میں خرابی واقع ہوتی تھی، انہیں بتدریج حیات بدر کیا گیا۔ شراب کی مثال لے لیں کیسے غیر محسوس انداز میں مسلم معاشرہ اس سے پاک کیا گیا۔ پہلے فوائد کی نسبت اس کی خرابیاں زیادہ ہونے کا بتا کر اس سے عمومی نفرت کا رجحان پیدا کیا، پھر نمازوں کے اوقات میں نشہ منع فرما کر اس کی لت ختم کی، آخر میں اسے مستقل حرام قرار دے دیا گیا۔

نکاحِ متعہ بھی انہی بیماریوں میں سے ہے، جنہیں اسلام نے اصلاحِ معاشرہ کی خاطر ابدی طور پر شریعت سے نکالا دیا ہے۔ جیسے شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے شراب پی جاتی رہی، اسی طرح تدریجی حکمت عملی کے تحت نکاحِ متعہ بھی ایک وقت تک جائز رہا، پھر اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا اور اس کی جگہ شرعی نکاح ہی حتمی اور لازمی اصول بنا دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح حرمت سے پہلے شراب نوشی کے واقعات دلیل بنا کر شراب حلال قرار دینا جائز نہیں، اسی طرح کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ حرمت متعہ سے پہلے پیش آنے والے عہد نبوی کے واقعات کو دلیل بناتے ہوئے اب بھی نکاحِ متعہ کے جواز پر اصرار کرے۔

نکاحِ متعہ کے فرد اور معاشرے پر نہایت مضر اثرات تھے، جن کی بنا پر اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔ اس کے مقابلے میں شرعی نکاح کو رائج کیا گیا، جو مفاسد سے بالکل خالی اور فرد و معاشرے کے لیے بے شمار فوائد کا حامل ہے۔

شرعی نکاح کا اہم مقصد عفت و عصمت کا تحفظ ہے، جو کہ نکاحِ متعہ سے حاصل نہیں ہوتا، نیز نکاحِ شرعی میں اہم جزو دوام و استمرار ہے، جو کہ متعہ میں نہیں پایا جاتا۔ نکاحِ شرعی کا اہم فائدہ محبت و مودّت اور سکون ہے، جو کہ نکاحِ متعہ میں ناپید ہے۔ نکاحِ شرعی میں بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کا تصور تو ہے، لیکن ایک سے زائد خاوندوں کا تصور قطعاً نہیں، جبکہ نکاحِ متعہ میں ایک سے زائد خاوندوں کا تصور واضح طور پر پایا جاتا ہے۔ ایک عورت کے لیے نکاحِ متعہ کے ذریعے ایک ہی دن میں بیسیوں افراد سے منہ کالا کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

نکاحِ متعہ کے ذریعے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے اور انسانوں میں بہیمانہ رویے پروان چڑھتے ہیں۔ ایک عورت جب نکاحِ متعہ کے ذریعے کئی مردوں سے تعلق رکھتی ہے، تو کیا معلوم اس کی کوکھ میں پلنے والا بچہ کس کا ہے؟ ایسے بچے عام طور پر خونخوار درندے ہی بنتے ہیں، پرامن شہری نہیں بن پاتے۔ نکاحِ متعہ میں ولی (باپ، بھائی) کے حقوق بھی پامال ہوتے ہیں۔ عصمت جو انسانیت کا جوہر ہے، ختم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے اور ماحول میں آوارگی پھیلتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلنِّكَاحُ الْمَبِيحُ هُوَ النِّكَاحُ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ، وَهُوَ النِّكَاحُ الَّذِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً .

"جائز نکاح وہی ہے، جو مسلمانوں کے ہاں معروف ہے۔ یہی وہ نکاح ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے زوجین میں مودّت ورحمت کا باعث بنایا ہے۔"

(مجموع الفتاویٰ: 32/92، 93)

نکاحِ متعہ کی بے شمار قباحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے شادی شدہ خواتین بھی بدکاری کی راہ اختیار کر لیتی ہیں۔

❁ ابو جعفر، محمد بن حسن، طوسی شیعہ (م: 460ھ) نے لکھا ہے:

لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَّسْأَلَهَا : هَلْ لَّهَا زَوْجٌ أَمْ لَا .

"نکاحِ متعہ کرنے والے مرد کے لیے عورت سے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ اس کا کوئی خاوند ہے یا نہیں؟" (النّهاية، ص: 490)

اتنی قباحتوں کے باوجود نکاحِ متعہ شیعہ مذہب کا بنیادی جزو ہے۔

❁ شیعہ فقیہ، محمد بن حسن، الحر العاملی (م: 1104ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ إِبَاحَةَ الْمُتْعَةِ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ مَذْهَبِ الْإِمَامِيَّةِ .

"نکاحِ متعہ کو جائز قرار دینا امامی شیعوں کی مذہبی ضرورت ہے۔"

(وسائل الشّيعة: 7/245)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکاحِ متعہ اور اجماعِ امت:

اُمت مسلمہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ یا وقتی نکاح منسوخ و باطل ہے اور شریعتِ اسلامیہ میں نکاحِ متعہ تا قیامت حرام ہو چکا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے، تو آپ نے خطبہ دیا: لوگو! بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے متعہ کرنے کا علم ہوا، اسے ضرور رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار گواہ پیش کر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کرنے کے بعد حلال کر دیا تھا، تو چھوڑ دوں گا۔"

(سنن ابن ماجه: ١٩٦٣، مسند البزّار: ١٨٣، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يُعْلَمُ بِالْإِجْمَاعِ.

"متعہ کی حرمت اجماع سے ثابت ہے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(الفقیہ والمتفقہ :339/1)

❁ علامہ ابوالفتح نصر بن ابراہیم مقدسی رحمہ اللہ (۴۹۰ھ) فرماتے ہیں:

”یہ بات ہمارے ذکر کیے ہوئے دعویٔ اجماع کی صحت پر دلیل ہے، کیونکہ ان آثار میں ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت بر سر منبر بیان فرمائی، اس فعل سے ڈرایا اور اسے گھمبیر قرار دیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ حرام قرار دے کر اس سے منع فرما دیا تھا۔ یہ ساری روئیداد مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی موجودگی میں انجام پائی تھی، لیکن کسی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے معارضہ کیا، نہ آپ کی بات ردّ کی، حالانکہ صحابہ کرام حق کا اظہار کرنے، واجب کو بیان کرنے اور غلطی کو ردّ کرنے پر حریص تھے، جیسا کہ ان کی یہ صفت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بھی بیان کی ہے۔ دیکھا نہیں کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حاملہ کو رجم کرنے کے بارے میں معارضہ کیا تھا؟ وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام جیسے (مضبوط ایمان والے) لوگوں سے دین کے حوالے سے مداہنت اور غلط بات سن کر خاموشی ممکن نہیں، خصوصاً ایسے معاملہ میں، جو شریعت سے تعلق رکھتا ہو اور جسے تا ابد شریعت میں موجود رہنا ہو۔ جب تمام صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے انکار نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ یہی حق ہے اور متعہ کا منسوخ اور حرام ہونا ہی شریعت میں ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تھا۔ یہ معاملہ تمام صحابہ کرام کے متعہ کے حرام اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منسوخ ہونے کا اقرار کرنے کے مترادف ہے، لہٰذا یہ تاابد حرام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس بارے میں احادیث بیان کی ہیں۔ متعہ کا حرام ہونا سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حق واضح ہو جانے اور متعہ کی حرمت پر حدیث رسول پہنچنے پر متعہ کے جواز سے رجوع فرما لیا تھا۔ یہی مذہب تمام تابعین، فقہائے کرام اور ائمہ دین کا ہے۔ اگر بالفرض متعہ کو صرف ایک صحابی حرام قرار دیتا اور کوئی دوسرا صحابی ان کا مخالف نہ ہوتا، تو ہم پر اس صحابی کے قول و علم کی پیروی لازم تھی، کیونکہ صحابی ایسی بات ٹھوس علم کی بنیاد پر ہی کہہ سکتا ہے۔...... حرمت متعہ پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ اب جو ان کی مخالفت میں نکاحِ متعہ کو حلال سمجھے، وہ اجماع کا مخالف اور حق و صواب کا دشمن ہے۔“

(تحریم نکاح المتعة، ص ۷۷)

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۵۴۴۔۶۰۱ھ) لکھتے ہیں:

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حرمت متعہ صحابہ کرام کے ایک مجمع میں کی اور کسی صحابی نے ان پر نکیر نہیں کی۔ اس صورت حال میں تین باتیں کہی جا سکتی ہیں: پہلی بات یہ کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت کا علم تھا، لہٰذا خاموش ہو گئے۔ یا دوسری بات یہ کہ انہیں متعہ کی اباحت معلوم تھی، لیکن مداہنت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے خاموش رہے۔ یا تیسری یہ کہ انہیں متعہ کی حرمت یا اباحت کے بارے میں علم ہی نہ تھا، لہٰذا انہوں نے توقف کیا اور خاموش رہے۔ پہلی بات ہی درست ہے، دوسری بات سے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی تکفیر لازم آتی ہے، کیونکہ جو شخص جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو مباح قرار دیا ہے، پھر وہ بغیر نسخ کی دلیل کے کہے کہ یہ حرام ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جسے اس کی غلطی اور کفر کا علم ہو، پھر بھی وہ اس کی تصدیق کرے، تو وہ بھی کافر ٹھہرے گا۔ یوں ساری امت کی تکفیر لازم آئے گی اور یہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ ''تم بہترین امت ہو'' کے خلاف ہے۔ تیسری بات کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت یا اباحت کا علم ہی نہ تھا، اس لیے خاموش ہو گئے، یہ بھی باطل ہے، کیونکہ بالفرض اگر متعہ جائز ہے، تو یہ نکاح کی طرح ہی ہو گا، لہٰذا جس طرح لوگ نکاح کی معرفت کے محتاج ہیں، اسی طرح متعہ کی معرفت کے بھی محتاج ہوں گے۔ اس طرح کا معاملہ مخفی رہنا ممکن نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں علم مشہور و معروف ہو۔ جس طرح سب کو علم تھا کہ نکاح مباح ہے اور اس کی اباحت منسوخ نہیں، اسی طرح متعہ کے بارے میں علم ہونا بھی ضروری تھا۔ جب یہ (آخری) دونوں باتیں باطل ہیں، تو ثابت ہو گیا ہے کہ صحابہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کرنے سے صرف اس لیے خاموش رہے کہ انہیں اسلام میں متعہ کے منسوخ ہو جانے کا علم تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسير الرازي : ٣/٢٨٧)

① امام ابوعُبَید، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُونَ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ : إِنَّ مُتْعَةَ النِّسَاءِ قَدْ نُسِخَتْ بِالتَّحْرِيمِ، ثُمَّ نَسَخَهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ ـــ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهُ كَانَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهِ، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ.

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ منسوخ اور حرام ہے۔ کتاب وسنت نے اسے منسوخ کیا ہے۔ کسی صحابی سے نکاح متعہ کی رخصت منقول نہیں، ہاں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جواز کے قائل تھے، آپ کا رجوع بھی ثابت ہے۔“ (النّاسخ والمنسوخ، ص 80)

مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْيَوْمَ جَمِيعًا، مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الشَّامِ، وَأَصْحَابِ الْأَثَرِ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، وَغَيْرِهِمْ، أَنَّهُ لَا رُخْصَةَ فِيهَا لِمُضْطَرٍّ وَّلَا لِغَيْرِهِ، وَأَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ حَرَامٌ، عَلٰى مَا ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اس دور میں اہل عراق، اہل حجاز اور اہل شام، نیز اہل الحدیث اور اہل رائے وغیرہ سب اہل علم کا متفقہ فتویٰ یہی ہے کہ کسی کو کوئی مجبوری ہو یا نہ ہو، نکاحِ متعہ کی اجازت نہیں، نیز یہ منسوخ اور حرام ہے، جیسا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت کر دیا ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ، ص: 82)

② امام ابن منذر رحمہ اللہ (۲۴۲۔۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

جَاءَ عَنِ الْأَوَائِلِ الرُّخْصَةُ فِيهَا، وَلَا أَعْلَمُ الْيَوْمَ أَحَدًا يُجِيزُهَا إِلَّا بَعْضَ الرَّافِضَةِ، وَلَا مَعْنٰى لِقَوْلٍ يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ.

''اوائل میں متعہ کی رخصت ملتی ہے۔ لیکن اب میں نہیں جانتا کہ سوائے رافضیوں کے کسی نے اسے جائز قرار دیا ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول کے مخالف قول کا کوئی وزن نہیں۔''

(الإشراف: ۶۱/۱، فتح الباري لابن حجر: ۷۸/۹)

③ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (۲۳۸۔۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ، بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُّنْكِرٌ، وَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى مُتَابَعَتِهِمْ لَهٗ عَلٰى مَا نَهٰى عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ، وَفِي إِجْمَاعِهِمْ عَلَى النَّهْيِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فِي ذٰلِكَ عَنْهَا دَلِيلٌ عَلٰى نَسْخِهَا، وَحُجَّةٌ .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔ کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمیع صحابہ متعہ کی ممانعت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمنوا تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اجماع متعہ کے منسوخیت پر واضح دلیل و برہان ہے۔“

(شرح معاني الآثار : 26/3)

④ مشہور لغوی امام، علامہ ابو منصور ازہری رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهَا حَرَامٌ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ نکاح متعہ حرام ہے۔“

(تهذيب اللغة : 175/2)

⑤ علامہ ابو بکر جصّاص (۳۰۵۔۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ دَلَّلْنَا عَلٰى ثُبُوتِ الْحَظْرِ بَعْدَ الْإِبَاحَةِ مِنْ ظَاهِرِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ السَّلَفِ ..... وَلَا خِلَافَ فِيهَا بَيْنَ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ عَلٰى مَا بَيَّنَّا؛ وَقَدِ اتَّفَقَ فُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ مَعَ ذٰلِكَ عَلٰى تَحْرِيمِهَا وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ .

”ہم نے متعہ کی اباحت کے بعد اس کی حرمت پر کتاب وسنت کے دلائل اور سلف کا اجماع بیان کر دیا ہے۔۔۔ اس بارے خیر القرون میں کوئی اختلاف نہ تھا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ نیز تمام علاقوں کے فقہائے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرام نے اس کی حرمت پر اتفاق ہے، وہ اس بارے میں قطعاً اختلاف نہیں کرتے ہیں۔" (أحكام القرآن : ١٥٣/٢)

⑥ علامہ خطابی رحمہ اللہ (٣١٩ـ٣٨٨ھ) لکھتے ہیں:

تَحْرِيمُ الْمُتْعَةِ كَالْإِجْمَاعِ إِلَّا عَنْ بَعْضِ الشِّيعَةِ، وَلَا يَصِحُّ عَلٰى قَاعِدَتِهِمْ فِي الرُّجُوعِ فِي الْمُخْتَلِفَاتِ إِلٰى عَلِيٍّ وَآلِ بَيْتِهٖ فَقَدْ صَحَّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهَا نُسِخَتْ، وَنَقَلَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَقَالَ: هِيَ الزِّنَا بِعَيْنِهٖ .

"متعہ کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے، سوائے بعض شیعہ کے۔ ان کے قواعد وضوابط کے مطابق بھی یہ (متعہ) درست نہیں، کیونکہ یہ لوگ اختلافی مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متعہ کی منسوخیت ثابت ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے (السنن الکبری : ٢٠٧/٧، وسندہ صحیح) جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں سوال ہوا، تو انہوں نے فرمایا: یہ تو کھلا زنا ہے۔" (فتح الباري لابن حجر : ٧٨/٩)

⑦ علامہ ماوردی (٤٥٠ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ رَجَعَ عَنْهَا فَصَارَ الْإِجْمَاعُ بِرُجُوعِهٖ مُنْعَقِدًا وَالْخِلَافُ بِهٖ مُرْتَفِعًا وَانْعِقَادُ الْإِجْمَاعِ بَعْدَ ظُهُورِ الْخِلَافِ أَوْكَدُ، لِأَنَّهٗ يَدُلُّ عَلٰى حُجَّةٍ قَاطِعَةٍ وَدَلِيلٍ قَاهِرٍ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بعد میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رجوع کر لیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ کے رجوع سے اجماع منعقد ہو گیا اور اختلاف ختم ہو گیا۔ اختلاف کے بعد اجماع کا منعقد ہونا زیادہ مؤکد ہوتا ہے، کیونکہ یہ حجت قطعی اور دلیلِ غالب پر دلالت کرتا ہے۔"

(الحاوي الكبير :11/452)

⑧ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا سَائِرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْخَالِفِينَ وَفُقَهَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَعَلٰى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ مِنْهُمْ مَالِكٌ فِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ فِي أَهْلِ الْكُوفَةِ وَالشَّافِعِيُّ فِيمَنْ سَلَكَ سَبِيلَهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ وَالنَّظَرِ بِالِاتِّفَاقِ وَالْأَوْزَاعِيُّ فِي أَهْلِ الشَّامِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ فِي أَهْلِ مِصْرَ وَسَائِرُ أَصْحَابِ الْآثَارِ.

"صحابہ و تابعین اور بعد والے علمائے کرام اور فقہائے مسلمین تمام کے تمام حرمت متعہ پر متفق ہیں۔ جن میں اہل مدینہ سے امام مالک اور اہل کوفہ سے امام سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ، متفقہ طور پر اہل حدیث اور اہل فقہ میں سے امام شافعی، اہل شام میں سے امام اوزاعی اور اہل مصر میں سے امام لیث بن سعد اور دیگر تمام محدثین کرام شامل ہیں۔"

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : ۱۰/۱۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑨ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ كَالْإِجْمَاعِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ .

”اہل علم کا متعہ کی حرمت پر اتفاق ہے۔ یہ مسلمانوں کا اجماع ہی ہے۔“

(شرح السنّة : 100/9)

⑩ علامہ مازری رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) لکھتے ہیں:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی تَحْرِيمِهٖ، وَلَمْ يُخَالِفْ فِيهِ إِلَّا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ، وَتَعَلَّقُوا بِالْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ، وَقَدْ ذَكَرْنَا أَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ، فَلَا دَلَالَةَ لَهُمْ فِيهَا .

”متعہ کے حرام ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اس کی مخالفت صرف ایک بدعتی گروہ نے کی ہے۔ انہوں نے اس بارے میں وارد احادیث سے دلیل لینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ وہ احادیث منسوخ ہیں، لہٰذا ان کے لیے ان احادیث میں کوئی دلیل نہیں۔“

(المعلِم بفوائد مسلم : ۱۳۱/۲، شرح صحيح مسلم للنّووي : ۱۵۱/۹)

⑪ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُهَا ثُمَّ ثَبَتَ رُجُوعُهُ عَنْهَا فَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی تَحْرِيمِهَا .

”(ابتدا میں) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ کے جواز کے قائل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھے، بعد میں ان کا رجوع کرنا ثابت ہے، لہٰذا متعہ کی حرمت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔“

(القبس شرح مؤطأ الإمام مالك، ص 714)

⑫ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۴۷۶۔۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

وَقَعَ الْإِجْمَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى تَحْرِيمِهَا مِنْ جَمِيعِ الْعُلَمَاءِ إِلَّا الرَّوَافِضَ .

”متعہ کی حرمت پر سوائے رافضیوں کے تمام علمائے کا اجماع ہو گیا۔“

(شرح مسلم للنووي: ۱۸۱/۹)

⑬ علامہ ابن ہُبَیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ، لَّا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذٰلِكَ .

”اہل علم کا اجماع واتفاق ہے کہ نکاح متعہ باطل ہے، اس بارے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔“

(الإفصاح: 107/2)

⑭ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸۔۵۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ وَقَعَ الْإِتِّفَاقُ عَلَى النَّسْخِ .

”نکاحِ متعہ کے منسوخ ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحين: 146/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

⑮ علامہ کاسانی حنفی (۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا الْإِجْمَاعُ فَإِنَّ الْأُمَّةَ بِأَسْرِهِمْ امْتَنَعُوا عَنِ الْعَمَلِ بِالْمُتْعَةِ مَعَ ظُهُورِ الْحَاجَةِ لَهُمْ إِلٰى ذٰلِكَ .

''اجماع کی دلیل یہ ہے کہ ضرورت کے باوجود پوری امت نکاح متعہ پر عمل کرنے سے رکی رہی۔''

(بدائع الصنائع : 273/2)

⑯ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَحَّ رُجُوعُهٗ إِلٰى قَوْلِهِمْ فَتَقَرَّرَ الْإِجْمَاعُ .

''ابن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع صحیح ثابت ہے، یوں اجماع منعقد ہو گیا۔''

(الهداية : 190/1، فتح القدير لابن همام : 247/3، البحر الرائق لابن نجيم : 114/3)

⑰ علامہ ابن رشد قرطبی مالکی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَحْرِيمِهٖ .

''متعہ کی حرمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث ثابت ہیں۔''

(بداية المجتهد : 97/2)

⑱ مفسر قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی تَحْرِيمِهَا .

”متعہ کی حرمت پر اجماع ہو گیا ہے۔“ (تفسير القرطبي : 133/5)

نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلٰی تَحْرِيمِهَا إِلَّا مَنْ لَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ مِنَ الرَّوَافِضِ .

”سلف و خلف کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے، سوائے روافض کے، جن کا قول قابل التفات نہیں۔“ (فتح الباري لابن حجر : ۹/۷۸۔۷۹)

⑲ علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

اِنْعَقَدَ عَلٰی ذٰلِكَ الْإِجْمَاعُ .

”متعہ کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔“

(مناقب الأسد الغالب علي بن أبي طالب، ص 77)

⑳ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّهُ مَتٰی وَقَعَ الْآنَ أُبْطِلَ سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الدُّخُولِ أَمْ بَعْدَهُ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر اب نکاح متعہ کیا جائے، تو دخول سے پہلے اور بعد ہر دو صورت باطل ہوگا۔“

(فتح الباري : 173/9)

㉑ علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلٰى أَنَّ الْمُتْعَةَ قَدِ انْتَسَخَتْ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی منسوخ ہو چکا تھا۔“(البناية شرح الهداية : 564/4)

نیز لکھتے ہیں:

اِدَّعٰی غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْإِجْمَاعَ عَلٰى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ.

”کئی ایک اہل علم نے نکاح متعہ کی حرمت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔“

(البناية شرح الهداية : 61/5)

(۲۲) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى تَحْرِيمِهَا إِلَّا الرَّوَافِضَ.

”متعہ کی حرمت پر سب کا اجماع ہے، سوائے روافض کے۔“

(إرشاد السّاري : 44/8)

قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کی مخالفت میں شیعہ حضرات متعہ کو حلال اور جائز سمجھتے ہیں، لیکن جس کے ساتھ متعہ کیا جائے، اسے نہ بیوی تسلیم کرتے ہیں، نہ لونڈی، نہ اسے طلاق ہو گی، نہ وارث بنے گی، بلکہ یہ کرائے کی عورت ہوتی ہے۔

نکاحِ متعہ اور قرآنِ کریم:

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۞ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ﴾.

(المؤمنون : 5-7، المعارج : 29-31)

"اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بیویوں اور لونڈیوں سے ایسے تعلقات رکھنے پر ملامت نہیں، لیکن جو لوگ تکمیل خواہش کے لیے کوئی دوسرا رستہ اختیار کریں، وہ باغی ہیں۔"

معلوم ہوا کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی سے جنسی تعلق رکھنا جائز نہیں۔ جس عورت سے متعہ کیا جاتا ہے، وہ مرد کی نہ بیوی ہوتی ہے، نہ لونڈی، لہٰذا متعہ حرام ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابو ملیکہ رحمہ اللہ نے متعہ کے بارے پوچھا، تو فرمایا:

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ : وَقَرَأَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ﴾ ـــ .

"میرے اور آپ کے مابین کتاب اللہ فیصل ہے۔ آپ نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ﴾ (المومنون : ٥)

"اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں......"

(النّاسخ والمنسوخ للقاسم بن سلّام : 131، مسند الحارث [بغية الباحث] : 479، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 206/7، 207، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (305/2، 393) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾(النور: 33)

''جو لوگ نکاح (کے لیے مالی استطاعت) نہیں رکھتے، وہ عفت و پاک دامنی اختیار کریں، یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔''

مفسر الکیا الہراسی رحمہ اللہ (450-504ھ) فرماتے ہیں:

أَمَرَهُمْ بِالتَّعَفُّفِ عِنْدَ تَعَذُّرِ النِّكَاحِ عَمَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَذٰلِكَ عَلَى الْوُجُوبِ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ إِبَاحَةَ الْاِسْتِمْتَاعِ مَوْقُوفَةٌ عَلَى النِّكَاحِ، وَلِذٰلِكَ يُحَرِّمُ مَا عَدَاهُ، وَلَا يُفْهَمُ مِنْهُ التَّحْرِيمُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ، لِأَنَّ مَنْ لَّا يَقْدِرُ عَلَى النِّكَاحِ لِعَدَمِ الْمَالِ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شِرَاءِ الْجَارِيَةِ غَالِبًا، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى بُطْلَانِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَدَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ الْاِسْتِمْنَاءِ.

''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نکاح نہ ہو سکنے کی صورت میں جنسی تسکین کے حرام ذرائع سے منع فرمایا۔ یہ ممانعت وجوبی ہے۔ یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ جنسی تسکین کا جواز نکاح پر موقوف ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے باقی سارے ذرائع حرام قرار دے دیے ہیں۔ یاد رہے کہ اس آیت سے لونڈیوں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ (ان کا ذکر تو اس لیے نہیں کیا گیا کہ) جو شخص مال نہ ہونے کی وجہ سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ عموماً لونڈی خریدنے پر بھی قادر نہیں ہوتا۔ یہ آیت نکاحِ متعہ کی حرمت پر بھی دلیل ہے اور اس سے مشت زنی کا حرام ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔“

(أحکام القرآن: 4/313، 314)

تنبیہ: بعض لوگ قرآنِ کریم سے متعہ کا جواز پر سورت نساء کی آیت نمبر: ۲۴ پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو!

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾

”جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ، انہیں ان کے حق مہر ضرور ادا کرو۔“

امام طبری رحمہ اللہ (۲۲۴۔۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

أَوْلَى التَّأْوِيلَيْنِ فِي ذٰلِكَ بِالصَّوَابِ تَأْوِيلُ مَنْ تَأَوَّلَهُ: فَمَا نَكَحْتُمُوهُ مِنْهُنَّ فَجَامَعْتُمُوهُ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ؛ لِقِيَامِ الْحُجَّةِ بِتَحْرِيمِ اللهِ مُتْعَةَ النِّسَاءِ عَلٰى غَيْرِ وَجْهِ النِّكَاحِ الصَّحِيحِ أَوِ الْمِلْكِ الصَّحِيحِ عَلٰى لِسَانِ رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”اس آیت کی درست تفسیر یہ ہے: جن عورتوں سے تم نے نکاح کیا اور خلوت بھی اختیار کر لی، انہیں مہر ادا کرو۔ اس تفسیر کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی جس متعۃ النسا کو حرام قرار دیا ہے، وہ نکاح صحیح سے الگ چیز ہے۔“

(تفسير الطبري: ٧٣٨/٣، طبع دار الحديث، القاهرة)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن خُوَیز منداد بصری (م:390ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ أَنْ تُحْمَلَ الْآيَةُ عَلٰى جَوَازِ الْمُتْعَةِ، لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَحَرَّمَهُ، وَلِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾، وَمَعْلُومٌ أَنَّ النِّكَاحَ بِإِذْنِ الْأَهْلِينَ هُوَ النِّكَاحُ الشَّرْعِيُّ، بِوَلِيٍّ وَّشَاهِدَيْنِ، وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ لَيْسَ كَذٰلِكَ.

''اس آیت کریمہ سے متعہ کا جواز کشید کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایک تو رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ متعہ سے منع فرما دیا ہے اور اسے حرام قرار دے دیا ہے، دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (اس سے اگلی آیت میں) ارشاد فرمایا: ﴿فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾ (تم ان عورتوں سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو) اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ عورت کے گھر والوں کی اجازت، یعنی ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں جو نکاح ہوتا ہے، وہ نکاحِ شرعی ہی ہوتا ہے، نکاحِ متعہ کی صورت یہ نہیں ہوتی۔''

(تفسير القرطبي: 5/129، 130)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

''اس آیت کریمہ میں متعہ کے حلال ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾، ﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ ''اور ان (مذکورہ محرمات) کے علاوہ جو عورتیں ہیں، وہ تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں، (شرط یہ ہے) کہ تم اپنے مال (مہر) کے بدلے انہیں حاصل کر کے ان سے نکاح کرو اور تمہاری نیت بدکاری کی نہ ہو، پھر جن سے مہر کے عوض تم فائدہ اٹھاؤ، انھیں ان کے مقرر کیے ہوئے مہر دے دو، اگر تم مہر مقرر کر لینے کے بعد اس (میں کمی بیشی) پر راضی ہو جاؤ، تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو ......'' یہاں جن عورتوں سے فائدہ اٹھانے کی بات ہے، ان سے مراد وہ عورتیں ہیں، جن سے دخول ہو چکا ہے۔ نکاح کے بعد عورت سے دخول کرنے والے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حق مہر ادا کرے۔ جس عورت کو دخول سے قبل ہی طلاق ہو جائے اور خاوند اس سے دخول کی صورت میں فائدہ نہ اٹھا پایا ہو، وہ پورے حق مہر کی مستحق نہیں ہوتی، بلکہ اسے نصف مہر دیا جائے گا، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا﴾ ''اور تم مہر میں سے کیسے واپس لو گے، حالانکہ تم ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے ملاپ کر چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے پختہ عہد لیا ہے؟"

اس آیت میں بھی نکاح کے بعد ملاپ کو حق مہر کی ادائیگی کے لزوم کا سبب بتایا گیا ہے۔ وضاحت یوں ہے کہ اس آیت میں ابدی نکاح کو چھوڑ کر مال کے بدلے وقتی نکاح کی تخصیص کی کوئی صورت نہیں، بلکہ ابدی نکاح ہی مکمل حق مہر ادا کرنے کا زیادہ حق دار ہے۔ ضروری ہے کہ یہ آیت ابدی نکاح پر دلالت کرے۔ یہ دلالت خواہ تخصیص کے انداز سے ہو، خواہ عموم کے انداز سے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد لونڈیوں کے نکاح کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بات مطلق طور پر آزاد عورتوں کے نکاح کے متعلق تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلف کے ایک گروہ کی قرأت یوں تھی: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ "تم ان عورتوں میں سے جس سے ایک مقرر وقت تک فائدہ اٹھاؤ۔۔۔" تو جواب یہ ہے کہ یہ قرأت متواتر نہیں، بلکہ اس کا زیادہ سے زیادہ رتبہ اخبارِ آحاد کی طرح ہے۔ ہم اس بات کے انکاری نہیں کہ متعہ شروع اسلام میں حلال تھا، لیکن یہاں بات یہ ہے کہ اس پر قرآنِ کریم دلالت کرتا ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ الفاظ اگرچہ نازل ہوئے تھے، لیکن یہ مشہور قرأت میں ثابت نہیں ہوئے، لہٰذا یہ منسوخ ہیں۔ ان کا نزول اس وقت ہوا ہوگا، جب متعہ ابھی جائز تھا۔ جب متعہ کو حرام قرار دیا گیا، تو یہ الفاظ منسوخ ہو گئے اور وقتی نکاح میں حق مہر کی ادائیگی کا حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلق (ابدی) نکاح میں مہر کی ادائیگی پر تنبیہ کرنے کے لیے رہ گیا۔
زیادہ سے زیادہ یہی کہا سکتا ہے کہ یہ دونوں قرأتیں حق ہیں۔ جب وقتی
نکاح، یعنی متعہ حلال تھا، تو حق مہر دینا واجب تھا۔ یہ آغاز اسلام میں جائز
تھا، لہٰذا اس آیت میں کوئی ایسی بات نہیں، جس سے یہ معلوم ہو کہ وقتی
نکاح، یعنی متعہ اب بھی حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے
لیے عورتوں سے مقررہ وقت تک متعہ کرنا حلال کر دیا گیا ہے، بلکہ فرمانِ
باری تعالیٰ یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نے فائدہ حاصل کیا ہے، ان کو حق
مہر ادا کرو۔ عورت سے فائدہ اٹھانا حلال ہونے کی صورت میں ہو یا شبہے
کی صورت میں، یہ آیت دونوں طرح کے فائدے کو شامل ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ سنت رسول اور اجماعِ امت دونوں دلائل سے نکاحِ فاسد میں حق
مہر واجب ہے۔ فائدہ حاصل کرنے والا جب اس کام کو حلال سمجھتا ہو، تو
اس پر حق مہر واجب ہے۔ رہا حرام متعہ، تو اس آیت میں اس کا کوئی ذکر
نہیں۔ اگر وہ کسی عورت سے اس کی رضامندی سے بغیر نکاح کے فائدہ
حاصل کرے گا، تو یہ زنا ہوگا۔ اس میں کوئی حق مہر نہیں۔ اگر عورت کو مجبور
کیا گیا ہو، تو اس میں اختلاف مشہور ہے۔ یہ جو بات ذکر کی جاتی ہے کہ
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے منع کیا تھا، تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
کہ آپ نے پہلے عورتوں سے متعہ حلال قرار دیا تھا، لیکن بعد میں اسے
حرام کر دیا تھا۔ اس بات کو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں ثقہ راویوں نے
امام زہری سے اور انہوں نے اس روایت کو محمد بن حنفیہ کے دونوں بیٹوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ اور حسن سے بیان کیا ہے۔ وہ دونوں اسے اپنے والد محمد بن حنفیہ سے بیان کرتے ہیں، وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب متعہ کو حلال کہا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ (اس مسئلہ میں) راہِ حق سے پھسل گئے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے سال متعہ اور گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا تھا۔ امام زہری سے اس روایت کو امام مالک بن انس، امام سفیان بن عیینہ وغیرہما نے بیان کیا ہے جو کہ ان کے زمانے کے سب سے بڑے علمائے سنت وحفاظِ حدیث اور ائمہ اسلام تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن کے علم، عدالت اور حفظ پر مسلمانوں کا اتفاق رہا ہے۔ محدثین کرام کا اس حدیث کے صحیح ہونے اور تلقی بالقبول حاصل کرنے پر اتفاق ہے۔ اہل علم میں سے کسی نے اس میں کوئی طعن نہیں کی۔ اسی طرح صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو فتح مکہ والے سال قیامت تک کے لیے حرام قرار دیا تھا........ یوں اہل سنت والجماعت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کی اس چیز میں پیروی کی ہے جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے، جبکہ شیعہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس بات میں مخالفت کی ہے، جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف کی بات مانی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیوی اور لونڈی کو حلال قرار دیا ہے، جبکہ جس عورت سے متعہ کیا جائے، وہ نہ بیوی ہے، نہ لونڈی۔ اگر وہ بیوی ہوتی، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وراثت کی حقدار بنتی، اس پر مرد کی وفات کی وجہ سے عدت لازم ہوتی، نیز تین طلاقیں اس پر واقع ہوتیں، کیونکہ قرآنِ کریم میں بیوی کے یہی احکام ہیں۔ جب متعہ والی عورت میں نکاح کے لوازم موجود نہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح نہیں ہوا، کیونکہ لازم کے ختم ہونے سے ملزوم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیویوں اور لونڈیوں کو حلال قرار دے کر باقی عورتوں کو حرام کہہ دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾، ﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ﴾، ﴿فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ ''اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بیویوں اور لونڈیوں سے ایسے تعلقات رکھنے پر ملامت نہیں، لیکن جو لوگ تکمیل خواہش کے لیے کوئی دوسرا رستہ اختیار کریں، وہ باغی ہیں۔'' متعہ کے حرام ہونے کے بعد جس عورت سے متعہ کیا جائے، وہ نہ بیوی ہے، نہ لونڈی، لہٰذا متعہ قرآنِ کریم کی نص سے حرام قرار پا رہا ہے۔ متعہ والی عورت کا لونڈی نہ ہونا، تو واضح ہے، لوازم نکاح نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیوی بھی نہیں ہے، کیونکہ وراثت کا باعث بننا، عورت پر عدت کا ثابت ہونا، تین طلاقوں کا واقع ہونا اور دخول سے قبل طلاق کی صورت میں نصف حق مہر کا حق دار ہونا وغیرہ لوازم نکاح میں سے ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی بیوی وارث نہیں بھی بنتی، جیسا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذمی عورت اور لونڈی ہے۔ ان سے کہا جائے کہ ان کے نزدیک ذمی عورت سے نکاح جائز ہی نہیں اور لونڈی سے بھی بوقت ضرورت نکاح کیا جاسکتا ہے، لیکن ان کے نزدیک متعہ مطلقاً جائز ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ ذمی عورت اور لونڈی سے نکاح وراثت کا حق دار بننے کا سبب ہے، لیکن یہاں ایک رکاوٹ موجود ہے، یعنی غلامی اور کفر، جیسا کہ نسب بھی وراثت کا حق دار بناتا ہے، لیکن جب بیٹا غلام یا کافر ہو، تو رکاوٹ آجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب باپ کی زندگی میں بیٹا آزاد ہو جائے یا مسلمان ہو جائے، تو وہ باپ کا وارث بنے گا۔ اسی طرح جب ذمی بیوی اپنے خاوند کی زندگی میں مسلمان ہو جائے، تو اس کے وارث بننے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ یہ ساری صورت حال متعہ والی عورت سے مختلف ہے، کیونکہ اس کا نکاح (متعہ) وراثت کا سبب نہیں بنتا۔ یہ کسی بھی صورت میں وارث نہیں بن سکتی۔ یہ نکاح اس ولد زنا کی طرح ہے، جو اپنے خاوند کے بستر پر پیدا ہوا ہو۔ ایسا بچہ زانی کو کبھی بھی نہیں مل سکتا۔ وہ بچہ زانی کا ایسا بیٹا نہیں ہوگا، جو اس کا وارث بن سکے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی کبھی نسب کے احکام بدل جاتے ہیں، یہی معاملہ نکاح کا ہے۔۔۔ تو کہا جائے گا کہ اس میں اختلاف ہے اور جمہور اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس میں شیعہ کے لیے کوئی دلیل نہیں، کیونکہ متعہ والی عورت سے بیوی ہونے کے تمام لوازمات ختم ہیں۔ اس میں حلال نکاح کی کوئی خصوصیت موجود نہیں ہوتی۔۔۔۔" (منہاج السنۃ: ۱۵۵/۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم سے نکاحِ متعہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا، بلکہ صرف نکاحِ شرعی کا اثبات ہوتا ہے۔

تنبیہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے یہ آیت یوں تلاوت کی:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾

"جن عورتوں سے تم ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھاؤ"

(تفسير الطّبري: ٩٠٤٦، وسندهٗ صحيحٌ، ٩٠٤٧، وسندهٗ صحيحٌ، ٩٠٤٩، وسندهٗ صحيحٌ، ٩٠٥٠، وسندهٗ صحيحٌ)

پہلے پہل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کے جواز کے قائل تھے، لیکن بعد میں نسخ کا علم ہونے پر انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

ربیع بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَتّٰى رَجَعَ عَنْ هٰذِهِ الْفُتْيَا.

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے موت سے پہلے اس فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔"

(مستخرج أبي عوانة: ٢/٢٧٣، ح: ٢٣٨٤، وسندهٗ صحيحٌ، طبعة جديدة)

فائدہ: جس روایت میں ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی یہی قرأت تھی، وہ ثابت نہیں، کیونکہ اس میں سعید بن ابی عروبہ اور ان کے استاذ قتادہ بن دعامہ مدلس ہیں۔ لہٰذا اس بات کی نسبت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ﴾ سے مراد نکاح ہے۔ سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

اسْتَمْتِعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ، وَالْاِسْتِمْتَاعُ عِنْدَنَا التَّزْوِيجُ.

''ان عورتوں سے متعہ کریں، یعنی فائدہ اُٹھائیں۔ (صحابی کہتے ہیں:) ہمارے نزدیک فائدہ اُٹھانے سے مراد نکاح ہے۔''

(مسند الدّارمي : ٢٢٤١، مسند الحميدي : ٨٧٠، مسند الإمام أحمد : ٤٠٤/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نکاح ہے۔

(تفسير الطّبري : ٩٠٣٩)

اگر کوئی کہے کہ اس سے مراد متعہ ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا سبرہ الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهٗ، وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا.

''لوگو! بے شک میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اسے حرام کر دیا ہے۔ جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہو، اسے چھوڑ دے اور آپ انہیں دی ہوئی چیزوں سے کچھ واپس نہ لیں۔'' (صحيح مسلم : ٤٥١/١، ح : ٢١/١٤٠٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور لغوی ابن منظور (۶۳۰۔۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

”زجاج نے ذکر کیا ہے کہ لغت سے جہالت کی بنا پر اس آیت میں ایک قوم نے بہت بڑی غلطی کھائی ہے، وہ اس طرح کہ وہ فرمانِ باری تعالیٰ میں موجود متعۃ النساء سے مراد وہ متعہ لیتے ہیں، جس کے حرام ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ جو شرط آیت میں مذکور ہے کہ تم اپنے مالوں کے ساتھ پاکدامن عورتوں کو تلاش کرو، یعنی ان سے نکاح کرو، جن عورتوں سے تم نے اس شرط پاکدامنی پر شادی کی ہے، انہیں ان کے حق مہر ادا کرو۔ اگر مرد نے عورت سے دخول کر کے اس سے فائدہ اٹھایا ہوگا، تو پورا مہر ادا کرے گا اور اگر صرف نکاح کا ہی فائدہ اٹھایا ہو، تو پھر نصف حق مہر دے گا۔“ (لسان العرب: م ت ع)

علامہ آلوسی حنفی (۱۲۵۲۔۱۳۱۷ھ) لکھتے ہیں:

”یہ آیت متعہ کی حلت پر دلالت نہیں کرتی اور یہ کہنا کہ یہ متعہ کے بارے نازل ہوئی، غلط ہے۔ بعض کی طرف سے یہ تفسیر ناقابل قبول، کیونکہ قرآنِ کریم کا سیاق وسباق اس کا انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے محرمات کا ذکر کیا، پھر فرمایا: ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم﴾ ”ان کے علاوہ جو عورتیں ہیں، وہ تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں، (شرط یہ ہے) کہ تم اپنے مال (مہر) کے بدلے انھیں حاصل کرو (ان سے نکاح کرو)۔“ اس آیت میں معنوی طور پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک شرط موجود ہے، جو شرمگاہ کی حلت اور اس کو کرائے پر حاصل کرنے کو حرام قرار دیتی ہے، جب کہ شیعہ اس کے قائل ہیں۔ پھر اللہ نے فرمایا: ﴿مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ ''تمہارا ارادہ پاکدامنی کا ہو، بے حیائی کا نہ ہو۔'' اس میں اشارہ ہے کہ صرف شہوت پوری کرنے۔۔۔ کا ارادہ کرنا منع ہے۔ اس قید سے متعہ باطل قرار پاتا ہے، کیونکہ متعہ کرنے والے کا مقصود یہی ہوتا ہے۔ اس کا مقصد گھر بسانا، اولاد کا حاصل کرنا اور نسل و عزت کو محفوظ کرنا نہیں ہوتا۔۔۔ متعہ والی عورت سے پاکدامنی حاصل نہیں ہوتی۔'' (تفسير روح المعاني : ٦/٥)

نکاحِ متعہ اور احادیثِ رسول ﷺ:

نکاحِ متعہ پہلی دفعہ غزوۂ خیبر میں منع ہوا تھا، پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن تک اس کی اجازت دی گئی، پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر ممانعت کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

''غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 5115، صحيح مسلم : 30/1407)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔"

(صحيح البخاري: 4216، صحيح مسلم: 1407)

صحیح مسلم (1407/31) میں ہے:

إِنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ: مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں نرم بات کرتے سنا، تو فرمایا: ابن عباس! اس فتوے سے رُک جائیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔"

صحیح مسلم (1407/32) میں ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔"

حدیثِ علی رضی اللہ عنہ اور علمائے حدیث:

اس حدیث کی صحت کے بارے میں اہل علم کی آرا ملاحظہ فرمائیں:

① امام، ابو جعفر، احمد بن محمد، نحاس (م:338ھ) فرماتے ہیں:

لَا اخْتِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي صِحَّةِ الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْتِقَامَةِ طَرِيقِهِ بِرِوَايَتِهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيمَ الْمُتْعَةِ.

"اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعہ کی حرمت نقل کرنا بہ سند صحیح ثابت ہے۔"

(النّاسخ والمنسوخ، ص:322)

② حافظ بغوی رحمہ اللہ (م:516ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ.

"یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے۔" (شرح السنّة:99/9، ح:2292)

③ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ.

"اہل علم کا اس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔"

(إعلام العالم بعد رسوخه بناسخ الحديث ومنسوخه، ص:343)

④ حافظ عراقی رحمہ اللہ (725-806ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''اس کی صحت پر اتفاق ہے۔'' (شرح التبصرة والتذكرة : 66/2)

⑤ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (558-643ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''یہ حدیث متفق علیہ ہے۔'' (فتح المغيث : 350/3)

⑥ امام بخاری رحمہ اللہ (194-256ھ) فرماتے ہیں:

بَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح کر دیا کہ متعہ منسوخ ہے۔''

(صحيح البخاري، تحت الحديث : 5119)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

اس حدیث میں یومِ خیبر کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ متعہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام ہوا۔ امام زہری رحمہ اللہ کے تمام شاگرد یومِ خیبر کے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ اس حدیث میں یومِ خیبر کے الفاظ راوی کا وہم ہیں۔

اس کی تائید سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے، کہتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَقَالَ : حَرَامٌ، قَالَ : فَإِنَّ فُلَانًا يَقُولُ فِيهَا، فَقَالَ : وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَمَا كُنَّا مُسَافِحِينَ .

''ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو انھوں نے فرمایا: یہ حرام ہے۔ اس نے کہا: فلاں شخص اس کے جواز کا قائل ہے، تو فرمایا: اللہ کی قسم! معلوم ہے کہ خیبر کے دن نبی ﷺ نے اسے حرام قرار دے دیا تھا، تب ہم شہوت پرست تو نہیں تھے۔"

(المؤطأ لابن وهب : 249، صحيح أبي عوانة : 29/3، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 25/3، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 207/7، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "قوی" قرار دیا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 155/3)

تنبیہ: علامہ، ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (691-751ھ) لکھتے ہیں:

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ خیبر کے زمانہ میں متعہ حرام ہو، کیونکہ خیبر میں ساری کی ساری عورتیں یہودی تھیں، ان سے متعہ ممکن نہیں تھا، اس لیے کہ اس وقت اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہی نہیں تھا، تو ان سے متعہ کیسے صحیح تھا؟ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح سورت مائدہ کی آیت ﴿أَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ "آج تمہارے لیے (اہل کتاب کی) پاک دامن عورتوں سے نکاح جائز ہے۔" کے نزول کے بعد جائز ہوا۔ یہ سورت بالکل آخری سورتوں میں سے ہے۔" (زاد المعاد : 460/3)

اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَقَعْ فِي الْحَدِيثِ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمُ اسْتَمْتَعُوا فِي خَيْبَرَ، وَإِنَّمَا فِيهِ مُجَرَّدُ النَّهْيِ، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ التَّمَتُّعَ مِنَ النِّسَاءِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ حَلَالًا .

"حدیث میں یہ صراحت تو نہیں ملتی کہ صحابہ کرام نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فی الواقع متعہ کیا تھا۔ اس حدیث میں تو صرف ممانعت کا ذکر ہے اور اس سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں متعہ حلال تھا۔"

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 171/9)

نیز فرماتے ہیں:

يُمْكِنُ أَنْ يُّجَابَ بِأَنَّ يَهُودَ خَيْبَرَ كَانُوا يُصَاهِرُونَ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ، فَيَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ هُنَاكَ مِنْ نِّسَائِهِمْ مَنْ وَّقَعَ التَّمَتُّعُ بِهِنَّ، فَلَا يَنْهَضُ الْاِسْتِدْلَالُ بِمَا قَالَ .

"اس کا یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ خیبر کے یہود اسلام سے پہلے اوس وخزرج کے سسرالی رشتہ دار تھے۔ ممکن ہے کہ ان کی عورتوں سے متعہ ہوا ہو، لہٰذا ابن قیم رحمہ اللہ کے بیان کردہ احتمال سے استدلال درست نہیں۔"

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 170/9)

تنبیہ: سنن نسائی کی ایک روایت (3369) میں یوم خیبر کے بجائے یوم حنین کے الفاظ ہیں۔

www.kitabosunnat.com

یوم حنین کے الفاظ وہم پر مبنی ہیں، انہیں بیان کرنے میں عبدالوہاب ثقفی منفرد ہے۔ باقی سارے راوی یوم خیبر ہی بیان کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلظَّاهِرُ أَنَّهُ تَصْحِيفٌ مِّنْ خَيْبَرَ .

''ظاہر ہے کہ یہ لفظ خیبر کی تصحیف (لکھنے میں غلطی) ہے۔''

(التّلخيص الحبير : 155/3)

اب فتح مکہ کے موقع پر ہونے والی ابدی حرمت ملاحظہ فرمائیں:

④ سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ، وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا .

''لوگو! میں نے آپ کو عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا جس کے پاس نکاحِ متعہ والی کوئی عورت ہو، وہ اسے چھوڑ دے اور جو آپ نے انہیں دے دیا، اس میں سے کچھ واپس نہ لیں۔'' (صحيح مسلم : 21/1406)

صحیح مسلم (1406) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَهُوَ يَقُولُ ....

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حجر اسود اور دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے یہ فرما رہے تھے......''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم (22/1406) میں ہے:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ، حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ، ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتّٰى نَهَانَا عَنْهَا.

"رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوتے ہوئے متعہ کی اجازت دی، پھر ہم نکلے نہیں تھے کہ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا۔"

صحیح مسلم (25/1406) کی روایت ہے:

نَهٰى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

"آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ہمیں متعہ کرنے سے منع فرمادیا۔"

ایک روایت میں بیان ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ: أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ أَعْطٰى شَيْئًا فَلَا يَأْخُذُهُ.

"بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع کیا اور فرمایا: خبردار! آج سے یہ قیامت تک کے لیے حرام ہوگیا ہے۔ جس نے (کسی عورت کو متعہ کے عوض) کوئی چیز دی ہو، وہ واپس نہ لے۔" (صحیح مسلم: 28/1406)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نکاحِ متعہ حرام کیا گیا، پھر بہت ہی محدود عرصہ، تقریباً تین دن کے لیے فتح مکہ کے موقع پر اس کی اجازت دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی اور اس کے بعد فتح مکہ والے دن اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

حرمت متعہ سے متعلق دیگر روایات کا جائزہ:

حرمت متعہ اور غزوۂ اوطاس:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس والے سال متعہ کی تین دن اجازت دی، پھر اس سے منع فرما دیا۔“ (صحیح مسلم: 18/1405)

بظاہر ان احادیث میں قیامت تک متعہ حرام ہونے کا موقع الگ الگ معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں ایک ہی ہے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامُ أَوْطَاسٍ وَّعَامُ الْفَتْحِ وَاحِدٌ، فَأَوْطَاسٌ وَّإِنْ كَانَتْ بَعْدَ الْفَتْحِ، فَكَانَتْ فِي عَامِ الْفَتْحِ بَعْدَهٗ بِيَسِيرٍ، فَمَا نَهٰى عَنْهُ؛ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يُّنْسَبَ إِلٰى عَامِ أَحَدِهِمَا أَوْ إِلَى الْآخَرِ، وَفِي رِوَايَةِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ مَّا دَلَّ عَلٰى أَنَّ الْإِذْنَ فِيهِ كَانَ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّحْرِيمُ، كَمَا هُوَ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَرِوَايَتُهُمَا تَرْجِعُ إِلٰى وَقْتٍ وَّاحِدٍ، ثُمَّ إِنْ كَانَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْإِذْنُ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ بَعْدَ الْفَتْحِ فِي غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ، فَقَدْ نُقِلَ نَهْيُهُ عَنْهَا بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهَا، وَلَمْ يَثْبُتِ الْإِذْنُ فِيهَا بَعْدَ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ، فَبَقِيَ تَحْرِيمُهَا إِلَى الْأَبَدِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

”غزوۂ اوطاس اور فتح مکہ کا سال ایک ہی ہے۔ اوطاس کا واقعہ اگرچہ بعد میں وقوع پذیر ہوا، لیکن یہ اسی سال فتح مکہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ہوا تھا۔ لہٰذا اس ممانعت کو غزوۂ اوطاس کے سال کی طرف منسوب کر لیں یا فتح مکہ کے سال کی طرف، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تین دن تک متعہ کی اجازت دی گئی تھی، پھر حرمت نازل ہو گئی۔ یہی بات سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہوئی ہے۔ یوں دونوں روایات ایک ہی وقت بتا رہی ہیں۔ اگر سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں واقعۂ فتح مکہ کے بعد غزوۂ اوطاس ہی میں متعہ کی اجازت بیان ہوئی ہو، تو بھی اس اجازت کے بعد متعہ سے ممانعت مروی ہے اور اس کے بعد اس کی اجازت بالکل مروی نہیں، لہٰذا یوں بھی متعہ کی ابدی حرمت باقی ہے۔“

(السّنن الکبریٰ: 204/7)

یعنی فتح مکہ اور غزوۂ اوطاس ایک ہی سال میں ہوئے، لہٰذا کسی نے اسے فتح مکہ کی طرف منسوب کیا اور کسی نے غزوۂ اوطاس کی طرف۔ یہ واقعہ ایک ہی ہے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دراصل فتح مکہ کے موقع پر ہی متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان فرما دیا گیا تھا۔

ایک اشکال کا ازالہ:

یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ جب متعہ غزوۂ خیبر میں حرام ہونے کے بعد فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لیے دوبارہ جائز ہوا تھا اور پھر ابدی طور پر حرام ہوا تھا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو متعہ کے حوالے سے فتح مکہ والی حرمت ہی ذکر کرتے، نہ کہ غزوۂ خیبر والی، جو بعد میں منسوخ بھی ہو گئی تھی؟

اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِمَّا أَنْ يَّكُونَ الْإِذْنُ الَّذِي وَقَعَ عَامَ الْفَتْحِ لَمْ يَبْلُغْ عَلِيًّا، لِقِصَرِ مُدَّةِ الْإِذْنِ، وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

"ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جو اجازت دی گئی تھی، وہ بہت مختصر عرصہ، یعنی صرف تین دن کے لیے دی گئی تھی، اس لیے ممکن ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع نہ پہنچ سکی ہو۔"

(فتح الباري: 171/9)

نیز فرماتے ہیں:

يُمْكِنُ الْاِنْفِصَالُ عَنْ ذٰلِكَ بِأَنَّ عَلِيًّا لَّمْ تَبْلُغْهُ الرُّخْصَةُ فِيهَا يَوْمَ الْفَتْحِ، لِوُقُوعِ النَّهْيِ عَنْهَا عَنْ قُرْبٍ.

"اس اشکال کا ازالہ یوں بھی ممکن ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن متعہ کے بارے میں اجازت معلوم نہ ہو سکی، کیونکہ فوراً ہی تو دوبارہ متعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے منع فرمادیا گیا تھا۔'' (فتح الباري: 169/9)

متعہ کی حرمت اور حجۃ الوداع:

گزشتہ صفحات میں یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ نکاحِ متعہ کی حرمت ایک بار غزوۂ خیبر کے موقع پر ہوئی، پھر فتح مکہ کے سال تین دن کے لیے اس کی رخصت دی گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک کے لیے اسے حرام فرما دیا۔ اس کے برعکس چند روایات میں حجۃ الوداع کا تذکرہ ملتا ہے، تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، يَنْهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ.

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر نکاحِ متعہ سے منع فرماتے ہوئے سنا۔''

(مسند الإمام أحمد: 404/3، سنن أبي داوٗد: 2072)

روایت ''شاذ'' (ضعیف) ہے۔ اسماعیل بن امیہ نے اسے بیان کرنے میں امام زہری رحمہ اللہ کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت، جن میں معمر بن راشد، صالح بن کیسان، سفیان بن عیینہ، عمرو بن حارث شامل ہیں، کی مخالفت کی ہے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَةُ الْجَمَاعَةِ أَوْلٰى.

''امام زہری رحمہ اللہ کے زیادہ شاگردوں کی روایت راجح ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(السّنن الکبریٰ: 204/7)

پھر اس روایت میں صرف متعہ سے ممانعت کا ذکر ہے، متعہ کی اجازت کا نہیں، لہٰذا اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان تو فتح مکہ والے سال ہی فرما دیا تھا، البتہ مزید تاکید اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی اعلان فرما دیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَعَلَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ إِعَادَةَ النَّهْيِ لِيَشِيعَ وَيَسْمَعَهُ مَنْ لَّمْ يَسْمَعْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ .

''شاید آپ ﷺ نے ممانعت کا اعلان دوبارہ اس لیے کر دیا ہو کہ یہ خوب نشر ہو جائے اور جو پہلے نہیں سن پایا تھا، اب سن لے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 170/9)

❁ سنن ابن ماجہ (1692) وغیرہ میں ربیع بن سبرہ سے بیان کرتے ہوئے عبدالعزیز بن عمر نے بھی حجۃ الوداع کے ''شاذ'' الفاظ بیان کیے ہیں۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَكَابِرِ؛ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، وَهُوَ وَهْمٌ، فَرِوَايَةُ الْجُمْهُورِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ زَمَنَ الْفَتْحِ .

''اسی طرح اکابر محدثین کی ایک جماعت، مثلاً ابن جریج اور سفیان ثوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہما نے عبدالعزیز بن عمر سے حجۃ الوداع کے الفاظ نقل کیے ہیں، لیکن یہ (عبدالعزیز بن عمر کا) وہم ہے۔ زیادہ راویوں نے ربیع بن سبرہ سے یہی بیان کیا ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی تھی۔"

(السّنن الکبریٰ: 207/7)

ثابت ہوا کہ صحیح مسلم وغیرہ کے الفاظ ہی صحیح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال متعہ سے منع فرمایا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا حَجَّةُ الْوَدَاعِ؛ فَهُوَ اخْتِلَافٌ عَلَى الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، وَالرِّوَايَةُ عَنْهُ بِأَنَّهَا فِي الْفَتْحِ أَصَحُّ وَأَشْهَرُ.

"رہا (متعہ کی حرمت کے سلسلے میں) حجۃ الوداع (کا ذکر)، تو اسے ربیع بن سبرہ سے بیان کرنے میں کسی سے اختلاف ہوا ہے۔ ان سے صحیح اور مشہور ترین روایت یہی ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی۔"

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 170/9)

یاد رہے کہ طیوریات (740/2) والی روایت امام زہری رحمہ اللہ کی "تدلیس" کی وجہ سے "ضعیف" ہے۔

حرمت متعہ اور غزوۂ تبوک:

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَبُوكَ، فَنَزَلْنَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَصَابِيحَ، وَرَآى نِسَاءً يَبْكِينَ، فَقَالَ : مَا هٰذَا؟، فَقِيلَ : نِسَاءٌ تُمُتِّعَ مِنْهُنَّ يَبْكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : حَرَّمَ، أَوْ قَالَ : هَدَمَ الْمُتْعَةَ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالْعِدَّةُ، وَالْمِيرَاثُ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ دورانِ سفر ہم ثنیۃ الوداع کے مقام پر ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے چراغوں کو جلتے اور عورتوں کو روتے دیکھا، تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یہ وہ عورتیں ہیں جن سے متعہ کیا گیا تھا، وہ رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نکاح، طلاق، عدت اور وراثت نے متعہ کو حرام کر دیا ہے۔''

(مسند أبي يعلٰى : 6625، سنن الدّارقطني : 259/3، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 26/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (4149) نے ''صحیح'' کہا ہے، جبکہ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (بيان الوهم والإيهام الواقعين في كتاب الأحكام : 84/5) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التّلخيص الحبير : 154/3، ح : 1500) نے سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

مؤمل بن اسماعیل جمہور محدثین کے نزدیک ''ثقہ، حسن الحدیث'' ہے۔

اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ متعہ کی حرمت غزوۂ تبوک کے موقع پر ہوئی، بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے متعہ کی حرمت نازل ہو چکی تھی، رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے اس موقع پر اس کو دوبارہ بیان فرمادیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قِصَّةُ تَبُوكَ؛ فَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمُ اسْتَمْتَعُوا مِنْهُنَّ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ، فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَقَعَ قَدِيمًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّوْدِيعُ مِنْهُنَّ حِينَئِذٍ وَّالنَّهْيُ، أَوْ كَانَ النَّهْيُ وَقَعَ قَدِيمًا، فَلَمْ يَبْلُغْ بَعْضَهُمْ فَاسْتَمَرَّ عَلَى الرُّخْصَةِ .

”غزوہ تبوک کے بارے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ صحابہ کرام نے اس موقع پر متعہ کیا۔ ممکن ہے کہ متعہ تو پہلے ہی ہوا ہو، لیکن عورتوں سے جدائی اس وقت ہوئی ہو اور اسی وقت یہ ممانعت بھی بیان ہوگئی ہو۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ممانعت پہلے سے ہوگئی ہو، لیکن بعض صحابہ کو اس کا علم نہ ہوا ہو اور وہ اس رخصت پر عمل کرتے رہے ہوں۔“

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 170/9)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى غَزْوَةِ تَبُوكَ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا عِنْدَ الْعَقَبَةِ مِمَّا يَلِي الشَّامَ، جَائَتْ نِسْوَةٌ، فَذَكَرْنَا تَمَتُّعَنَا، وَهُنَّ يَجُلْنَ فِي رِحَالِنَا، أَوْ قَالَ : يَطُفْنَ فِي رِحَالِنَا، فَجَائَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِنَّ، فَقَالَ : مَنْ هٰؤُلَاءِ النِّسْوَةُ؟، فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نِسْوَةٌ تَمَتَّعْنَا مِنْهُنَّ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، وَتَمَعَّرَ لَوْنُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، فَقَامَ فِينَا، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، فَتَوَادَعْنَا يَوْمَئِذٍ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، وَلَمْ نَعُدْ، وَلَا نَعُودُ لَهَا أَبَدًا، فَبِهَا سُمِّيَتْ يَوْمَئِذٍ ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ.

''ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ جب ہم شام کی طرف عقبہ کے قریب پہنچے، تو کچھ عورتیں آئیں۔ ہم نے ان سے متعہ کا معاہدہ کر لیا، وہ ہمارے خیموں میں گھوم پھر رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ عورتوں کو دیکھ کر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ وہ عورتیں ہیں، جن سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ آپ ﷺ غصے میں آ گئے، حتی کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور غصہ شدت اختیار کر گیا۔ آپ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر ہمیں متعہ سے منع فرما دیا۔ ہم مردوں اور عورتوں نے اسی وقت جدائی اختیار کر لی۔ دوبارہ کبھی ایسا نہیں کیا، نہ اب کبھی کریں گے۔ اسی بنا پر اس جگہ کا نام ثنیۃ الوداع (جدائی کی گھاٹی) پڑ گیا۔''

(الاعتبار في الناسخ والمنسوخ، ص: 178، نصب الراية للزيلعي: 179/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت باطل (جھوٹی) ہے۔

① عباد بن کثیر "متروک" ہے۔

② عبداللہ بن محمد بن عقیل جمہور محدثین کے نزدیک "ضعیف" ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ . "جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔"

(المجموع شرح المهذّب :1/155)

علامہ مناوی رحمہ اللہ حافظ ابو الفتح یعمری سے نقل کرتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ لِسُوءِ حِفْظِهٖ .

"حافظہ کی خرابی کے سبب جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔"

(فيض القدير : 527/5)

متعہ اور عمرۃ القضا:

امام معمر رحمہ اللہ اور امام حسن بصری رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

مَا حَلَّتِ الْمُتْعَةُ قَطُّ، إِلَّا ثَلَاثًا فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، مَا حَلَّتْ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .

"متعہ صرف عمرۃ القضا کے دوران تین دن حلال ہوا تھا، اس سے پہلے یا بعد کبھی حلال نہیں ہوا۔"

(مصنّف عبد الرزّاق : 503/7، 504، ح : 14040)

یہ قول امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی "تدلیس" کی وجہ سے "ضعیف" ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام کیا تھا؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ حلال ہی تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس کو حرام قرار دیا تھا۔ ان کے دلائل کا جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ، الْأَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ، فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں کھجوروں اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض متعہ کیا کرتے تھے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث کے معاملے میں ہمیں اس سے منع فرما دیا۔“

(صحیح مسلم: 16/1405)

اس حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں متعہ سے روکا، یہ نہیں کہ انہوں نے خود اسے حرام کیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعہ کی حرمت معلوم نہیں ہو سکی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر معلوم ہو گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں متعہ سے روکا، تو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کر دیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے، تو آپ نے خطبہ دیا: لوگو! بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے متعہ کرنے کا علم ہوا، اسے ضرور رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار گواہ پیش کر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کرنے کے بعد حلال کر دیا تھا، تو چھوڑ دوں گا۔"

(سنن ابن ماجه: 1963، مسند البزّار: 183، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثَبَتَ نَهْيُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ، بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهِ، وَلَمْ نَجِدْ عَنْهُ الْإِذْنَ فِيهِ بَعْدَ النَّهْيِ عَنْهُ، فَنَهْيُ عُمَرَ مُوَافِقٌ لِنَهْيِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَتَمَامُهُ أَنْ يُقَالَ لَعَلَّ جَابِرًا وَمَنْ نُقِلَ عَنْهُ اسْتِمْرَارُهُمْ عَلَى ذٰلِكَ بَعْدَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ نَهَى عَنْهَا عُمَرُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ النَّهْيُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمِمَّا يُسْتَفَادُ أَيْضًا أَنَّ عُمَرَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا اجْتِهَادًا، وَإِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا مُسْتَنِدًا إِلٰى نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وَقَعَ التَّصْرِيحُ عَنْهُ بِذٰلِكَ فِيمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ طَرِيقِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ خَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا.

"رسول اللہ ﷺ کا متعہ کی اجازت دینے کے بعد اس سے منع کرنا سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہے، جبکہ ممانعت کے بعد اس کی اجازت ثابت نہیں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ سے منع کرنا رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کی موافقت میں تھا۔ یہ بات تب سمجھ میں آتی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں کو، جو رسول اللہ ﷺ کے بعد متعہ کرتے رہے اور انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روکا، ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کا علم نہیں ہوا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے روکنے کا عمل اپنے اجتہاد سے نہیں کیا تھا، بلکہ اس ممانعت کی دلیل انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کو ہی بنایا تھا۔ اس کی صراحت سنن ابن ماجہ کی اس روایت میں ہے، جو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن متعہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجازت دی تھی، پھر اس سے (ہمیشہ کے لیے) منع فرما دیا۔"

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 9/172)

نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی متعہ شریعت اسلامیہ میں منسوخ اور حرام تھا، اسی لیے تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر اس کے قائل ہو گئے، ورنہ جس چیز کی رخصت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے کیسے حرام کر سکتے ہیں اور ان کے کہنے پر دوسرے صحابہ اس سے کیونکر رک سکتے ہیں؟

امام طحاوی رحمہ اللہ (238-321ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : كُنَّا نَتَمَتَّعُ حَتّٰى نَهَانَا عَنْهَا عُمَرُ، فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ لَمْ يَعْلَمْ بِتَحْرِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، حَتّٰى عَلِمَهُ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفِي تَرْكِهِ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَهُ لَهُمْ، دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ قَامَتْ عِنْدَهُ عَلٰى نَسْخِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيمِهِ.

"رہا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ہم متعہ کرتے رہے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روک دیا، تو ممکن ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متعہ سے روکنا معلوم نہ ہوا ہو اور اس ممانعت کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے ہی ہوا ہو۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شروع میں مباح کردہ عمل سے رک جانا دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کا منسوخ اور حرام ہونا (رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے) ثابت ہو چکا تھا۔" (شرح معاني الآثار: 3/26)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعہ اور علمائے امت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور متعہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَنْكِحَ امْرَأَةً إِلَّا نِكَاحَ الْإِسْلَامِ، يُمْهِرُهَا، وَيَرِثُهَا وَتَرِثُهُ، وَلَا يُقَاضِيهَا عَلٰى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ، إِنَّهَا امْرَأَتُهُ، فَإِنْ مَّاتَ أَحَدُهُمَا لَمْ يَتَوَارَثَا.

''کسی مرد کے لیے جائز نہیں کہ کسی عورت سے اسلام کے نکاح کے علاوہ کوئی اور نکاح کرے۔ مرد عورت کو حق مہر دے گا اور بیوی (کے فوت ہونے پر اس) کا وارث بنے گا، (اور اس کے فوت ہونے پر) بیوی اس کی وارث بنے گی۔ کوئی مرد عورت سے معین مدت تک نکاح نہ کرے کہ وہ اس کی بیوی تو ہو، لیکن اگر وہ فوت ہو جائے، ان میں سے ایک کے مرنے پر دوسرا اوارث نہ بن سکے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 207/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ : إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ، كَمَا أَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ، يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ، يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ : إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ، فَلَعَمْرِي، لَقَدْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلٰى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ، يُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ : فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ، فَوَاللّٰهِ، لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ .

''سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں کھڑے ہوئے اور ایک شخص کی طرف تعریض کرتے ہوئے فرمایا: کچھ لوگوں کی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنکھیں اندھی کی ہیں، ان کے دل بھی اندھے کر دیئے ہیں اور وہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اس آدمی کو بلایا، تو وہ کہنے لگا: تم بڑے سخت طبع آدمی ہو، قسم سے متعہ تو امام المتقین، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہوتا رہا ہے۔ اس پر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اپنی ذات پر ذرا تجربہ تو کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے ایسا کیا، تو میں ضرور تمہیں تیرے پتھروں کے ساتھ رجم کر دوں گا۔''

(صحیح مسلم: 27/1406)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاحِ متعہ کو جائز سمجھتے تھے، لیکن جب انہیں متعہ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان معلوم ہوا، تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع فرما لیا تھا۔

❀ ابو جمرہ، نصر بن عمران تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ مَوْلًى لَهُ : إِنَّمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْغَزْوِ، وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: صَدَقْتَ.

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں سے متعہ کے بارے سوال کیا، تو ان کے غلام نے کہا: یہ تو اس وقت غزوات میں جائز تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ نے سچ کہا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 26/3، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ذکر کرنے کے بعد امام طحاوی لکھتے ہیں:

هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّمَا أُبِيحَتْ وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، أَيْ فَلَمَّا كَثُرْنَ ارْتَفَعَ الْمَعْنَى الَّذِي مِنْ أَجْلِهِ أُبِيحَتْ.

''یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، جو فرمارہے ہیں کہ متعہ اس وقت جائز قرار دیا گیا تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ یعنی جب عورتیں زیادہ ہوگئیں، تو سبب ختم ہوگیا، جس کی بنا پر اسے جائز قرار دیا گیا تھا (لہٰذا اسے حرام کردیا گیا)۔''

(شرح معاني الآثار: 26/3)

مشہور لغوی، ابن منظور، افریقی (282-370ھ) لکھتے ہیں:

اَلثَّابِتُ عِنْدَنَا أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَرَاهَا حَلَالًا، ثُمَّ لَمَّا وَقَفَ عَلٰى نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا رَجَعَ عَنْ إِحْلَالِهَا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کو حلال سمجھتے تھے، پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا تھا، تو انہوں نے اس سے رجوع فرما لیا تھا۔'' (لسان العرب: 330/8)

امام ابوعُبَید، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (150-224ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهُ كَانَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهِ، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ.

''ہمارے علم میں کسی صحابی سے نکاح متعہ کی رخصت منقول نہیں، ہاں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جواز کے قائل تھے، آپ کا رجوع بھی ثابت ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ، ص: 80)

تابعین اور نکاحِ متعہ:

امام سعید بن میسّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَسَخَ الْمُتْعَةَ الْمِيرَاثُ.

''وراثت نے متعہ منسوخ کر دیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 551/3، ح: 17070، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَلَا وَإِنَّ الْمُتْعَةَ هِيَ الزِّنَا. ''خبردار! نکاحِ متعہ زنا ہی ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ للقاسم: 130، مصنّف ابن أبي شيبة: 552/3، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن جریج رحمہ اللہ اور متعہ:

اگر کوئی کہے کہ ابن جریج رحمہ اللہ متعہ کے جواز کے قائل تھے، تو جواباً عرض ہے کہ آپ رحمہ اللہ سے رجوع ثابت ہے، فرماتے ہیں:

اِشْهَدُوا أَنِّي قَدْ رَجَعْتُ عَنْهَا بَعْدَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا أَرْوِي فِيهَا لَا بَأْسَ بِهَا .

''گواہ ہو جائیں کہ میں نے متعہ کے متعلق اٹھارہ (۱۸) ثابت احادیث روایت کرنے کے بعد رجوع کر لیا ہے۔''

(صحيح أبي عوانة : 4087، وسندهٔ صحيحٌ)

امام مالک رحمہ اللہ اور متعہ:

صاحب ہدایہ، علامہ مرغینانی حنفی (م:593ھ) نے لکھا ہے:

قَالَ مَالِكٌ : هُوَ جَائِزٌ .

''امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے۔''

(الهداية شرح بداية المبتدي : 2/333)

لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے، اس پر کئی دلائل ہیں:

① امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''موطا'' میں متعہ کی حرمت پر حدیث ذکر کی ہے۔

شارحِ ہدایہ، علامہ عینی حنفی (762-855ھ) لکھتے ہیں:

عَادَةُ مَالِكٍ أَنْ لَّا يَرْوِيَ حَدِيثًا فِي مُوَطَّإِهِ إِلَّا وَهُوَ يَذْهَبُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَيَعْمَلُ بِهِ، وَلَوْ ذُكِرَ عَنْهُ مَا ذَكَرَهُ الْأَكْمَلُ لَذَكَرَهُ أَصْحَابُهُ، وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ.

''امام مالک رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ اپنی کتاب موطا میں جو حدیث ذکر کرتے ہیں، اس کے مطابق اپنا مذہب بھی بناتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی، جیسے اکمل نے ذکر کی ہے (کہ امام مالک رحمہ اللہ متعہ کو جائز سمجھتے تھے)، تو امام مالک رحمہ اللہ سے ان کے شاگرد ذکر کرتے، لیکن ان سے ایسی کوئی بات منقول نہیں۔''

(البناية شرح الهداية : 63/5)

② علمائے حق نے اس قول کو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا۔

③ صاحب ہدایہ کے ردّ میں کاکی حنفی لکھتے ہیں:

هٰذَا سَهْوٌ، فَإِنَّ الْمَذْكُورَ فِي كُتُبِ مَالِكٍ حُرْمَةُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ.

''یہ صاحب ہدایہ کی غلطی ہے، کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کی کتب میں نکاحِ متعہ کی حرمت ذکر کی گئی ہے۔''

(البناية شرح الهداية للعيني الحنفي : 63/5)

④ مالکیوں کی کتابوں میں متعہ کو بالاجماع حرام لکھا گیا ہے۔

⑤ شارحِ ہدایہ، علامہ ابن ہمام حنفی (790-861ھ) لکھتے ہیں:

نِسْبَتُهُ إِلٰى مَالِكٍ غَلَطٌ.

''امام مالک کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فتح القدیر : 247/3)

⑥ اس بارے میں ابن نجیم حنفی (م: 790ھ) لکھتے ہیں:

مَا فِي الْهِدَايَةِ مِنْ نِّسْبَتِهٖ إِلٰی مَالِكٍ، فَغَلَطٌ، كَمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُونَ.

"ہدایہ میں امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جو متعہ کے جواز کی نسبت کی گئی ہے، وہ غلط ہے، جیسا کہ شارحین نے ذکر کیا ہے۔"

(البحر الرّائق شرح کنز الدّقائق : 115/3)

معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے متعہ کا جواز قطعاً ثابت نہیں۔

اہل حجاز اور متعہ:

❀ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے:

يُجْتَنَبُ أَوْ يُتْرَكُ مِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ : شُرْبُ الْمُسْكِرِ، وَالْأَكْلُ عِنْدَ الْفَجْرِ فِي رَمَضَانَ، وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي سَبْعَةِ أَمْصَارٍ، وَتَأْخِيرُ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰی يَكُونَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ أَرْبَعَةَ أَمْثَالِهٖ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ : اسْتِمَاعُ الْمَلَاهِي، وَالْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، وَالْمُتْعَةُ بِالنِّسَاءِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارَيْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَدًا بِيَدٍ، وَإِتْيَانُ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ .

"پانچ اقوال اہل عراق کے اور پانچ اقوال اہل حجاز کے چھوڑ دیئے جائیں؛ اہل عراق کے پانچ اقوال یہ ہیں: ① نشہ آور چیز پینا۔ ② رمضان میں فجر کے نزدیک کھانا۔ ③ سات شہروں کے علاوہ کہیں بھی جمعہ نہ ہونا۔ ④ چار گنا سایہ ہونے تک عصر کی نماز کو لیٹ کرنا۔ ⑤ کفار سے لڑائی کے دوران بھاگ جانا۔ اور اہل حجاز کے پانچ اقوال یہ ہیں: ① موسیقی سننا۔ ② دو نمازوں کو بغیر عذر جمع کرنا۔ ③ عورتوں سے متعہ کرنا۔ ④ نقد کی صورت میں ایک کے بدلے دو درہم اور ایک دینار کے بدلے دو دینار کا لین دین کرنا۔ ⑤ عورتوں سے غیر فطری مباشرت۔"

(معرفة علوم الحديث للحاكم : 65، تاريخ ابن عساكر : 54/58، 59)

سند سخت "ضعیف" ہے، ابوعبداللہ بن بحر کی توثیق نہیں مل سکی۔ غیر معتبر اور نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ بات قابل قبول نہیں ہوسکتی۔

❀ امام اوزاعی رحمہ اللہ سے منسوب ایک قول میں متعہ کے جواز کی نسبت اہل مکہ کی طرف کی گئی ہے۔ (تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 362/1)

سند "ضعیف" ہے، محمد بن ادریس بن حجاج المعروف بہ ابن ابوحمادہ "مجہول" ہے۔ متقدمین ائمہ محدثین نے توثیق نہیں کی۔ اس میں ایک اور علت بھی ہے۔

متعہ اور حج تمتع؟:

بعض احادیث میں حج تمتع کو بھی متعہ کہا گیا ہے۔ اس سے بھی بعض لوگ دھوکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھا جاتے ہیں اور ان احادیث کو نکاحِ متعہ پر دلیل بنا لیتے ہیں۔

❁ مسلم القری، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْنَا عَلَى أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: فَعَلْنَاهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

"ہم سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے عورتوں کے متعہ (حج) کے بارے میں سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسا کیا تھا۔"

(السنن الكبرى للنسائي : 5515، مسند الطيالسي : 1742، وسنده حسن)

معجم کبیر طبرانی (103/24) میں صرف "متعہ" کے الفاظ ہیں۔

اس سے مراد حج تمتع ہے، کیونکہ اسے بھی مجازاً متعہ حج کہا جاتا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ لِلنِّسَاءِ .

"ہم نے سیدہ اسماء سے عورتوں کے لیے حج تمتع کے بارے میں پوچھا۔"

اسی پر انھوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حج تمتع کیا تھا، اس کی وضاحت صحیح مسلم میں موجود ہے:

❁ مسلم القری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ، فَرَخَّصَ فِيهَا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا، فَقَالَ : هٰذِهِ أُمُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيهَا، فَادْخُلُوا عَلَيْهَا، فَاسْأَلُوهَا، قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ، فَقَالَتْ: قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا.

"میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے اس کی رخصت دی، جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے منع فرماتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رخصت دی تھی، ان کے پاس جائیے اور پوچھ لیجئے۔ ہم سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے، وہ نابینا اور بھاری بھرکم عورت تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کی اجازت دی تھی۔"

(صحیح مسلم: 1238)

اس کی مزید تائید صحیح بخاری (1796) اور صحیح مسلم (1237) کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ حدیث میں متعہ سے مراد متعۃ الحج ہے، نہ کہ نکاحِ متعہ۔

الحاصل:

قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی رُو سے نکاحِ متعہ قیامت تک حرام کر دیا گیا ہے۔ اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحاب ثلاثہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

بعض اطراف سے یہ غوغا اٹھایا جاتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اصحاب ثلاثہ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو ظالم اور غاصب سمجھتے تھے، یہ بہت بڑا جھوٹ، حقائق سے بغاوت اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

① سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، عُمَرُ.

''میں آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے بہترین شخص کے بارے خبر نہ دوں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر فرمایا، کیا میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد امت کے بہترین شخص کے بارے میں نہ بتاوں؟ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد: 106/1، 110، وسندہٗ حسنٌ، والحدیث صحیحٌ متواتر)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَ عَنْهُ.

''یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متواتر منقول ہے۔''

(منهاج السّنة النّبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة: 308/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، هٰذَا واللّٰهِ الْعَظِيْمِ قَالَهٗ عَلِيٌّ وَهُوَ مُتَوَاتِرٌ عَنْهُ؛ لِأَنَّهٗ قَالَهٗ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ فَلَعَنَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ مَا أَجْهَلَهُمْ؟.

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں برسر منبر فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کی بہترین ہستیاں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اللہ عظیم کی قسم! یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت کرے! وہ کتنے جاہل ہیں!“ (سِیَر أعلام النبلاء : 28/15)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبتَ عَنْهُ بِالتَّوَاتُرِ.

”یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔“

(البداية والنّهاية : 370/7)

(۲) محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ کے بعد بہترین ہستی کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ، پھر اس ڈر سے کہ مزید پوچھا، تو آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے، میں نے کہا: ابا جان! پھر تو آپ ہیں نا؟ فرمایا: میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔''

(صحيح البخاري: 815/2، ح: 3671، سنن أبي داوٗد: 4629، مصنّف ابن أبي شيبة: 473/7، السّنة لابن أبي عاصم: 1204، 1206، الشّريعة للآجرّي: 1866، 1869، الاعتقاد للبيهقي: 517، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ جلیلہ: ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے کہا:

أَبُو بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فِيمَا عَلَا وَسَبَقَ، حَتّٰى لَا يُذْكَرَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ: كَانَ أَفْضَلُهُمْ إِسْلَامًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

''کیا (مطلق طور پر) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے، کہا: نہیں، میں نے کہا: پھر کس بنا پر اس درجہ فائق ہوئے کہ ان کے بغیر کسی کا ذکر ہی نہیں ہوتا، فرمایا: آپ اسلام میں تا حیات افضل رہے۔''

(السّنة لابن أبي عاصم: 1255، مصنّف ابن أبي شيبة: 12/7، وسندهٗ صحيحٌ)

③ عبد خیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برسر منبر فرماتے سنا:

قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَمِلَ بِعَمَلِهٖ، وَسَارَ بِسِيرَتِهٖ، حَتّٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا، وَسَارَ بِسِيرَتِهِمَا، حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ.

"رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے اسوۂ رسول کی پیروی کی، آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کیا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی حالت میں فوت کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل اختیار کیا اور ان کی سیرت پر عمل کیا، یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔"

(زوائد مسند الإمام أحمد: 127/1، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي بَكْرٍ: مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيلُ، وَمَعَ الْآخَرِ مِيكَائِيلُ، وَإِسْرَافِيلُ مَلَكٌ عَظِيمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ وَيَكُونُ فِي الصَّفِّ.

"نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ میں سے ایک کے ساتھ جبریل علیہ السلام اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں، جبکہ اسرافیل علیہ السلام عظیم فرشتہ ہیں، جو لڑائی میں حاضر ہوتے ہیں اور جنگی صفوں میں موجود ہوتے ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 68/3، السّنة لابن أبي عاصم : 1252، مصنّف ابن أبي شيبة : 16/12، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

⑤ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِّنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

''ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کے اقراری ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بیت کی قرابت داری اور ان کے حقوق کا ذکر کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے حسن سلوک مجھے اپنے عزیز واقارب سے زیادہ عزیز ہے۔''

(صحيح البخاري: 3711، 3712، صحيح مسلم: 1758)

⑥ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

فَتَشَهَّدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَمَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ، وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ، وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ، وَكُنَّا نَحْنُ نَرٰى لَنَا حَقًّا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ.

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت پہچانتے ہیں اور اللہ نے جو آپ کو مرتبہ عطا کیا ہے، اس سے واقف ہیں اور جو خلافت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے، اس کو آپ سے چھیننے میں رغبت نہیں رکھتے، لیکن آپ نے خود ہی یہ حکومت حاصل کرلی (ہم سے مشورہ نہیں کیا)، حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی بنا پر اس (مشورہ) میں اپنا حق سمجھتے تھے، پھر وہ مسلسل اس مسئلہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے رہے، حتی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔''

(صحيح البخاري: 4240، 4241، صحيح مسلم: 1759)

⑦ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا:

وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (شہادت کے بعد) چارپائی پر رکھ دیے گئے، جنازہ اٹھانے سے پہلے لوگ چاروں طرف کھڑے تھے اور آپ کے لیے دعا واستغفار کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا، اچانک سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آپ کے بعد بھلا کون ہے، جس کی مثل عمل کر کے اللہ کے دربار میں حاضری مجھے محبوب رہی ہو؟ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، کیوں کہ میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ میں، ابو بکر اور عمر گئے، میں، ابو بکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابو بکر اور عمر نکلے۔''

(صحيح البخاري: 3685، صحيح مسلم: 2389)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے راضی تھے، ان کے لیے دعائے رحمت کرتے اور سیدنا ابو بکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی بتاتے تھے۔

⑧ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الْاخْتِلَافَ، حَتّٰى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي.

''(اہل عراق! جن لونڈیوں سے تمہاری اولاد ہے، ان کی آزادی کے بارے میں) آپ جو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کیجیے، میں اس مسئلہ میں (سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے) اختلاف نہیں کرنا چاہتا، تاکہ وحدت امت قائم رہے اور میں خلفائے ثلاثہ کے طریقے پر ہی فوت ہو جاؤں۔''

(صحیح البخاري: 3707، وسندهٗ صحیحٌ)

⑨ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهُ عَلٰى عَاتِقِهِ، وَقَالَ: بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد گلی میں نکلے، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا اور انہیں کندھے پہ اٹھا لیا، فرمایا: میرے باپ قربان، یہ نبی کے مشابہ ہیں، علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس دیے۔'' (صحیح البخاري: 3542)

⑩ سالم بن ابی حفصہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَقَالَا لِي: يَا سَالِمُ تَوَلَّاهُمَا وَابْرَأْ مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَدُوِّهِمَا فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى، قَالَ سَالِمٌ : وَقَالَ لِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ : يَا سَالِمُ أَيَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ أَبُو بَكْرٍ جَدِّي لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَتَوَلَّاهُمَا وَأَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا .

''میں نے ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر رحمہ اللہ) اور جعفر بن محمد (امام صادق رحمہ اللہ) سے سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: سالم! ان سے محبت رکھیے اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ برأت کیجیے، کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے، سالم کہتے ہیں: مجھے جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا: سالم! بھلا بندہ اپنے دادا کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دادا ہیں، مجھے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر میں ان (سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت نہ رکھوں اور ان کے دشمنوں سے اظہار برأت نہ کروں۔''

(الاعتقاد للبيهقي : 506، وسندهٗ حسنٌ)

(۱۱) فرزندِ علی، محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، قَالَ : فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ : إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ السَّاعَةَ، قَالَ : فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ : فَأَخَذْتُ بِوَسَطِهِ تَخَوُّفًا عَلَيْهِ، فَقَالَ : خَلِّ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَأَتٰى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتٰى دَارَهُ فَدَخَلَهَا، وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوا عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيفَةٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ: لَا تُرِيدُونِي، فَإِنِّي لَكُمْ وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي لَكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالُوا: لَا وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، قَالَ: فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَا تَكُونُ سِرًّا، وَلٰكِنْ أَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايِعَنِي بَايَعَنِي، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ.

”ان دنوں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا، کہنے لگا: امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے، پھر ایک اور آدمی نے خبر دی کہ ابھی ابھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے، میں نے کسی اندیشہ کے پیش نظر انہیں کمر سے تھام لیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ ہوئی آپ کی ماں، چھوڑیئے! آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، واپس گھر آ گئے، دروازہ بند کر لیا۔ لوگ آپ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے، دروازہ کھولا، تو آپ کے پاس آ کر کہنے لگے، عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، اب ضروری ہے کہ کوئی خلیفہ ہو! اور ہم سمجھتے کہ اس منصب کا اہل آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمانے لگے: میرے بارے ایسا مت سوچئے، میں بجائے اس کے کہ امیر بنوں، وزیر ہی بہتر ہوں۔ لوگ کہنے لگے: اللہ کی قسم! آپ سے زیادہ اس منصب کا اہل کوئی نہیں ہے۔ فرمایا: اگر مجھے ہی بنانا چاہتے ہو، تو میری بیعت چھپ کر نہیں ہوگی، میں مسجد چلا جاتا ہوں، جسے بیعت کرنی ہو وہاں آ کر بیعت کر لے۔ آپ مسجد کی طرف نکل گئے، وہاں لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔"

(فضائل الصّحابة للإمام أحمد بن حنبل: 969، وسندهٗ صحيحٌ)

یہاں واضح طور پر معلوم ہوتا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کہ آپ خلافت بلافصل کے دعویدار تھے، آپ رضی اللہ عنہ تو چوتھے خلیفہ ہونے پر راضی نہیں، بلکہ وزیر رہنا چاہتے ہیں، چہ جائیکہ خلافت بلافصل کا دعوی کریں۔

⑫ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى عَلٰى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا، فَجَعَلَ الرِّجَالَ يَلُونَ الْإِمَامَ، وَالنِّسَاءَ يَلِينَ الْقِبْلَةَ، فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَّاحِدًا، وَوُضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومِ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَابْنٍ لَّهَا، يُقَالُ لَهٗ زَيْدٌ، وُضِعَا جَمِيعًا، وَالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، وَفِي النَّاسِ ابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ، وَأَبُو قَتَادَةَ، فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ.

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو میتوں پر اکٹھی نماز جنازہ ادا کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مردوں کو امام کی جانب اور عورتوں کو قبلہ کی جانب رکھا اور سب کو ایک لائن میں رکھ دیا، جب کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے زید کو اکٹھا رکھا۔ نماز جنازہ سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ بچہ امام کی جانب رکھا گیا۔''

(سنن النسائي : 1980، سنن الدّارقطني : 2/79، 80، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 33/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۵۴۵) نے صحیح کہا ہے۔

اس کی سند کو حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذّب : ٢٢٤/٥) نے ''حسن''، جبکہ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : ٣٨٥/٥) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التّلخيص الحبير : ١٤٦/٢) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا شرف دامادی حاصل ہے، جو کہ باہمی محبت و مودت کا غماز ہے۔

⑬ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ .

''ہمارا رجحان تھا کہ سکینت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوتی ہے۔''

(مصنّف عبد الرّزّاق : 20380، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ خلافت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان کے دورِ خلافت میں دعوی امامت وخلافت کرنا ثابت نہیں، بلکہ تینوں خلفا کے ہاتھ پر خلافت وامامت کی بیعت کرنا ثابت ہے۔ اس کے باوجود بعض نا اندیش مصر ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ کے دور میں دعوی خلافت وامامت کیا تھا، دلائل ملاحظہ ہوں!

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کیجیے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَا أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكُمْ، لَا أُبَايِعُكُمْ، وَأَنْتُمْ أَوْلٰى بِالْبَيْعَةِ لِي، أَخَذْتُمْ هٰذَا الْأَمْرَ مِنَ الْأَنْصَارِ ......

"میں آپ سے زیادہ خلافت کا حقدار ہوں، میں آپ کی بیعت نہیں کرتا، بلکہ آپ کو میری بیعت کرنا چاہیے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت کا احتجاج کر کے انصار سے خلافت لے لی۔ اب آپ، ہم اہل بیت سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ نے انصار کے مقابلہ میں اس خیال کا اظہار نہیں کیا کہ آپ اس امر میں ان سے زیادہ لائق ہیں؟

اے گروہِ مہاجرین! اللہ تعالیٰ سے ڈریں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت ان کے گھر سے نکال کر اپنے گھر نہ لے جائیں۔"

(كتاب الإمامة والسياسة لابن قتيبة، ص: 12، مطبوعه مصر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ کا پلندا ہے، اس کی کوئی سند نہیں، اہل دانش و بینش اس طرح کی واہی تباہی پر مبنی بے سروپا، بے ثبوت روایات پر کان نہیں دھرتے۔

الامامہ والسیاسۃ نامی کتاب غیر معتبر ہے۔ جو ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے۔ ایسی بے سند روایات پیش کرنے سے پہلے یوم حساب کو ذہن میں رکھنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آئے اور پانی مانگنے کی مہلت بھی نہ ملے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

كُنَّا نَرٰى أَنَّ لَنَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ حَقًّا، فَاسْتَبْدَدْتُمْ بِهٖ عَلَيْنَا، ثُمَّ ذَكَرَ قَرَابَتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَلَمْ يَزَلْ عَلِيٌّ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى بَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ.

''ہم خلافت کی مشاورت میں اپنا حق سمجھتے تھے، لیکن آپ لوگوں نے ہمیں اس میں شریک نہیں کیا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت اور حقوق کا ذکر شروع کیا، یہ کہہ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابھی نیچے نہیں اترے تھے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔''

(تاريخ الطّبري: 202/3، طبع مصر)

سند ضعیف ہے۔

① امام عبدالرزاق بن ہمام مدلس ہیں۔

② امام زہری بھی مدلس ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مسلّم اصول ہے کہ ثقہ مدلس جب سماع کی صراحت نہ کرے، تو بخاری و مسلم کے علاوہ اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

③ یہ ان صحیح روایات کے بھی خلاف ہے، جن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ثابت ہے۔

③ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ عَنِ الْمَدَائِنِيِّ، عَنْ أَبِي مِخْنَفٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ كَتَبَتْ أُمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ إِلٰى عَلِيٍّ بِخُرُوجِهِمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ: الْعَجَبُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا قَبَضَ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: نَحْنُ أَهْلُهُ وَأَوْلِيَاؤُهُ لَا يُنَازِعُنَا سُلْطَانَهُ أَحَدٌ، فَأَبٰى عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَوَلَّوْا غَيْرَنَا، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ الْفُرْقَةِ وَأَنْ يَعُودَ الْكُفْرُ وَيَبُوءَ الدِّينُ لَغَيَّرْنَا، فَصَبَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الْأَلَمِ.

”عامر شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا، تو امِ فضل بنت حارث نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے طلحہ وزبیر پر، وہ کس طرح میرے مخالف ہو گئے؟ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا، تو ہم نے کہا تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور ولی ہیں۔ آپ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خلافت کے سلسلہ میں کوئی شخص ہمارے ساتھ نزاع اور اختلاف نہیں کرے گا۔ ہماری قوم نے انکار کیا اور ہمارے غیر (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنا لیا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس چیز کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جائے گا، کفر عود آئے گا اور دین اسلام خراب و برباد ہو جائے گا، تو ہم اس امر (خلافت ابوبکر) کو بدل کر رکھ دیتے۔ (ہم نے مصلحت کے پیش نظر) بعض مصائب و آلام پر صبر کیا۔"

(الاستیعاب لابن عبد البر، مطبوعہ بر حاشیۃ الإصابۃ: 502/1)

روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اسے بغیر سند عمر بن شبہ سے ذکر کیا ہے۔

① لوط بن یحییٰ ابومخنف کوفی رافضی بالاجماع ضعیف ہے۔ اس کے بارے ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ. "یہ کچھ بھی نہیں۔"

(تاریخ یحیی بن معین بروایۃ الدوري: 1358)

نیز کہتے ہیں: لَيْسَ بِثِقَةٍ.

"معتبر نہیں ہے۔" (تاریخ یحیی بن معین بروایۃ الدوري: 1780)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا الَّذِي قَالَهُ ابْنُ مَعِينٍ يُوَافِقُهُ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ جو امام ابن معین رحمہ اللہ نے کہا ہے، اس پر ائمہ کرام نے ان کی موافقت کی ہے۔'' (الكامل في ضعفاء الرّجال : 93/6)

نیز کہتے ہیں: شِيْعِيٌّ مُحْتَرِقٌ، صَاحِبُ أَخْبَارِهِمْ.

''کٹر شیعہ تھا اور ان کا مورخ تھا۔'' (الكامل : 93/6)

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

(الجرح والتّعديل : 182/7)

امام دارقطنی فرماتے ہیں: أَخْبَارِيٌّ، ضَعِيفٌ.

''اخباری ہے اور ضعیف ہے۔'' (الضّعفاء والمتروكون : 669)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ شِيْعِيًّا، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ.

''شیعہ تھا اور ائمہ کے نزدیک ضعیف تھا۔'' (البداية والنهاية : 220/8)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''یہ جھوٹا ہے۔'' (تاريخ الإسلام : 188/2)

نیز لکھتے ہیں: أَخْبَارِيٌّ، تَالِفٌ، لَا يُوْثَقُ بِهِ.

''یہ اخباری اور سخت ضعیف ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔''

(ميزان الاعتدال : 419/3)

③ جابر جعفی رافضی کذاب اور متروک ہے۔

اہل سنت کے اجماعی موقف کے خلاف ایسی روایات پیش کرنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كُنْتُ عَلَى الْبَابِ يَوْمَ الشُّورٰى فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ بَيْنَهُمْ فَسَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: بَايَعَ النَّاسُ لِأَبِي بَكْرٍ، وَإِنَّا وَاللّٰهِ أَوْلٰى بِالْأَمْرِ مِنْهُ وَأَحَقُّ مِنْهُ، فَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ مَخَافَةَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ رِقَابَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ.

''میں شوریٰ کے دن دروازہ کے پاس کھڑا تھا، اہل شوریٰ کی آوازیں بلند ہونے لگیں، میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی، حالانکہ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ حقدار تھا، لیکن میں نے محض اس اندیشہ سے سکوت اختیار کرلیا کہ (اس خانہ جنگی کی وجہ سے) لوگ کفر کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ اڑانا شروع کر دیں۔''

(الضّعفاء الكبير للعقيلي : 211/2)

سند سخت ضعیف ہے، امام عقیلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ عَلِيٍّ.

''اس حدیث کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ثبوت نہیں۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: هُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ.

''یہ خبر منکر ہے۔'' (میزان الاعتدال : 441/1)

نیز لکھتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ صَحِيحٍ وَحَاشَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ قَوْلِ هٰذَا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ صحیح نہیں ہے، امیر المومنین کو ایسے قول سے اللہ بچائے!“

(میزان الاعتدال: 1/442)

روایت ضعیف ہے:

① حارث بن محمد کو امام ابن عدی (الکامل: ۱/ ۱۹۴) اور امام عقیلی (الضعفاء: ۱/ ۲۱۲) نے مجہول کہا ہے، لہٰذا امام ابن حبان رحمہ اللہ کا اسے الثقات (۱۳۶/۴) میں ذکر کرنا کچھ مفید نہیں۔

② رجل مبہم بھی ہے۔

فائدہ: جس سند میں رجل مبہم کا ذکر نہیں، وہ سند محمد بن حمید رازی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نیز اس میں حارث بن محمد نے سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا رجل مبہم کا اضافہ اس میں بھی موجود ہے۔ یہ المزید فی متصل الاسانید کی صورت بنتی ہے، جس بنا پر یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

تَشَهَّدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَمَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ، وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ، وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ، وَكُنَّا نَحْنُ نَرٰى لَنَا حَقًّا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ.

”سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: ابوبکر! ہم آپ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی فضیلت پہچانتے ہیں اور اللہ نے جو آپ کو مرتبہ عطا کیا ہے، اس سے واقف ہیں اور جو خلافت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے، اس کو آپ سے چھیننے میں رغبت نہیں رکھتے، لیکن آپ نے خود ہی یہ حکومت حاصل کر لی (ہم سے مشورہ نہیں کیا)، حالانکہ ہم نبی ﷺ سے قرابت کی بنا پر اس (مشورہ) میں اپنا حق سمجھتے تھے، پھر وہ مسلسل سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے رہے، حتی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔"

(صحيح البخاري : 4240، 4241، صحيح مسلم : 1759)

اس حدیث سے بعض الناس کے دعویٰ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ کر اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خلافت عطا کی ہے، ہم اسے چھیننے میں کوئی رغبت نہیں رکھتے، بات اتنی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے قرابت دار ہیں، ہم سے مشورہ کیوں نہیں کیا گیا؟

قارئین کرام! صحیح احادیث اور اجماع امت کے خلاف ان بے ثبوت روایات کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ ان ضعیف اور موضوع (من گھڑت) روایات کی بنا پر امت مسلمہ کے مد مقابل علیحدہ امت کھڑی کر لینا افسوس ناک ہے اور ان کی بنا پر صحابہ کرام کو ہدف طعن بنانا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔

نہج البلاغہ اور الامامت والسیاست جیسی بے سند اور بے ثبوت کتابوں کے حوالہ جات پیش کرنا عدل و انصاف کا خون کرنا ہے۔ ہمارے نزدیک سند دین ہے۔ بے سند باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

آخر میں حافظ احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی رحمہ اللہ کا قول فیصل ذکر کیے دیتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”شیعہ روافض نے بہت سی باطل اور جھوٹی احادیث بیان کی ہیں اور خلافت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق احادیث گھڑ لی ہیں اور ان کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سب جھوٹ کا مرکب ہے۔ اگر اس بارے کچھ بھی صحیح ہوتا یا سقیفہ والے دن صحابہ کرام کے ہاں معروف ہوتا، تو وہ اسے ذکر کرتے اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اسے اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے، نیز ان کے لیے اس طرح کی بات سے خاموش ہو جانا کسی طرح جائز نہ ہوتا، کیونکہ یہ اللہ، اس کے رسول اور خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں کا حق تھا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت علم اور دین میں پختگی بھی معلوم ہے اور آپ کی شجاعت بھی اس بات کی متقاضی تھی کہ آپ اللہ کے دین کے بارے میں کسی سے نہ ڈرتے، جیسا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ڈرے تھے، نیز مخالفت کرنے پر اہل شام سے بھی نہیں ڈرے، پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، تو مسلمانوں نے اپنے اجتہاد سے آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب لیا تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی نے اس بارے کوئی نص ذکر نہیں کی۔ چنانچہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ اس دعویٰ کا مدعی جھوٹا ہے۔ وَمَا التَّوْفِيقُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔“

(المُفهم لِمَا أَشكل من تلخيص صحيح مسلم : 557/4)

علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کتاب نہج البلاغۃ (ص:۳۶۶، ۳۶۷) میں لکھا ہے:

إِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَّرُدَّ، وَإِنَّمَا الشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، فَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ إِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى، فَإِنْ خَرَجَ مِنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رُدُّوْهُ إِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ، فَإِنْ أَبٰى قَاتِلُوْهُ عَلٰى اتِّبَاعِهٖ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰى .

”میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے، جنہوں نے سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی، جس کے متعلق حاضر شخص من مانی نہیں کر سکتا اور غائب رد نہیں کر سکتا، مجلس شوریٰ صرف مہاجرین و انصار پر مشتمل ہے، اگر وہ کسی کی امامت پر اتفاق کر لیں، تو اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی شامل ہے، اگر کوئی شخص کسی طعن اور بدعت کی بنیاد پر خروج کرنا چاہے، تو اسے واپس پلٹایا جائے گا، اگر نہ مانے تو قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ سبیل مومنین سے انحراف کر رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اسی طرف پھیر دے گا، جس طرف وہ پھرنا چاہتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مشاجراتِ صحابہ

خیر القرون اور بعد کے اہل سنت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ مشاجراتِ صحابہ میں زبان بند رکھی جائے اور سب کے حق میں دُعائے مغفرت کی جائے۔

امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (م: ۲۴۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْکَفُّ عَنْ مَسَاوِئِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُذْكَرُ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بِسُوءٍ، وَلَا يُنْتَقَصُ أَحَدٌ مِنْهُمْ.

''صحابہ کی خطاؤں پر زبان بند رکھی جائے، کسی کی برائی اور تنقیص نہ کی جائے۔''

(شِعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم، ص: 30، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ (م: ۲۱۹ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّرَحُّمُ عَلٰى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلِّهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُ وا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ فَلَنْ يُؤْمِنَ إِلَّا بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ أَوْ تَنَقَّصَهُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَلَيْسَ عَلَى السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِي الْفَيْءِ حَقٌّ.

''تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دعا کرنا (بھی سنت ہے)، کیوں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُ وا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ......﴾ (الحشر: ١٠)

''صحابہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے والے دعا گو رہتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں اور ایمان میں سبقت لے جانے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور مومنوں کے بارے ہمارے دلوں میں بغض و کینہ پیدا نہ کرنا، بلاشبہ تو مشفق و مہربان ہے۔'' ہمیں ان کے لیے صرف استغفار کا حکم ہے، لہٰذا جو ان سب، بعض یا کسی ایک کو برا بھلا کہے گا، وہ عقیدہ اہل سنت پر نہیں ہوگا، نہ ہی اس کے لیے مال فے میں سے کوئی حصہ ہوگا۔''

(أصول السّنة، المندرج في آخر مسنده: 546/2، وسنده صحيحٌ)

امام ابن ابی داود رحمہ اللہ (٢٣٠۔٣١٦ھ) فرماتے ہیں:

قُلْ : خَيْرُ قَوْلٍ فِي الصَّحَابَةِ كُلِّهِمُ ...... وَلَا تَكُ طَعَّانًا تَعِيبُ وَتَجْرَحُ.

فَقَدْ نَطَقَ الْوَحْيُ الْمُبِينُ بِفَضْلِهِمُ ...... وَفِي الْفَتْحِ آيٌ فِي الصَّحَابَةِ تَمْدَحُ.

''ہر صحابی کے بارے میں کلمہ خیر کہیے، ان کی عیب جوئی اور ان پر جرح کرنے والوں سے نہ بنیے ....وحی الٰہی ان کے فضائل بیان کرتی ہے اور سورت فتح کی آیات ان کی تعریف کرتی ہیں۔''

(الشّريعة للآجرّي: 2562/5، وسنده صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ عقیدہ بیان کرنے کے بعد ابن ابی داود رحمہ اللہ (۲۳۰۔۳۱۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلِي وَقَوْلُ أَبِي وَقَوْلُ أَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ وَقَوْلُ مَنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَنْ لَمْ نُدْرِكْ مِمَّنْ بَلَغَنَا عَنْهُ، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ غَيْرِ هٰذَا فَقَدْ كَذَبَ.

یہ عقیدہ میرا، میرے والد (امام ابو داود رحمہ اللہ)، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور جن علما سے ہماری ملاقات ہوئی ہے، ان کا ہے اور وہ علما بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں، جن کے عقائد تو معلوم ہوئے، مگر ان سے ملاقات نہیں ہو سکی، میری طرف کسی اور عقیدے کی نسبت کرنے والا جھوٹا ہے۔"

(الشّريعة للآجرّي: 2562/5، وسندہٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661۔728ھ) فرماتے ہیں:

"اہل سنت کے عقائد میں شامل ہے کہ صحابہ کرام کے اختلافات میں زبان بند رکھی جائے، صحابہ کرام کے فضائل (قرآن وسنت سے) ثابت ہیں، ان سے محبت فرض ہے۔ یہ اپنی بعض خطاؤں پر ایسا معقول عذر رکھتے تھے، جس پر بعد والے مطلع نہیں ہو سکے، بعض خطاؤں سے توبہ کر لی تھی اور بعض خطائیں اللہ تعالیٰ نے خود ہی معاف فرما دی تھیں۔ مشاجرات صحابہ میں غور کرنے سے اکثریت کے دل میں ان کے متعلق بغض وعداوت جنم لیتی ہے اور وہ گنہگار وخطا کار ہو جاتے ہیں۔ یوں وہ خود کو اور اپنے ہمنواؤں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مشاجرات پر رائے زنی کرنے والوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اکثریت کا یہی حال ہوا۔ انہوں نے اللہ ورسول کی ناراضگی کی باتیں کیں۔ انہوں نے ایسے لوگوں کی مذمت کی، جو مذمت کے مستحق نہیں تھے یا ایسے امور کی تعریف کی، جو قابل تعریف نہ تھے۔ اسی لیے مشاجرات صحابہ میں رائے زنی سے بچنا ہی سلف صالحین کا منہج ہے۔''

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة :1/448، 449)

نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا مِمَّا لَا نَعْلَمُ فِيْهِ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُمْ مُجْمِعُوْنَ عَلٰى أَنَّ الْوَاجِبَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَالتَّرَحُّمُ عَلَيْهِمْ وَالتَّرَضِّيْ عَنْهُمْ وَاعْتِقَادُ مَحَبَّتِهِمْ وَمُوَالَاتِهِمْ وَعُقُوْبَةُ مَنْ أَسَاءَ فِيْهِمُ الْقَوْلَ.

''صحابہ، تابعین اور جمیع اہل سنت والجماعت فقہا وعلما کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کی تعریف، ان کے لیے استغفار، ان سے رضا مندی کا اظہار کرنا، ان سے مودت ومحبت رکھنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزا دینا ضروری ہے۔'' (الصّارم المسلول :1/578)

یہ تھا مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کا عقیدہ، بعض لوگ صحابہ کے باہمی اختلافات کی آڑ میں اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ایسوں کو معلوم ہونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہئے کہ اصحاب رسول پر تنقید اور ان کی تنقیص بدعت و ضلالت ہے۔ امام اہل سنت، علامہ، ابوالمظفر، منصور بن محمد، سمعانی رحمہ اللہ (426-489ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّعَرُّضُ إِلٰی جَانِبِ الصَّحَابَةِ عَلَامَةٌ عَلٰی خِذْلَانِ فَاعِلِهٖ، بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ وَّضَلَالَةٌ.

”صحابہ پر طعن کسی کے رسوا ہونے کی علامت، بدعت اور گمراہی ہے۔“

(فتح الباري لابن حجر : 365/4)

مشاجراتِ صحابہ کے بارے عقیدہ اہل سنت کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

قرآنِ کریم اور مشاجراتِ صحابہ:

کسی سنّی مسلمان کو شبہ نہیں ہوسکتا کہ صحابہ کے باہمی اختلافات اجتہاد پر مبنی تھے نہ کہ بدنیتی پر۔ اجتہادی غلطی پر تو پھر بھی ایک اجر ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (آل عمران 3 : 155)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ﴾ (آل عمران 3 : 152)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔“

صحابہ کرام کی غیر اجتہادی غلطیاں اور صریح گناہ بھی معاف ہیں۔ مشاجراتِ صحابہ جو یقیناً ایک فریق کی اجتہادی غلطی پر مبنی تھے، بالاولیٰ معاف ہوں گے۔ اب ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اختلافات کو بنیاد بنا کر کسی صحابی کے بارے میں زبان کھولنا اپنی عاقبت برباد کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

عام مسلمان سے کبیرہ گناہ ہو جائے اور وہ اس سے توبہ کر لے، تو اسے ذکر کر کے اس کی تنقیص کرنا یا اسے بنیاد بنا کر دل میں اس کے لیے تنگی رکھنا بھی گناہ ہے، تو وہ اجتہادی غلطی، جس پر اللہ تعالیٰ نے ایک اجر عطا فرمایا ہو، اس کی بنا پر کسی صحابی کے خلاف زبان کھولنا کتنی بڑی بدبختی ہوگی۔

حدیثِ رسول اور مشاجراتِ صحابہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.

”میرے صحابہ کی تنقیص نہ کریں، میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے، تو کسی صحابی کے ایک مد (تقریباً دو سے اڑھائی پاؤ) یا نصف مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔“

(صحیح مسلم: 2540)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوهُمْ.

''لوگوں کو صحابہ کے لیے استغفار کا کہا گیا تھا، لیکن وہ برا بھلا کہنے لگے۔''

(صحیح مسلم: 3022)

حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ، فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ؟ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ، وَفِي غَيْرِهِمْ.

''صحابی رسول سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبید اللہ بن زیاد کے پاس آئے اور فرمانے لگے: بیٹا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بدترین حکمران وہ ہوتے ہیں، جو اپنی رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔ لہٰذا (میری نصیحت ہے کہ) آپ کا شمار ایسے لوگوں میں نہ ہو۔ عبید اللہ بن زیاد کہنے لگا: بیٹھ جا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فضول سا صحابی ہے۔ (نعوذ باللہ) سیدنا عائذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: کیا صحابہ کرام میں سے بھی کوئی فضول تھا؟ فضول تو صحابہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد (آپ جیسے ظالم) ہیں یا ہوں گے۔'' (صحیح مسلم: 1830)

ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے تمام صحابہ ارفع و اعلیٰ درجات پر فائز ہیں۔ تسلیم کہ بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت ہے، لیکن تمام صحابہ معزز و محترم ہیں اور بعد میں آنے والا کوئی شخص نیکی، تقویٰ اور بڑے سے بڑا علمی کارنامہ سرانجام دے کر بھی کسی صحابی کی ادنیٰ ترین نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لہٰذا بعد والوں کو حق نہیں کہ وہ صحابہ کرام کی بشری لغزشوں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے، یا ان کی اجتہادی غلطیوں، جن پر بھی اللہ تعالیٰ نے مواخذہ نہیں فرمایا، کو بنیاد بنا کر ان پر زبان درازی کریں۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ: سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ.

''تین کام چھوڑ دیجیے، اصحاب محمد ﷺ کو برا بھلا کہنا، ستاروں میں غور و فکر اور تقدیر میں غور و خوض۔''

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: 19، وسندهٗ حسنٌ)

اجماعِ امت اور مشاجرات صحابہ:

ہم شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی زبانی بیان کر چکے کہ مشاجرات صحابہ میں خاموش رہنے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ شیخ الاسلام کا یہ دعویٰ بلا دلیل نہیں، واقعی سلف صالحین کا عقیدہ یہی تھا کہ مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کی جائے اور اس بارے میں زبان کھولنا گمراہی ہے۔ ملاحظہ ہو!

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوحاتم رازی ﷫ بیان کرتے ہیں:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ حِجَازًا، وَعِرَاقًا، وَمِصْرًا، وَشَامًا، وَيَمَنًا، فَكَانَ مِنْ مَّذْهَبِهِمْ ـــ التَّرَحُّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْكَفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ.

''ہم نے حجاز وعراق، مصر وشام اور یمن تمام علاقوں کے علمائے کرام دیکھے ہیں، سب کا مذہب یہ تھا کہ ۔۔۔ محمد ﷺ کے تمام صحابہ کے لیے رحمت کی دعا کی جائے اور ان کے مشاجرات بارے زبان بند رکھی جائے۔''

(كتاب أصل السنّة واعتقاد الدين لابن أبي حاتم)

❁ عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ ہاشمی ﷫ (۳۹۱ـ۴۶۷ھ) نے تقریباً 430 ہجری میں الاعتقاد القادری کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی واتفاقی عقیدہ شائع کیا، جسے اس دور کے تمام اہل علم کی تائید حاصل تھی اور اس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق وفاجر قرار پایا، اس میں یہ عقیدہ بھی درج ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ.

''مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي : 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عوام بن حوشب رحمہ اللہ (م:148ھ) فرماتے ہیں:

أُذْكُرُوا مَحَاسِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَأْتَلِفُ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، وَلَا تَذْكُرُوا غَيْرَهٗ، فَتُحَرِّشُوا النَّاسَ عَلَيْهِمْ.

''اصحاب محمد ﷺ کے محاسن بیان کریں، اس سے آپس میں اتحاد پیدا ہو گا۔ صحابہ سے بدگمانی کریں گے، تو لوگوں کو بھڑکانے کا سبب بنیں گے۔''

(الشّريعة للآجرّي : 1981، السنة للخلّال : 828، 829، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام شہاب بن خراش رحمہ اللہ (المتوفی بعد:174ھ) فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنْ صَدْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُمْ يَقُولُونَ: اذْكُرُوا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتَلِفُ عَلَيْهِ الْقُلُوبُ، وَلَا تَذْكُرُوا الَّذِي شَجَرَ بَيْنَهُمْ، فَتُحَرِّشُوا النَّاسَ عَلَيْهِمْ.

''میں نے اسلاف امت کو یہی کہتے سنا کہ اصحاب رسول کا تذکرہ اس طرح کریں کہ ان سے محبت پیدا ہو۔ ان کے اختلافات کا ذکر نہ کریں کہ اس سے آپ لوگوں کو صحابہ سے متنفر کرنے کا سبب بنیں گے۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال لابن عدي : 53/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 215/23، ميزان الاعتدال للذّهبي : 282/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوالحسن، اشعری رحمہ اللہ (260-324ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَتَوَلّٰى سَائِرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَكُفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ.

''ہم تمام صحابہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے مشاجرات میں زبان بند رکھتے ہیں۔'' (الإبانة عن أصول الدّيانة، ص: 29)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (673۔748ھ) فرماتے ہیں:

سَبِيلُنَا الْكَفُّ وَالِاسْتِغْفَارُ لِلصَّحَابَةِ، وَلَا نُحِبُّ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ.

''ہمارا منہج ہے کہ مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے لیے مغفرت کی دُعا کی جائے۔ ان کے درمیان اختلاف کا تذکرہ پسند نہیں کرتے، بلکہ ایسے طرزِ عمل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء: 39/3)

مزید فرماتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ بَعْدَ وَقْعَةِ صِفِّينَ عَلٰى أَقْسَامٍ؛ أَهْلُ سُنَّةٍ، وَهُمْ أُولُوا الْعِلْمِ، وَهُمْ مُّحِبُّونَ لِلصَّحَابَةِ، كَافُّونَ عَنِ الْخَوْضِ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، كَسَعْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ، وَأُمَمٍ، ثُمَّ شِيعَةٌ، يَتَوَالَوْنَ، وَيَنَالُوْنَ مِمَّنْ حَارَبُوا عَلِيًّا، وَيَقُولُونَ: إِنَّهُمْ مُّسْلِمُونَ، بُغَاةٌ، ظَلَمَةٌ، ثُمَّ نَوَاصِبُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَهُمُ الَّذِينَ حَارَبُوا عَلِيًّا يَوْمَ صِفِّينَ، وَيُقِرُّونَ بِإِسْلَامِ عَلَى سَابِقَيْهِ، وَيَقُولُونَ: خَذَلَ الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ، فَمَا عَلِمْتُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ شِيعِيًّا كَفَّرَ مُعَاوِيَةَ وَحِزْبَهُ، وَلَا نَاصِبِيًّا كَفَّرَ عَلِيًّا وَّحِزْبَهُ، بَلْ دَخَلُوا فِي سَبٍّ وَّبُغْضٍ، ثُمَّ صَارَ الْيَوْمَ شِيعَةُ زَمَانِنَا يُكَفِّرُونَ الصَّحَابَةَ، وَيُبَرِّؤُونَ مِنْهُمْ جَهْلًا وَّعُدْوَانًا، وَيَتَعَدُّونَ إِلَى الصِّدِّيقِ، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، وَأَمَّا نَوَاصِبُ وَقْتِنَا فَقَلِيلٌ، وَمَا عَلِمْتُ فِيهِمْ مَّنْ يُّكَفِّرُ عَلِيًّا وَّلَا صَحَابِيًّا.

”واقعہ صفین کے بعد صدر اوّل کے لوگ تین اقسام میں بٹ گئے: پہلے صاحب علم اہل سنت، جو تمام صحابہ کرام سے محبت رکھتے اور ان کے باہمی اختلافات میں ٹانگ اڑانے سے باز رہتے تھے، جیسا کہ سیدنا سعد، سیدنا ابن عمر، محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ۔ دوسرے شیعہ، جو اہل بیت سے محبت کا دم بھرتے تھے اور ان کی گستاخی کرتے تھے، جن کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہوئی، کہتے تھے کہ وہ باغی اور ظالم مسلمان ہیں۔ تیسرے ناصبی، جو صفین والے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑے تھے اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو مسلمان سمجھتے تھے، کہتے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ میرے علم میں اُس دور کا کوئی شیعہ ایسا نہیں، جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کو کافر قرار دیتا ہو، نہ اس دور کا کوئی ناصبی ایسا تھا، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے گروہ پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہو، بلکہ وہ صرف مخالفین پر سبّ وشتم کرتے اور دل میں ان کے لیے بغض رکھتے تھے۔ پھر یہ دور آیا کہ ہمارے زمانے کے شیعہ اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں اور اپنی نادانی اور ظلم کی بنا پر ان سے اعلان برأت کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ وبرباد کرے۔ رہے ناصبی، تو وہ ہمارے دور میں بہت کم رہ گئے ہیں۔ میرے علم کے مطابق کوئی بھی ناصبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کی تکفیر نہیں کرتا۔''

(سِیَر أعلام النبلاء: 374/5)

نیز لکھتے ہیں:

بَلْ سَبِیلُنَا أَنْ نَّسْتَغْفِرَ لِکُلٍّ وَّنُحِبُّھُمْ، وَنَکُفَّ عَمَّا شَجَرَ بَیْنَھُمْ.

''ہمارا منہج یہ ہے کہ ہم تمام صحابہ کے لیے استغفار کرتے ہیں، سب سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے باہمی اختلافات میں زبان بند رکھتے ہیں۔''

(سِیَر أعلام النبلاء: 370/7)

❁ امام محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (م: 360ھ) فرماتے ہیں:

یَنْبَغِي لِمَنْ تَدَبَّرَ مَا رَسَمْنَاہُ مِنْ فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفَضَائِلِ أَھْلِ بَیْتِہٖ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمْ أَجْمَعِینَ أَنْ یُّحِبَّھُمْ، وَیَتَرَحَّمَ عَلَیْھِمْ، وَیَسْتَغْفِرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ، وَيَتَوَسَّلَ إِلَى اللّٰهِ الْكَرِيمِ بِهِمْ، وَيَشْكُرَ اللّٰهَ الْعَظِيمَ إِذْ وَفَّقَهُ لِهٰذَا، وَلَا يَذْكُرَ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَلَا يَنْقُرَ عَنْهُ، وَلَا يَبْحَثَ، فَإِنْ عَارَضَنَا جَاهِلٌ مَفْتُونٌ قَدْ خُطِيَ بِهِ عَنْ طَرِيقِ الرَّشَادِ، فَقَالَ: لِمَ قَاتَلَ فُلَانٌ لِفُلَانٍ، وَلِمَ قَتَلَ فُلَانٌ لِفُلَانٍ وَفُلَانٍ؟ قِيلَ لَهُ: مَا بِنَا وَبِكَ إِلَى ذِكْرِ هٰذَا حَاجَةٌ تَنْفَعُنَا، وَلَا اضْطُرِرْنَا إِلَى عِلْمِهَا، فَإِنْ قَالَ: وَلِمَ؟ قِيلَ لَهُ: لِأَنَّهَا فِتَنٌ شَاهَدَهَا الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَكَانُوا فِيهَا عَلٰى حَسَبِ مَا أَرَاهُمُ الْعِلْمُ بِهَا، وَكَانُوا أَعْلَمَ بِتَأْوِيلِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ، وَكَانُوا أَهْدٰى سَبِيلًا مِمَّنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ، لِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، عَلَيْهِمْ نَزَلَ الْقُرْآنُ، وَشَاهَدُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَاهَدُوا مَعَهُ، وَشَهِدَ لَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالْأَجْرِ الْعَظِيمِ، وَشَهِدَ لَهُمُ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَيْرُ قَرْنٍ، فَكَانُوا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَعْرَفَ، وَبِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْقُرْآنِ وَبِالسُّنَّةِ، وَمِنْهُمْ يُؤْخَذُ الْعِلْمُ، وَفِي قَوْلِهِمْ نَعِيشُ، وَبِأَحْكَامِهِمْ نَحْكُمُ، وَبِأَدَبِهِمْ نَتَأَدَّبُ، وَلَهُمْ نَتَّبِعُ، وَبِهٰذَا أُمِرْنَا، فَإِنْ قَالَ: وَإِيشِ الَّذِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَضُرُّنَا مِنْ مَّعْرِفَتِنَا لِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ وَالْبَحْثِ عَنْهُ؟ قِيلَ لَهٗ : مَا لَا شَكَّ فِيهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ عُقُولَ الْقَوْمِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْ عُقُولِنَا، وَعُقُولُنَا أَنْقَصُ بِكَثِيرٍ، وَلَا نَأْمَنُ أَنْ نَّبْحَثَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، فَنَزِلَّ عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَنَتَخَلَّفَ عَمَّا أُمِرْنَا فِيهِمْ، فَإِنْ قَالَ : وَبِمَ أُمِرْنَا فِيهِمْ؟ قِيلَ : أُمِرْنَا بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمْ، وَالْمَحَبَّةِ لَهُمْ، وَالْاِتِّبَاعِ لَهُمْ، دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَقَوْلُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَمَا بِنَا حَاجَةٌ إِلٰى ذِكْرِ مَا جَرٰى بَيْنَهُمْ، قَدْ صَحِبُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَاهَرَهُمْ، وَصَاهَرُوهُ، فَبِالصُّحْبَةِ يَغْفِرُ اللّٰهُ الْكَرِيمُ لَهُمْ، وَقَدْ ضَمِنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهٖ أَنْ لَّا يُخْزِيَ مِنْهُمْ وَاحِدًا، وَقَدْ ذَكَرَ لَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ أَنَّ وَصْفَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ، فَوَصَفَهُمْ بِأَجْمَلِ الْوَصْفِ، وَنَعَتَهُمْ بِأَحْسَنِ النَّعْتِ، وَأَخْبَرَنَا مَوْلَانَا الْكَرِيمُ أَنَّهٗ قَدْ تَابَ عَلَيْهِمْ، وَإِذَا تَابَ عَلَيْهِمْ لَمْ يُعَذِّبْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ أَبَدًا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ، أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا مُرَادِي مِنْ ذٰلِكَ لَأَنْ أَكُونَ عَالِمًا بِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ، فَأَكُونَ لَمْ يَذْهَبْ عَلَيَّ مَا كَانُوا فِيهِ، لِأَنِّي أُحِبُّ ذٰلِكَ وَلَا أَجْهَلُهُ، قِيلَ لَهُ: أَنْتَ طَالِبُ فِتْنَةٍ، لِأَنَّكَ تَبْحَثُ عَمَّا يَضُرُّكَ وَلَا يَنْفَعُكَ، وَلَوِ اشْتَغَلْتَ بِإِصْلَاحِ مَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ فِيمَا تَعَبَّدَكَ بِهِ مِنْ أَدَاءِ فَرَائِضِهِ، وَاجْتِنَابِ مَحَارِمِهِ، كَانَ أَوْلٰى بِكَ، وَقِيلَ: وَلَا سِيَّمَا فِي زَمَانِنَا هٰذَا، مَعَ قُبْحِ مَا قَدْ ظَهَرَ فِيهِ مِنَ الْأَهْوَاءِ الضَّالَّةِ، وَقِيلَ لَهُ: اشْتِغَالُكَ بِمَطْعَمِكَ وَمَلْبَسِكَ مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ أَوْلٰى بِكَ، وَتَكَسُّبُكَ لِدِرْهَمِكَ مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ وَفِيمَا تُنْفِقُهُ؟ أَوْلٰى بِكَ، وَقِيلَ: لَا يَأْمَنُ أَنْ يَكُونَ بِتَنْقِيرِكَ وَبَحْثِكَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الْقَوْمِ إِلٰى أَنْ يَمِيلَ قَلْبُكَ، فَتَهْوٰى مَا لَا يَصْلُحُ لَكَ أَنْ تَهْوَاهُ، وَيَلْعَبَ بِكَ الشَّيْطَانُ، فَتَسُبَّ وَتُبْغِضَ مَنْ أَمَرَكَ اللّٰهُ بِمَحَبَّتِهِ، وَالْاِسْتِغْفَارِ لَهُ، وَبِاتِّبَاعِهِ، فَتَزِلَّ عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَتَسْلُكَ طَرِيقَ الْبَاطِلِ، فَإِنْ قَالَ: فَاذْكُرْ لَنَا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَعَمَّنْ سَلَفَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ، مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْتَ، لِتَرُدَّ نُفُوسَنَا عَمَّا تَهْوَاهُ مِنَ الْبَحْثِ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَنْهُمْ، قِيلَ لَهُ: قَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لِمَا ذَكَرْتُهُ مِمَّا فِيهِ بَلَاغٌ وَّحُجَّةٌ لِّمَنْ عَقَلَ، وَنُعِيدُ بَعْضَ مَا ذَكَرْنَاهُ لِيَتَيَقَّظَ بِهِ الْمُؤْمِنُ الْمُسْتَرْشِدُ إِلٰى طَرِيقِ الْحَقِّ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾(الفتح: 29)، ثُمَّ وَعَدَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمَغْفِرَةَ وَالْأَجْرَ الْعَظِيمَ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾(التوبة: 117)، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾(التوبة: 100) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ﴾ (التحريم: 8) الْآيَةُ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمران: 110) الْآيَةُ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(الفتح: 18) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَثْنٰى عَلٰى مَنْ جَاءَ بَعْدَ الصَّحَابَةِ، فَاسْتَغْفَرَ لِلصَّحَابَةِ، وَسَأَلَ مَوْلَاهُ الْكَرِيمَ أَنْ لَّا يَجْعَلَ فِي قَلْبِهِ غِلًّا لَّهُمْ، فَأَثْنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِأَحْسَنِ مَا يَكُونُ مِنَ الثَّنَاءِ ـــــ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ(صحيح البخاري: 2652، صحيح مسلم: 2533) ـــــ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: يُقَالُ لِمَنْ سَمِعَ هٰذَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كُنْتَ عَبْدًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَيْرِ اتَّعَظْتَ بِمَا وَعَظَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ، وَإِنْ كُنْتَ مُتَّبِعًا لِّهَوَاكَ خَشِيتُ عَلَيْكَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللّٰهِ﴾، وَكُنْتَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾، وَيُقَالُ لَهُ: مَنْ جَاءَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى يَطْعَنَ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَعْضِهِمْ وَيَهْوٰى بَعْضَهُمْ؛ وَيَذُمَّ بَعْضًا وَّيَمْدَحَ بَعْضًا، فَهٰذَا رَجُلٌ طَالِبُ فِتْنَةٍ، وَفِي الْفِتْنَةِ وَقَعَ، لِأَنَّهُ وَاجِبٌ عَلَيْهِ مَحَبَّةُ الْجَمِيعِ، وَالِاسْتِغْفَارِ لِلْجَمِيعِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَنَفَعَنَا بِحُبِّهِمْ .

''فضائل صحابہ وفضائل اہل بیت میں غور کرنے والے کو تمام صحابہ اور اہل بیت سے محبت رکھنی چاہئے، وہ سب کے لیے رحمت ومغفرت کی دُعا کرے، صحابہ سے محبت کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ بنائے اور توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرے، وہ صحابہ کرام کے اختلافات کا ذکر کرے، نہ اس بارے بحث وتمحیص میں پڑے۔ اگر راہِ ہدایت سے بھٹکا کوئی جاہل وپاگل ہم سے تکرار کرے اور کہے کہ فلاں صحابی نے فلاں سے لڑائی کیوں کی اور فلاں نے فلاں کو قتل کیوں کیا؟ تو ہم کہیں گے: ہمیں اس بات کا نہ تو کوئی فائدہ ہے، نہ ہم اسے معلوم کرنے پر مجبور ہیں۔ وہ کہے کیوں؟ تو ہم کہیں گے یہ فتنے تھے، جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پالا پڑا اور انہوں نے ان فتنوں میں وہی طریقہ کار اپنایا، جس پر علمی اجتہاد نے ان کی رہنمائی کی۔ وہ ان کی حقیقت بعد والوں سے بہتر جانتے تھے اور بعد والوں سے زیادہ ہدایت پر تھے، کیونکہ وہ اہل جنت تھے، ان کے سامنے قرآن نازل ہوا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور آپ کی معیت میں جہاد کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوشنودی، مغفرت اور اجر عظیم کی ضمانت دی اور رسولِ کریم ﷺ نے ان کے خیر القرون ہونے کی گواہی دی۔ وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے، اس کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ جاننے والے اور قرآن وسنت کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے، لہٰذا انہی سے ہم علم اخذ کرتے ہیں، ان کے اقوال سے تجاوز نہیں کرتے، انہی کے فیصلے نافذ کرتے ہیں، خود کو ان کے رنگ میں رنگتے ہیں، انہی کی پیروی کرتے ہیں اور ہمیں حکم بھی اسی بات کا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمیں صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی جانچ پڑتال سے کیا نقصان ہوگا؟ تو ہم کہیں گے مشاجرات صحابہ میں دخل دینے کو نقصان لازم ہے، کیونکہ صحابہ کرام عقل میں ہم سے فائق تھے، ہم ان کے مقابلے میں بہت کم عقل رکھتے ہیں، یوں اگر ہم ان کے اختلافات میں غور وخوض کریں گے، تو راہِ حق سے گمراہ ہو جائیں گے اور ان کے بارے میں جس سلوک کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، اس سے منحرف ہو جائیں گے۔ اگر وہ سوال کرے کہ ہمیں صحابہ کرام کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ ہمیں ان کے لیے استغفار اور رحمت کی دُعا کرنے، ان سے محبت رکھنے اور ان کی اطاعت کرنے کا حکم سنایا گیا ہے۔ اس پر کتاب وسنت اور ائمہ مسلمین کے اقوال دلیل ہیں۔ ہمیں صحابہ کرام کے اختلافات ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئے، آپ ﷺ نے ان سے رشتہ داری بنائی اور انہوں نے بھی آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے رشتہ داری بڑھائی، نبی اکرم ﷺ کی صحبت کی بنا پر ہی اللہ کریم ان کو معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ ضمانت دی ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا اور قرآنِ کریم میں یہ بھی ذکر کیا کہ صحابہ کرام کے اوصاف تورات وانجیل میں مذکور ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین محاسن واوصاف سے متصف فرمایا اور ہمیں یہ بتا دیا کہ اس نے اُن کی توبہ قبول کر لی ہے۔ جب ان کی توبہ قبول ہو گئی ہے، تو ان میں سے کسی کو بھی عذاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ صحابہ کرام سے راضی ہو گیا اور صحابہ کرام اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہ اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی کامیاب وکامران ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں صحابہ کرام کے اختلافات سے باخبر ہو جاؤں اور وجہ اختلاف جاننا مجھے اچھا لگتا ہے۔ اسے کہا جائے کہ تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے، کیونکہ تو وہ چیز طلب کر رہا ہے، جو تجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی، البتہ نقصان ضرور دے گی۔ اگر اس کے بجائے تو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض وواجبات کی ادائیگی کر کے اور اس کے بیان کردہ محرمات سے بچ کر اپنی بندگی کی اصلاح کر لیتا، تو یہ کام تیرے لیے بہتر ہوتا، خصوصاً ہمارے اس زمانے میں جب کہ بہت سی گمراہیاں سر اٹھا چکی ہیں۔ نیز اس سے کہا جائے گا کہ تیرے کھانے پینے، لباس اور معاش کا انتظام کہاں سے ہو گا اور مال کو خرچ کہاں کرنا ہے؟ اس بارے میں غور وفکر تیرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ صحابہ کرام کے مشاجرات کی بحث وتفتیش میں پڑنے کے بعد تیرا دل کج روی سے محفوظ نہیں رہ پائے گا اور تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ سوچنے لگے گا، جو تیرے لیے جائز ہی نہیں، شیطان تجھے بہکائے گا اور تو ان ہستیوں کو برا بھلا کہنے لگے گا اور ان سے بغض رکھنے لگے گا، جن سے محبت کرنا، جن کے بارے استغفار کرنا اور جن کی پیروی کرنا اللہ کا حکم ہے۔ یوں تو شاہراہِ حق سے بھٹک کر باطل کی پگڈنڈیوں کا راہی بن جائے گا۔ اگر وہ کہے کہ ہمیں قرآن وسنت کی نصوص اور علمائے مسلمین کے اقوال میں وہ بات دکھاؤ، جس سے تمہارا مدعا ثابت ہو، تاکہ ہم صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں بحث وتفتیش کی خواہش سے باز آجائیں، تو اسے کہا جائے گا کہ اس سلسلے میں وہ تمام چیزیں ہم ذکر کر چکے ہیں، جن سے ایک ذی شعور حقیقت سمجھ سکتا ہے، البتہ کچھ باتیں یہاں دوبارہ ذکر کی جائیں گی تاکہ حق کے متلاشی مومن کا ضمیر جاگ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ (الفتح : 29) ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس میں انتہائی مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع وسجود کرتے دیکھیں گے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ فضل الٰہی اور رضامندی کے طلبگار رہتے ہیں، ان کی ایک خصوصی پہچان ان کے چہروں میں سجدوں کا نشان ہے، ان کی یہ صفت تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت اس کھیتی کے مانند ہے، جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ (پودا) توانا ہو گیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا، یہ صورت حال کسانوں کو خوش کرتی ہے، (اللہ کی طرف سے یہ اس لیے ہوا) تاکہ ان (صحابہ کرام) کی وجہ سے کفار کو غیض و غضب میں مبتلا کرے۔" پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ دیا۔ نیز فرمایا: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ (التوبة : 117) "اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور ان مہاجرین و انصار سے درگزر فرمایا، جنھوں نے تنگی کے عالم میں آپ کی پیروی کی۔"

نیز فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (التوبة : 100) "مہاجرین اور انصار میں سے اسلام میں سبقت کرنے والوں اور جنھوں نے اچھے طریقے سے ان کی پیروی کی، سے اللہ راضی ہو گیا۔" نیز فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ......﴾ (التحریم : 8)

"قیامت کے دن اللہ اپنے نبی اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسوا نہیں کرے گا، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑتا ہوگا۔" نیز فرمایا: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾(آل عمران : 110) "تم اُمت بہترین لوگ ہو۔" مزید فرمایا: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الفتح : 18) "یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا۔" اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف بھی کی جو صحابہ کرام کے بعد آ کر ان کے لیے استغفار کریں گے اور دُعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں صحابہ کرام کے بارے میں کوئی خلش نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی بہت زیادہ ثنا کی ہے۔۔۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئے۔" (صحیح بخاری:۲۶۵۲، صحیح مسلم: ۲۵۳۳) جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کے یہ فرامین سن لے، اسے کہا جائے کہ اگر تو ہدایت و بھلائی کا طالب ہے، تو اللہ تعالیٰ کی نصیحت پر عمل کر اور اگر اب بھی تو اپنی من مرضی کرے گا، تو ڈر ہے کہ تیرا شمار ان لوگوں میں ہو جائے، جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ﴾

"اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جس نے اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنے نفس کی پیروی کر لی؟" مزید فرمایا:

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾(الأنفال: 23)

"اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا، تو انہیں ضرور سنا (سمجھا) دیتا اور اگر وہ انہیں سنا دیتا، تو بھی وہ ضرور پھر جاتے اور اعراض کرنے والے ہوتے۔"

اسے یہ بھی کہا جائے کہ جو نبی ﷺ کے بعض صحابہ پر طعن کرے اور بعض کی تعریف کرے، نیز بعض پر تنقید کرے اور بعض کی مدح کرے، وہ فتنہ پرور ہے اور فتنے میں مبتلا ہو چکا ہے، کیونکہ اس پر فرض تھا کہ سب صحابہ کرام سے محبت کرتا اور سب کے لیے استغفار کرتا۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہو اور ہمیں ان کی محبت کے سبب نجات دے۔"

(الشّريعة: 2485/5)

❀ امام ابوبکر اسماعیلی رحمہ اللہ (277-371ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكَفُّ عَنِ الْوَقِيعَةِ فِيهِمْ، وَتَأَوُّلِ الْقَبِيحِ عَلَيْهِمْ، وَيَكِلُونَهُمْ فِيمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ عَلَى التَّأْوِيلِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

"ائمہ حدیث صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں گفتگو سے احتراز کرتے ہیں، غلط باتیں ان پر نہیں تھوپتے اور ان کے مشاجرات کا معاملہ سپرد خدا کرتے ہیں۔"

(اعتقاد أئمة الحديث، ص: 79)

❀ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (260-324ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا جَرٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلَى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْاجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلَى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰى بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلَى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَكُلُّ الصَّحَابَةِ أَئِمَّةٌ مَّأْمُونُونَ غَيْرُ مُتَّهَمِينَ فِي الدِّينِ، وَقَدْ أَثْنَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ عَلَى جَمِيعِهِمْ، وَتَعَبَّدَنَا بِتَوْقِيرِهِمْ وَتَعْظِيمِهِمْ وَمُوَالَاتِهِمْ، وَالتَّبَرِّي مِنْ كُلِّ مَنْ يَنْقُصُ أَحَدًا مِّنْهُمْ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

''سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے اختلافات تاویل و اجتہاد کی بنا پر تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے اور سب مجتہد تھے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور شہادت کی خوشخبری سنائی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ سب اجتہاد میں حق پر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات بھی اجتہادی تھے۔ تمام صحابہ کرام با اعتماد اور با کردار تھے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی تعریف کی ہے اور ہمیں بھی ان کی عزت و تکریم کرنے، ان سے محبت رکھنے اور ان کی تنقیص کرنے والے سے اعلان برأت کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ پر راضی ہے۔“

(الإبانة عن أصول الدّيانة، ص 78)

❀ حافظ ابن بطہ رحمہ اللہ (304۔387ھ) فرماتے ہیں:

نَكُفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ شَهِدُوا الْمَشَاهِدَ مَعَهُ، وَسَبَقُوا النَّاسَ بِالْفَضْلِ، فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ، وَأَمَرَكَ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ بِمَحَبَّتِهِمْ، وَفَرَضَ ذٰلِكَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ، وَهُوَ يَعْلَمُ مَا سَيَكُونُ مِنْهُمْ، وَأَنَّهُمْ سَيَقْتَتِلُونَ، وَإِنَّهُمْ فُضِّلُوا عَلٰى سَائِرِ الْخَلْقِ، لِأَنَّ الْخَطَأَ وَالْعَمْدَ قَدْ وُضِعَ عَنْهُمْ، وَكُلُّ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مَغْفُورٌ لَّهُمْ.

”ہم صحابہ کے باہمی اختلافات میں زبان بند رکھتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے، انہیں نیکی میں ساری امت سے سبقت حاصل ہے، اللہ نے انہیں معاف فرما دیا اور مسلمانوں کو ان کے لیے دُعائے مغفرت کرنے اور ان سے محبت کے ذریعے تقرب حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ احکام اس رب العالمین نے بزبان رسول ﷺ فرض کیے، جسے بخوبی علم تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے، اسے علم تھا کہ صحابہ کرام آپس میں قتال تک کریں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے (انبیائے کرام کے بعد) انہیں ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ خطا و

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عہد دونوں قسم کی لغزشیں ان سے دور کر دی گئیں اور ان کے تمام باہمی اختلافات بھی معاف فرما دیے گئے۔'' (الإبانة في أصول السنّة، ص: 268)

❁ امام ابو منصور اصبہانی رحمہ اللہ (م:418ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ السُّكُوتُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَشْرُ فَضَائِلِهِمْ وَالْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ، فَإِنَّهُمُ النُّجُومُ الزَّاهِرَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، ثُمَّ التَّرَحُّمُ عَلَى التَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِينَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ.

''سنت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کے اختلافات پر خاموشی اختیار کی جائے، ان کے فضائل بیان کیے جائیں اور ان کی اقتدا کی جائے۔ صحابہ چمکدار ستارے تھے۔ اللہ ان سب پر راضی ہو گیا۔ نیز تابعین، ائمہ دین اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے لیے بھی دعائے رحمت کی جائے۔''

(الحجّة في بيان المحجّة لأبي القاسم الأصبهاني: 252/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ (429ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ الْفُضَلَاءِ، وَالصَّحَابَةِ الْأَخْيَارِ، وَالْحُرُوبُ الَّتِي جَرَتْ بَيْنَهُمْ كَانَتْ لِكُلِّ طَائِفَةٍ شُبْهَةٌ اعْتَقَدَتْ تَصْوِيبَ أَنْفُسِهَا بِسَبَبِهَا، وَكُلُّهُمْ مُتَأَوِّلُونَ فِي حُرُوبِهَا، وَلَمْ يَخْرُجْ بِذٰلِكَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ مِنَ الْعَدَالَةِ، لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ اخْتَلَفُوا فِي مَسَائِلَ، كَمَا اخْتَلَفَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُجْتَهِدُونَ بَعْدَهُمْ فِي مَسَائِلَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ نَقْصُ أَحَدٍ مِنْهُمْ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل فاضل اور اعلیٰ درجے کے صحابی ہیں، صحابہ کے درمیان برپا ہونے والی جنگوں میں ہر صحابی ایک شبہ پر لڑ رہا تھا، جس سے وہ خود کو صائب سمجھتا تھا۔ یہ سب صحابہ اپنے جنگوں میں متاول تھے۔ ان جنگوں کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوئی۔ وہ مجتہد تھے اور مجتہدین کے درمیان مسائل کا اختلاف ہوتا رہتا ہے، جیسا کہ ان کے بعد مجتہدین مسائل میں اختلاف کرتے رہے ہیں، اس سے کسی ایک کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا۔''

(مِرقاة المَفاتيح للملا علي القاري: 3875/9، شرح الطّيبي: 3840/12)

❁ امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (336-430ھ) فرماتے ہیں:

اَلْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِظْهَارُ مَا مَدَحَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ وَشَكَرَهُمْ عَلَيْهِ مِنْ جَمِيلِ أَفْعَالِهِمْ وَجَمِيلِ سَوَابِقِهِمْ، وَأَنْ يَّغُضُّوا عَمَّا كَانَ مِنْهُمْ فِي حَالِ الْغَضَبِ وَالْإِغْفَالِ وَفَرْطٍ مِّنْهُمْ عِنْدَ اسْتِزْلَالِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُمْ، وَنَأْخُذُ فِي ذِكْرِهِمْ بِمَا أَخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الحشر : 10) الْآيَةَ، فَإِنَّ الْهَفْوَةَ وَالزَّلَلَ وَالْغَضَبَ وَالْحِدَةَ وَالْإِفْرَاطَ لَا يَخْلُو مِنْهُ أَحَدٌ، وَهُوَ لَهُم غَفُورٌ، وَلَا يُوجِبُ ذٰلِكَ الْبَرَاءَ مِنْهُمْ، وَلَا الْعَدَاوَةَ لَهُمْ، وَلٰكِنْ يُحِبُّ عَلَى السَّابِقَةِ الْحَمِيدَةِ، وَيَتَوَلّٰى لِلْمَنْقَبَةِ الشَّرِيفَةِ.

''امت مسلمہ پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی جو مدح بیان کی ہے، اسے بیان کیا جائے اور غصے غفلت اور شدت میں اگر کہیں شیطان کے بہکاوے میں آگئے ہیں، تو اس سے چشم پوشی کی جائے۔اس سلسلہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دلیل بناتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾(الحشر : 10)

''صحابہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے والے دعا گو رہتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں اور ایمان میں سبقت لے جانے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے۔'' کیونکہ لغزش، غلطی، غصے، شدت اور کوتاہی سے کوئی بھی مبرا نہیں۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ایسی لغزشیں معاف فرما دی ہیں۔صحابہ کی بشری غلطیاں ان سے برأت اور عداوت کا سبب نہیں بن سکتیں۔اللہ تعالیٰ ان کی قابل ستائش سبقت اسلام کی بنا پر ان سے محبت رکھتا ہے اور عزت والے مرتبے کی وجہ سے ان سے دوستی رکھتا ہے۔

(كتاب الإمامة والردّ على الرّافضة، ص341، 342)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ شیخ الاسلام، اسماعیل صابونی رحمہ اللہ (م:449ھ) فرماتے ہیں:

يَرَوْنَ الْكَفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَطْهِيرَ الْأَلْسِنَةِ عَنْ ذِكْرِ مَا يَتَضَمَّنُ عَيْبًا لَّهُمْ وَنَقْصًا فِيهِمْ، وَيَرَوْنَ التَّرَحُّمَ عَلَى جَمِيعِهِمْ، وَالْمُوَالَاةَ لِكَافَّتِهِمْ.

"اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے مابین اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے اور زبان کو ایسی باتوں سے پاک رکھا جائے، جو صحابہ کرام کے لیے عیب و نقص کا باعث ہوں، بلکہ سب کے لیے دعائے رحمت کی جائے اور سب سے محبت رکھی جائے۔"

(عقيدة سَلَف أصحاب الحديث، ص 93)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (384-456ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلٰى صَوَابِ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَصِحَّةِ أَمَانَتِهِ، وَأَنَّهُ صَاحِبُ الْحَقِّ، وَأَنَّ لَهُ أَجْرَيْنِ؛ أَجْرُ الْاِجْتِهَادِ، وَأَجْرُ الْإِصَابَةِ، وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ مَّعَهُ مُخْطِئُونَ، مُجْتَهِدُونَ، مَأْجُورُونَ أَجْرًا وَّاحِدًا.

"ان دلائل کی رُو سے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، صاحب حق وامانت تھے، ان کے لیے دو اجر ہیں، ایک اجتہاد کا اور دوسرا درستی کا۔ ہم یہ بھی یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ غلطی پر تھے، لیکن مجتہد تھے اور انہیں اجتہاد کا ایک اجر ملے گا۔“

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/161)

❀ علامہ الکیا الطبری رحمہ اللہ (504ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ وَالْفِتَنِ فَتِلْكَ أُمُورٌ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْاِجْتِهَادِ.

”صحابہ کے درمیان برپا ہونے والی جنگیں اور فتنے اجتہاد پر مبنی تھے۔“

(البحر المحيط للزركشي : 6/186، إرشاد الفحول للشوكاني :1/186)

❀ علامہ غزالی (450-505ھ) فرماتے ہیں:

مَا جَرٰى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْاِجْتِهَادِ، وَلَا مُنَازَعَةَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ فِي الْإِمَامَةِ.

”سیدنا معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلافات اجتہاد پر مبنی تھے
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امامت وخلافت کا کوئی تنازع نہیں تھا۔“

(إحياء علوم الدّين :1/115)

❀ قوام السنہ، ابو القاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) فرماتے ہیں:

مَا جَرٰى بَيْنَ عَلِيٍّ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ السَّلَفُ : مِنَ السُّنَّةِ السُّكُوتُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو اختلافات ہوئے، اس سلسلہ میں سلف کا موقف خاموشی ہے اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الحُجَّة في بَيان المَحَجَّة : 569/2)

❀ علامہ مازری (536ھ) لکھتے ہیں:

مَا وَقَعَ مِنَ الْحُرُوبِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ وَّمَا جَرٰى بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الدِّمَاءِ فَعَلَى التَّأْوِيلِ وَالْاِجْتِهَادِ، وَكُلٌّ يَعْتَقِدُ أَنَّ مَا فَعَلَهُ صَوَابٌ وَّسَدَادٌ.

”سیدنا علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو جنگیں برپا ہوئی تھیں اور صحابہ کا جو خون بہا تھا، تو یہ ایک تاویل اور اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ ہر گروہ خود کو درست سمجھتا تھا۔“

(المُعلم بفوائد مسلم : 243/3)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ) فرماتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی عزت و تکریم کی جائے، ان کا حق پہچانا جائے، ان کی اقتدا کی جائے، ان کے بارہ میں حسن ظن رکھا جائے، ان کے لیے استغفار کیا جائے، ان کے مابین ہونے والے اختلافات میں زبان بند رکھی جائے، ان کے دشمنوں سے عداوت رکھی جائے، ان کے خلاف مورخین کی (بے سند) خبروں، مجہول راویوں کی بیان کردہ روایات، گمراہ شیعوں اور اہل بدعت کی پھیلائی ہوئی من گھڑت کہانیوں کو نظر انداز کیا جائے، جن سے ان کی تنقیص شان ہوتی ہو۔ ان کے اختلافات اچھے معنوں پر محمول کیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائیں اوران کے لیے بہتر عذر تلاش کیے جائیں، کیونکہ وہ لوگ اس کے اہل ہیں۔ان میں سے کسی کا بھی تذکرہ برائی کے ساتھ نہ کیا جائے، نہ ان پر کوئی الزام دھرا جائے، بلکہ صرف ان کی نیکیاں، فضائل اوران کی سیرت کے محاسن بیان کیے جائیں۔اس سے ہٹ کر جو باتیں ہوں، ان سے زبان بند رکھی جائے۔''

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی: 2/611، 612)

حافظ نووی رحمہ اللہ (631۔676ھ) فرماتے ہیں:

''جان لیجیے کہ مشاجرات صحابہ کے دوران بہنے والا خون (مسلمان کو قتل کرنے کی) اس وعید میں داخل نہیں۔اہل سنت صحابہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں، ان کے اختلافات پر خاموشی اختیار کرتے ہیں اور ان اختلافات کی جائز تاویل کرتے ہیں۔وہ مجتہد مؤول تھے۔کسی گناہ یا دنیاوی متاع کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ ہر فریق سمجھتا تھا کہ وہ حق پر اور اس کا مخالف باغی ہے، جسے اللہ کے حکم کی طرف لوٹانے کے لیے قتال ضروری ہے۔یوں بعض حق پر تھے اور بعض خطا کار تھے، کیونکہ یہ اجتہادی معاملہ تھا اور مجتہد کی غلطی پر گناہ نہیں ہوتا۔ان لڑائیوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی حق اور راستی پر تھے (لیکن اجتہادی خطا ہونے کی بنا پر دوسرے صحابہ پر بھی کوئی قدغن نہیں)۔اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔یہ معاملات اتنے پیچیدہ تھے کہ بہت سے صحابہ کرام بھی اس سلسلہ میں پریشان رہے اور دونوں گروہوں سے علیحدگی اختیار کرلی، جنگ میں شریک نہیں ہوئے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں بالیقین درست بات کا علم نہ ہو سکا اور وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے بھی دستبردار رہے۔'' (شرح صحیح مسلم : 11/18)

نیز فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام کے مابین جو جنگیں ہوئیں، ان میں ہر گروہ کو ایک شبہ تھا، جس کے مطابق ہر ایک نے خود کو حق پر سمجھا، تمام صحابہ عادل تھے اور اپنی لڑائیوں میں دلائل رکھتے تھے۔ ان میں کوئی صحابی ثقاہت وعدالت سے خارج نہیں ہوا، کیونکہ وہ مجتہد تھے، وہ کئی اجتہادی مسائل میں مختلف الخیال ہوئے، جیسا کہ بعد میں آنے والے فقہائے کرام بھی قتل وحرب سمیت بہت سے مسائل میں اختلافات کا شکار ہوئے۔ ان اختلافات سے کسی میں کوئی نقص ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں آپ کو ان لڑائیوں کی وجہ بھی معلوم ہونی چاہیے۔ ان کی وجہ یہ بنی کہ معاملات انتہائی پیچیدہ تھے اور اسی سخت پیچیدگی کے باعث صحابہ کرام کے اجتہادات مختلف ہو گئے اور وہ تین گروہ میں بٹ گئے؛ ایک گروہ وہ تھا، جس نے اپنے اجتہاد سے پہلے فریق کو حق پر سمجھا اور اس کے مخالف کو باغی خیال کیا، یوں اس پر پہلے فریق کی مدد کرنا اور اس کے مخالف سے لڑنا لازم ہو گیا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ حق والوں کے لیے اپنے نزدیک اہل حق کی نصرت اور اہل بغاوت سے لڑائی کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ دوسرا گروہ ان کے برعکس تھا، اس نے اپنے اجتہاد سے دوسرے فریق کو حق پر سمجھا، اس پر دوسرے فریق کی نصرت اور ان کے مخالفین کی سرکوبی ضروری ہو گئی۔ تیسرے گروہ میں وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام شامل تھے، جن پر معاملہ واضح نہ ہو سکا، وہ اس سلسلہ میں کشمکش کا شکار رہے اور کسی ایک فریق کی ترجیح ان پر ظاہر نہ ہو سکی۔ ایسے لوگ دونوں فریقوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان پر یہ علیحدگی ہی ضروری تھی، کیونکہ اس وقت تک کسی مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش جائز نہیں، جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اس کا مستحق ہے۔ اگر ان صحابہ کرام کے سامنے کسی ایک فریق کا اہل حق ہونا عیاں ہو جاتا، تو ان کے لیے اس کی نصرت وحمایت اور باغیوں سے قتال فرض ہو جاتا، وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معذور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حق اور اہل علم کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام کی گواہی اور ان کی روایات قبول کی جائیں گی اور ان کی ثقاہت میں کوئی نقص نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو چکا ہے۔''

(شرح صحیح مسلم: 149/15)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

''صحابہ ہوں یا بعد والے مسلمان، اُن کے باہمی اختلافات میں دخل دینا ممنوع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب دو مسلمان کسی معاملے میں جھگڑ پڑیں، پھر وہ معاملہ قصہ پارینہ بن جائے، بعد میں آنے والوں کا اس سے تعلق ہو، نہ وہ اس کی حقیقت سے واقف ہوں، تو اس بارے میں گفتگو جہالت وناانصافی ہو گی اور یہ عمل ان فریقین کو ناحق اذیت دینے کی کوشش ہو گی۔ اگر بعد والوں کو یہ معلوم بھی ہو جائے کہ وہ غلطی پر تھے، تو اس معاملہ کا ذکر غیبت شمار ہو گا، جس میں کوئی مصلحت نہیں۔ صحابہ کرام تو عام لوگوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑھ کر حرمت، مقام و مرتبہ اور عزت و تکریم کے حامل تھے۔ ان کے اس قدر عمومی و خصوصی فضائل و محاسن ثابت ہیں، جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ ان کے باہمی اختلافات کی مذمت میں کوئی بات کرنا دیگر گزرے ہوئے مسلمانوں کے اختلافات کے بارے میں بات کرنے سے بڑا جرم ہے۔'' (منهاج السّنة : 5/146، 147)

نیز فرماتے ہیں:

اَلْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مُطْلَقًا، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

''صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں مطلق خاموشی ہی اہل سنت کا مذہب ہے۔'' (مجموع الفتاوٰی : 35/51)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (م:748ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے لوگ ایسے تھے، جو ان سے محبت رکھتے تھے، ان کے بارے میں غلو سے کام لیتے تھے اور ان کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکمرانی کے دوران ان سے حلم و کرم اور بخشش کا سلوک فرمایا تھا یا پھر یہ لوگ شام میں پیدا ہوئے، تو علاقائی طور پر ان کی محبت میں پرورش پائی اور ان کی اولادیں اسی ماحول میں پروان چڑھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں میں کچھ صحابہ کرام، تابعین عظام اور صاحبان فضل کی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔ اہل شام نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عراق کے خلاف لڑائی کی اور ہوائے نفس کی بنا پر ان میں (نعوذ باللہ) بغض اہل بیت پیدا ہوا۔ اسی طرح خوارج کے علاوہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رعایا اوران کا گروہ ان کی محبت وعقیدت اور مخالفین کے بغض وعناد میں پروان چڑھا۔ ان میں سے ایک گروہ تو تشیع میں غلو اختیار کر گیا۔ ایسے علاقے میں پرورش پانے والے لوگوں کا کیا حال ہوتا ہوگا، جو اپنے اردگرد کے لوگوں کو کسی خاص شخص کی محبت میں غلو کرتے اور کسی خاص شخص کے بغض میں حد سے بڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے انصاف اور اعتدال کی کیا امید کی جا سکتی ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایسے باعافیت زمانے میں پیدا کیا، جس میں حق نتھر کر سامنے آ گیا اور طرفین کے دلائل واضح ہو گئے۔ ہم نے دونوں گروہوں کے مآخذ تک رسائی حاصل کی، غور وفکر کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ سب لوگ قابل قبول عذر رکھتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان سب کے لیے دُعائے مغفرت کی اور اعتدال پسندی کو اختیار کرتے ہوئے جائز تاویل یا معاف شدہ غلطی کی بنیاد پر باغیوں کے لیے بھی رحمت کی دُعا کی اور وہی کہا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا تھا کہ:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ (الحشر 59: 10)

''اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان کی حالت میں ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے بارے میں کوئی خلش نہ ڈال۔'' ہم نے ان کے بارے میں رضائے الٰہی طلب کی، جنھوں نے دونوں فریقوں سے علیحدگی اختیار کی تھی، ان میں سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا محمد بن مسلمہ، سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہم وغیرہم شامل تھے۔ البتہ ہم مسلمانوں کی جماعت سے نکل جانے والے خارجیوں سے براءت کا اعلان کرتے ہیں، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی کی اور سب صحابہ کرام کو کافر قرار دیا۔ جہنم کے کتے خارجی اسلام سے نکل چکے ہیں۔ اس کے باوجود ہم ان کو اس طرح ہمیشہ کے جہنمی نہیں سمجھتے جس طرح بتوں کے پجاریوں اور صلیبیوں کو سمجھتے ہیں۔''

(سِیَر أعلام النبلاء : 128/3)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ بَعْدَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَمِنْهُ مَا وَقَعَ عَنْ غَيْرِ قَصْدٍ، كَيَوْمِ الْجَمَلِ، وَمِنْهُ مَا كَانَ عَنِ اجْتِهَادٍ، كَيَوْمِ صِفِّينَ، وَالِاجْتِهَادُ يُخْطِيءُ وَيُصِيبُ، وَلٰكِنْ صَاحِبُهُ مَعْذُورٌ وَّإِنْ أَخْطَأَ، وَمَأْجُورٌ أَيْضًا، وَأَمَّا الْمُصِيبُ فَلَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”نبی اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف ہوئے، ان میں سے بعض ایسے تھے، جو بلا قصد وارادہ واقع ہو گئے، جیسا کہ جنگ جمل والے دن ہوا اور بعض ایسے ہیں جو اجتہادی طور پر سرزد ہوئے، جیسا کہ جنگ صفین والے دن ہوا۔ اجتہاد کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی درست، لیکن اجتہاد کرنے والا غلطی بھی کرے، تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کا عذر قبول کیا جاتا ہے اور اگر وہ درست ہو، تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔“

(الباعث الحثيث إلى اختصار علوم الحديث، ص: 182)

نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ، وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَهُوَ مَأْجُورٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

”دونوں گروہوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب تھے۔ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے اور انہیں بھی ان شاء اللہ ایک اجر ملے گا۔“

(البداية والنّهاية: 279/2)

✿ علامہ تفتازانی حنفی (۷۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ أَيِ الصَّحَابَةَ مِنَ الْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ فَلَهُ مَحَامِلُ وَتَأْوِيلَاتٌ فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ إِذَا كَانَ مِمَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يُخَالِفُ الْأَدِلَّةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ كَقَذْفِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَإِلَّا فَبِدْعَةٌ وَّفِسْقٌ.

''صحابہ کے مابین واقع ہونے والی جنگوں اور جھگڑوں کی تاویلات اور توجیہات موجود ہیں، تو صحابہ کو گالی دینا اوران پر طعن کرنا، اگر تو ادلہ قطعیہ کی مخالفت پر مبنی ہو، تو کفر ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا، اگر ایسا نہ ہو، تو پھر بدعت اور فسق ہے۔''

(تنبیه الوُلاة والحُكام على أحكام شاتم خير الأنام لابن عابدين: 360)

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (773-852ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوبِ مَنْعِ الطَّعْنِ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، بِسَبَبِ مَا وَقَعَ لَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَوْ عَرَفَ الْمُحِقَّ مِنْهُمْ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يُقَاتِلُوا فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ إِلَّا عَنِ اجْتِهَادٍ، وَقَدْ عَفَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْمُخْطِي فِي الْاِجْتِهَادِ، بَلْ ثَبَتَ أَنَّهُ يُوْجَرُ أَجْرًا وَّاحِدًا، وَأَنَّ الْمُصِيبَ يُوْجَرُ أَجْرَيْنِ.

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی بنا پر کسی بھی صحابی پر طعن کرنا حرام ہے، اگر چہ کسی کو ان میں سے اہل حق کی پہچان ہو بھی جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی یہ لڑائیاں اجتہاد کی بنا پر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد میں غلطی کرنے والے سے درگزر فرمایا ہے، بلکہ اسے ایک اجر ملنا بھی ثابت ہے اور جو حق پر ہوگا، اسے دوہرا اجر ملے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 34/13)

نیز فرماتے ہیں:

اَلظَّنُّ بِالصَّحَابَةِ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ أَنَّهُمْ كَانُوا فِيهَا مُتَأَوِّلِينَ، وَلِلْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِئِ أَجْرٌ، وَإِذَا ثَبَتَ هٰذَا فِي حَقِّ آحَادِ النَّاسِ، فَثُبُوتُهُ لِلصَّحَابَةِ بِالطَّرِيقِ الْأَوْلٰى.

"صحابہ کے ساتھ یہی گمان رکھنا چاہے کہ وہ ان جنگوں میں تاویل پر تھے اور خطا کار مجتہد کے لئے اجر ہے۔ جب یہ مجتہد مخطی کے لئے اجر والا کلیہ عام لوگوں کے لئے ثابت ہے، تو صحابہ کے لئے اس کا ثبوت تو بالاولیٰ ہے۔"

(الاصابة في تمييز الصّحابة : 260/7)

❀ علامہ عینی حنفی (762-855ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ الَّذِي عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ الْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ، وَحُسْنُ الظَّنِّ بِهِمْ، وَالتَّاوِيلُ لَهُمْ، وَأَنَّهُمْ مُّجْتَهِدُونَ مُتَأَوِّلُونَ، لَمْ يَقْصُدُوا مَعْصِيَةً وَّلَا مَحْضَ الدُّنْيَا، فَمِنْهُمُ الْمُخْطِئُ فِي اجْتِهَادِهِ وَالْمُصِيبُ، وَقَدْ رَفَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ عَنِ الْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِي فِي الْفُرُوعِ، وَضَعْفِ أَجْرِ الْمُصِيبِ.

"اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے، ان کے بارے حسن ظن رکھا جائے، ان کے لیے تاویل کی جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ مجتہد تھے اور ان سب کے پیش نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلائل تھے، ان اختلافات میں کسی صحابی نے بھی کسی گناہ یا دنیاوی متاع کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اجتہاد میں بعض کو غلطی لگی اور بعض درستی کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے فروعی معاملات میں اجتہادی غلطی کرنے والے کو گناہ گار قرار نہیں دیا (بلکہ ایک اجر کا حق دار ٹھہرایا ہے)، جبکہ درستی کو پہنچنے والے کا اجر دوگنا کر دیا گیا ہے۔'' (عمدة القاري: 212/1)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی (974ھ) لکھتے ہیں:

مِنِ اعْتِقَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ مَا جَرٰى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنَ الْحُرُوبِ فَلَمْ يَكُنْ لِمُنَازَعَةِ مُعَاوِيَةَ لِعَلِيٍّ فِي الْخَلَافَةِ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى حَقِّيَّتِهَا لِعَلِيٍّ كَمَا مَرَّ فَلَمْ تَهُجَّ الْفِتْنَةُ بِسَبَبِهَا وَإِنَّمَا هَاجَتْ بِسَبَبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَمَنْ مَعَهُ طَلَبُوا مِنْ عَلِيٍّ تَسْلِيمَ قَتَلَةِ عُثْمَانَ.

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ سیدنا معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی جنگیں اس لئے نہیں تھیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھینی تھی، کیونکہ حق خلافت تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ تو فتنہ اس سبب سے نہیں پھیلا، بلکہ اس کی وجہ یہ رہی تھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی علی رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ قاتلین عثمان کو ہمارے سپرد کر دیجیے۔''

(الصواعق المحرقة: 622/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ علامہ ملا علی قاری حنفی (1014ھ) لکھتے ہیں:

سَبَبُ هٰذَا التَّحَيُّرِ لَمْ يَكُنْ فِي أَنَّ عَلِيًّا أَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ أَمْ مُعَاوِيَةَ؟ لِأَنَّهُمْ أَجْمَعُوا عَلٰى وِلَايَةِ عَلِيٍّ، وَاجْتَمَعَ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلٰى خِلَافَتِهِ، وَإِنَّمَا وَقَعَ النِّزَاعُ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ، حَيْثُ تَعَلَّلَ مُعَاوِيَةُ بِأَنِّي لَمْ أُسَلِّمْ لَكَ الْأَمْرَ حَتّٰى تَقْتُلَ أَهْلَ الْفَسَادِ وَالشُّرُورِ مِمَّنْ حَاصَرَ الْخَلِيفَةَ وَأَعَانَ عَلٰى قَتْلِهِ، فَإِنَّ هٰذَا ثَلْمَةٌ فِي الدِّينِ وَخَلَلٌ فِي أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَاقْتَضٰى رَأْيُ عَلِيٍّ، وَهُوَ الصَّوَابُ، أَنَّ قَتْلَ فِئَةِ الْفِتْنَةِ يَجُرُّ إِلٰى إِثَارَةِ الْفِتْنَةِ الَّتِي هِيَ تَكُونُ أَقْوٰى مِنَ الْأُولٰى.

"تو صحابہ کے درمیان اس اضطراب کا سبب یہ نہیں تھا کہ خلافت کے لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ زیادہ حق دار ہیں یا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؟ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پر تو اجماع قائم ہو گیا تھا، تمام اہل حل وعقد نے آپ کی خلافت پر اجماع کر لیا تھا۔ البتہ سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو لے کر اختلاف ہوا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں آپ کی بیعت اس وقت تک نہیں کروں گا، جب تک آپ اہل فساد و شر اور ان لوگوں کو قتل نہیں کریں گے، جنہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ مسلمین کا محاصرہ کر کے ان کو قتل کیا۔ یہ دین میں رخنہ ہے اور ائمہ مسلمین کے درمیان خلل ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے جو کہ درست تھی، وہ یہ تھی کہ فتنہ پھیلانے والوں کو فتنہ کے دوران ہی قتل کر دیا گیا، تو یہ فتنہ اور بڑھ جائے گا۔“

(مِرقاة المَفاتیح : 3398/8)

✿ علامہ مناوی (1031ھ) لکھتے ہیں:

(إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي) بِمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ وَالْمُنَازَعَاتِ (فَأَمْسِكُوا) وُجُوبًا عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ وَالْخَوْضِ فِي ذِكْرِهِمْ بِمَا لَا يَلِيقُ فَإِنَّهُمْ خَيْرُ الْأُمَّةِ وَالْقُرُونِ، لِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ مَحَامِلٌ .

”(جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے)۔ یعنی جب ان کے مشاجرات، جنگوں اور جھگڑوں کا ذکر کیا جائے۔ (تو خاموش رہ جاؤ) یعنی اس میں وجوبی حکم ہے کہ صحابہ پر طعن نہیں کیا جا سکتا اور ان کے ذکر میں ایسا غور وخوض نہیں کیا جا سکتا، جو ان کے شایان شان نہ ہو، کیونکہ وہ بہترین امت تھے اور ان کا زمانہ سب سے بہتر ہے اور ان کے درمیان ہونے والی جنگوں کی مختلف توجیہات ہیں۔“

(فیض القدیر :347/1)

علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَجِبُ عَلَيْنَا تَعْظِيمُهُمْ وَاحْتِرَامُهُمْ وَيُحَرَّمُ سَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ وَنَسْكُتُ عَمَّا جَرٰى بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ فَإِنَّهُ كَانَ عَنِ اجْتِهَادٍ، هٰذَا كُلُّهُ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَهُمُ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ وَالْأَئِمَّةُ الْمُجْتَهِدُونَ، وَمَنْ خَرَجَ عَنْ هٰذَا الطَّرِيقِ، فَهُوَ ضَالٌّ مُّبْتَدِعٌ أَوْ كَافِرٌ.

”ہم پر صحابہ کرام کی تعظیم اور احترام واجب ہے اور ان کو گالی دینا اور طعن کرنا حرام ہے۔ ہم ان کے باہمی جھگڑوں میں خاموش رہتے ہیں، کیونکہ وہ اجتہادی جھگڑے تھے، یہ سب اہل حق کا مذہب ہے اور اہل حق اہل سنت والجماعت کا نام ہے اور اہل سنت صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا مذہب ہے، جو اس راہ سے نکل گیا، وہ گمراہ، بدعتی یا کافر ہے۔“

(تنبيه الوُلاة والحُكّام على أحكام شاتم خير الأنام، ص 357)

ہم نے علمائے سلف کی نصائح پر مبنی چند صفحات عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے ارادے سے تحریر کیے ہیں، کیونکہ بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام کو انہی مشاجرات کی بنا پر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں کو بھی ان سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحابہ کرام کا باہمی معاملہ تھا، جو اللہ رب العالمین نے معاف کر دیا ہے اور ان سے راضی ہو گیا ہے۔ ائمہ اہل سنت نے مشاجرات صحابہ کے حوالے سے روایات تو کتابوں میں درج کی ہیں، لیکن ان کی بنا پر کسی بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحابی پر طعن وتنقید نہیں کی اور سلف صالحین ہی قرآن وسنت کی نصوص اور صحابہ کرام کے معاملے کو بہتر سمجھتے تھے۔

بتقاضائے بشریت صحابہ کرام سے ایسی باتوں کا صدور باعث ملامت نہیں، جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ، الْآثِمِ، الْغَادِرِ، الْخَائِنِ.

”امیر المومنین! میرے اور اس جھوٹے، سیاہ کار، دھوکہ باز اور خائن کے مابین فیصلہ صادر فرمادیں۔“

(صحيح مسلم: 1757، صحيح البخاري: 3094، مختصراً)

تو کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان الفاظ کی بنا پر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنا جائز ہے، جو لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرتے ہیں؟

حق یہ ہے کہ صحابہ کرام معصوم عن الخطا نہیں تھے، لیکن ہم مشاجرات صحابہ میں سلف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام صحابہ کی محبت پر زندہ رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

صحابی ابن صحابی، کاتب وامین وحی، خال المومنین، محبوبنا ابوعبدالرحمٰن، معاویہ بن ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما، قرشی، اُموی کمال فضائل ومناقب رکھتے ہیں۔ اسلام میں اولین منصف بادشاہت کا شرف بھی آپ کے حصے میں آیا ہے۔

❀ عباسی حکمران، قائم بامراللہ ہاشمی (467ھ) نے تقریباً430ھ میں ''الاعتقاد القادری'' کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ شائع کیا، جس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق وکافر قرار دیا گیا۔ اس عقیدہ میں یہ بھی ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلَى جَمَاعَتِهِمْ.

''مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔''

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي: 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابواسامہ حماد بن اسامہ رحمہ اللہ (م:201ھ) سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ؟ تو فرمایا:

أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ أَحَدٌ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اصحابِ رسول ﷺ کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(الشّریعة للآجرّي: 2011، جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر: 229/2، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۱۵۸۔۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابیِ رسول کو ہدفِ تنقید ٹھہرانے والا دجال ہے، اس کی روایت نہیں لکھی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔''

(تاریخ یحیی بن مَعین بروایة العبّاس الدّوري: 546/3)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا زَالَ بِي مَا رَأَيْتُ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ فِي الْفِتْنَةِ، حَتّٰى إِنِّي لَأَتَمَنّٰى أَنْ يَزِيدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُعَاوِيَةَ مِنْ عُمُرِي فِي عُمُرِهٖ .

''میں فتنہ کے دور میں حالات کا مشاہدہ کرتی رہی، تب میں تمنا کیا کرتی تھی کہ اللہ میری عمر بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگا دے۔''

(الطّبقات لأبي عروبة الحرّاني، ص 41، وسندهٗ صحیحٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی فضیلت ومنقبت تو شرف صحابیت ہے۔اس کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہ ہو،تو بھی یہی فضیلت کافی ہے، کیونکہ ہر صحابی کی الگ الگ معین فضیلت ثابت نہیں۔ صحیح احادیث میں معدودے چند صحابہ کے متعین فضائل مذکور ہوئے ہیں۔ایسا نہیں کہ باقی صحابہ کی کوئی فضیلت تھی ہی نہیں، بلکہ صرف صحابی ہونا ہی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

شرف صحابیت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اصل اعزاز ہے،اس کے علاوہ صحیح احادیث سے آپ کے خصوصی فضائل بھی ثابت ہیں۔

بعض حضرات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ کی شہادت کے قصے سے دلیل لیتے ہیں، جس میں مذکور ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی نفی کی، لیکن یہ واقعہ بسند صحیح ثابت نہیں ہوسکا۔اس کی سند میں مجہول وغیر معتبر راوی موجود ہیں۔

اسی طرح امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ شَيْءٌ.

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ ثابت نہیں۔“

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 105/59، سِيَر أعلام النّبلاء للذّهبي: 132/3)

یہ قول ثابت نہیں، اس کی سند میں ابو العباس اصم کے والد یعقوب بن یوسف بن معقل، ابو فضل، نیشاپوری کی توثیق نہیں ملی۔بعض کتب میں اس سند سے ابو العباس اصم کے والد کا واسطہ گر گیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحیح احادیث کی روشنی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب ملاحظہ ہوں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور کتابت وحی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا:

مُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ؟

”معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتابت وحی کے منصب پر مامور فرمالیں؟“

فرمایا: نَعَمْ. ”جی! ٹھیک ہے۔“

(صحیح مسلم: 304/2، ح: 2501)

ایک روایت میں ہے:

كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ. ”آپ کاتب وحی تھے۔“

(دلائل النبوّة للبيهقي: 243/6، وسندهٗ صحيحٌ)

مُعافی بن عمران رحمہ اللہ (م:186/185ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ، صَاحِبُهٗ، وَصِهْرُهٗ، وَكَاتِبُهٗ، وَأَمِينُهٗ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، آپ کے برادرِ نسبتی، آپ کے کاتب اور اور امین وحی تھے۔“

(تاريخ بغداد للخطيب: 209/1، تاريخ ابن عساكر: 208/59، البداية والنّهاية لابن كثير: 148/8، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (499-571ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ حَدِيثُ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمَ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں صحیح ترین حدیث ابو جمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے کہ آپ جب اسلام لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب مقرر کر دیے گئے۔“

(البداية والنّهاية لابن كثير: 128/8)

امام ابو منصور اصبہانی رحمہ اللہ (م:428ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ وَأَمِينُهُ، وَرَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ، وَخَالُ الْمُؤْمِنِينَ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی الٰہی کے کاتب و امین ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہوئے، آپ مومنوں کے ماموں بھی ہیں۔“

(الحُجّة في بيان المَحجّة لقوّام السنّة الأصبهاني: 248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (م:620ھ) فرماتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَأَحَدُ خُلَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

”معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں، کاتب وحی اور خلیفۃ المسلمین تھے۔“

(لِمعة الإعتقاد، ص 33)

پہلے بحری بیڑے کی کمان اور جہاد فی سبیل اللہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ، قَدْ أَوْجَبُوا.

''میری امت میں پہلا گروہ جو سمندری جہاد کرے گا، اس نے (مغفرت وجنت کو) واجب کرلیا۔'' (صحيح البخاري: 410/1، ح: 2924)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: قَدْ أَوْجَبُوا، أَيْ فَعَلُوا فِعْلًا، وَجَبَتْ لَهُمْ بِهِ الْجَنَّةُ.

''نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''واجب کرلیا'' سے مراد ہے کہ انہوں نے وہ کارِ خیر سرانجام دیا، جس کی بنا پر ان کے لیے جنت واجب ہوگئی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 103/6)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ، فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَتْ: لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ.

''رسول اللہ ﷺ ایک دن (ام حرام) بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، (اسی حالت میں سو گئے) پھر آپ (بیدار ہوئے اور) مسکرائے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا: میری امت کا ایک عظیم الشان گروہ جہاد کے لیے سبز سمندر کا سفر کرے گا۔ وہ جنت میں تختوں پر براجمان بادشاہوں کی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔'' (صحيح البخاري: 2877، 2878، صحيح مسلم: 1912)

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سمندری جہاد کی سعادت، قیادت اور فضیلت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حصے آئی۔ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ پہلا لشکر، جس نے بحری جہاد کیا، اس کے کمانڈر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث سے آپ رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت کو چار چاند لگ گئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی سند حاصل ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (368-463ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ فَضْلٌ لِمُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، إِذْ جَعَلَ مَنْ غَزَا تَحْتَ رَايَتِهِ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَرُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، وَحْيٌ.

''اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بوحی الٰہی) ان کی کمان میں جہاد کرنے والوں کو اولین قرار دیا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔''

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: 235/1)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

① سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، وَاهْدِهِ، وَاهْدِ بِهِ، وَلَا تُعَذِّبْهُ.

''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنا۔ انہیں ہدایت دے اور ان کے ذریعے انسانیت کو ہدایت دے، انہیں عذاب سے بچا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد: 216/4، سنن التّرمذي: 3842، وقال: حسنٌ غريبٌ، التّاريخ الكبير للبخاري: 240/5، الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم: 1129، الشّريعة للآجرّي: 1914، والسياق له، تاريخ بغداد للخطيب: 207/1، 208، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ: فَجَاءَ، فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ: اذْهَبْ، وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَجِئْتُ، فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي: اذْهَبْ، فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَجِئْتُ، فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ.

”میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ ﷺ نے (پیار سے) میرے کندھوں پر تھپکی لگائی اور فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا لائیں۔ میں آیا، تو معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا کر لائیں۔ میں دوبارہ گیا، تو وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔“

(صحيح مسلم: 325/2، ح: 2604)

یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ اس سے تنقیص ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام بطورِ بددعا نہیں، بلکہ بطورِ مزاح اور بطور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تکیہ کلام تھا۔ کلامِ عرب میں ایسی عبارات کا بطورِ مزاح یا بطورِ تکیہ کلام استعمال ہونا عام بات ہے۔ عربی لغت وادب کے ادنیٰ طلبہ بھی اس سے واقف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱۔۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهِ وَدُعَائِهِ وَنَحْوِهِ، لَيْسَ بِمَقْصُودٍ، بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي وَصْلِ كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهِ: تَرِبَتْ يَمِينُكَ، وعَقْرٰى حَلْقٰى، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ، وَفِي حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، لَا يَقْصُدُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَقِيقَةَ الدُّعَاءِ.

''بعض احادیث میں صحابہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی جو بددعا وغیرہ منقول ہے، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جنہیں عرب بطور تکیہ کلام بولتے ہیں۔ بعض احادیث میں کسی صحابی کو تعلیم دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا فرمان: تَرِبَتْ يَمِينُكَ ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانا کہ عَقْرٰى حَلْقٰى ''تو بانجھ ہو، تیرے حلق میں بیماری ہو۔'' نیز فرمان کہ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ ''تیری عمر زیادہ نہ ہو۔'' اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان کہ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ ''اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔'' یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شرح صحيح مسلم : 152/16)

مشہور لغوی، ابو منصور ازہری (م: ۳۷۰ھ) ایسے کلمات کے بارے میں مستند لغوی ابو عبید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هٰذَا عَلٰى مَذْهَبِ الْعَرَبِ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الشَّيْءِ مِنْ غَيْرِ إِرَادَةٍ لِّوُقُوعِهٖ، لَا يُرَادُ بِهِ الْوُقُوعَ .

”ایسی باتیں عرب تہذیب کا حصہ ہیں، وہ کسی کے بارے بددعا کے الفاظ کہتے ہیں، لیکن اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کرتے، یعنی بددعا کا پورا ہونا مراد ہی نہیں ہوتا۔“ (تهذيب اللّغة : 145/1)

حافظ ابن بطال رحمہ اللہ (م: ۴۴۹ھ) ایک عبارت بارے فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَّا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ : قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَجَادَ .

”اس سے بددعا مراد نہیں ہوتی۔ اسے صرف تعریف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کوئی عمدہ شعر کہے، تو عرب کہتے ہیں: قَاتَلَهُ اللّٰهُ ”اللہ تعالیٰ اسے مارے“، اس نے عمدہ شعر کہا۔“

(فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن بطال : 329/9)

صحیح مسلم کی حدیث اسی مفہوم کی موید ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ، فَقَالَ : آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبِرْتِ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا كَبِرَ سِنُّكِ، فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّي، فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ: قَرْنِي، فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا، حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيمَتِي، قَالَ: وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ قَالَتْ: زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنُّهَا، وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا، قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلٰى رَبِّي، أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّي، فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ، مِنْ أُمَّتِي، بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَّجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَّزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُّقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بچی تھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا، تو فرمایا: تو ہے؟ تو تو بڑی ہو گئی ہے۔ تیری عمر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ بچی روتی ہوئی سیدہ ام سلیم کی طرف دوڑی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ کہا: میرے بارے رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی ہے کہ میری عمر نہ بڑھے۔ اب تو میری عمر نہیں بڑھے گی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں، آپ کی چادر زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام سلیم! کیا ہوا؟ عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ نے اس بچی کے لیے بددعا فرمائی ہے؟ فرمایا: بات کیا ہے؟ عرض کیا: یہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے عمر نہ بڑھنے کی بددعا دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ام سلیم! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ شرط منظور کرائی ہے اور دُعا کی ہے کہ میں ایک انسان ہوں، انسانوں کی طرح راضی بھی ہوتا ہوں ناراض بھی۔ لہٰذا اپنے جس امتی کے لیے بھی ایسی بددعا کر دوں، جس کا وہ مستحق نہ ہو، تو اس بددعا کو اس کے گناہوں سے پاکیزگی اور طہارت بنا دے، نیز اس بددعا کو روزِ قیامت اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2603)

اب کوئی بتائے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بچی کو کسی ناراضی یا غصہ کی بنا پر یہ الفاظ کہے تھے، جو اس بچی اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لیے پریشانی کا سبب بن گئے؟ اور کیا ان الفاظ سے اس بچی کی تنقیص ہوتی ہے؟ خود رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ الفاظ بطورِ بددعا نہیں تھے اور ایسے الفاظ سننے والے کے لیے یقیناً پریشانی کا سبب بن جاتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے الفاظ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخاطبین کے لیے اجروثواب اور اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی حدیث کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ.

''اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

یوں یہ الفاظ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے باعث تقربِ الٰہی اور باعث منقبت وفضیلت ہیں۔علمائے اہل سنت واہل حق کا یہی فہم ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَكَّبَ مُسْلِمٌ مِّنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ فَضِيلَةٌ لِّمُعَاوِيَةَ.

''امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث پہلی حدیث کے متصل بعد ذکر کی ہے۔ یوں اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 8/119)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱۔۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِّلدُّعَاءِ عَلَيْهِ، فَلِهٰذَا أَدْخَلَهُ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَجَعَلَهُ غَيْرُهُ مِنْ مَّنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهُ فِي الْحَقِيقَةِ يَصِيرُ دُعَاءً لَّهُ.

''امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ سمجھے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بددعا کے مستحق نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی ہے۔ امام مسلم کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی یہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ حقیقت میں ان کے لیے دعا بن گئے تھے۔'' (شرح صحیح مسلم: 156/16)

یہ تو بات تھی ان الفاظ کے بارے میں، جو بطور مدح و تکیہ کلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے صادر ہوئے، جبکہ معاملہ اس سے بھی کہیں آگے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کے لیے بتقاضائے بشریت حقیقی بددعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس بددعا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی وجہ سے ان کے لیے باعث رحمت بنا دیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ سَبَبْتُهٗ، أَوْ لَعَنْتُهٗ، أَوْ جَلَدْتُهٗ، فَاجْعَلْهَا لَهٗ زَكَاةً وَّرَحْمَةً .

''اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو میں بُرا بھلا کہوں، بددعا کروں یا کوڑے ماروں، تو انہیں اس کے لیے پاکیزگی اور رحمت بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2601/89)

صحیح مسلم (۹۱/۲۶۰۱) میں ہے:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ، يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهٗ، أَوْ سَبَبْتُهٗ، أَوْ جَلَدْتُهٗ، فَاجْعَلْهَا لَهٗ كَفَّارَةً، وَقُرْبَةً، تُقَرِّبُهٗ بِهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''اے اللہ! بلاشبہ محمد (ﷺ) بشر ہیں، انہیں انسانوں کی طرح غصہ آجاتا ہے۔ میں نے تجھ سے ایسا وعدہ لیا ہوا ہے، جسے تو نہیں توڑے گا۔ وہ یہ ہے کہ جس مومن کو میں تکلیف دوں، اسے برا بھلا کہوں یا اسے کوڑے ماروں، تو اِن چیزوں کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور روزِ قیامت اس کے لیے اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ، لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَأَغْضَبَاهُ، فَلَعَنَهُمَا، وَسَبَّهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَا، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا، مَا أَصَابَهُ هٰذَانِ، قَالَ : وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ : قُلْتُ : لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا، قَالَ : أَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟، قُلْتُ : اللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّأَجْرًا .

''دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کوئی بات کی، میں وہ بات سمجھ نہیں پایا۔ ان کی بات سے آپ ﷺ کو غصہ آ گیا۔ آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بد دعا دی۔ جب وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس سے چلے گئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا اتنی تکلیف بھی کسی کو پہنچی ہو گی، جتنی ان کو پہنچی ہے؟ فرمایا: کیا مطلب؟ عرض کیا: آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بد دعا دی۔ فرمایا: کیا آپ کو وہ شرط معلوم ہے، جو میں نے اپنے رب سے منوائی ہے؟ وہ یہ کہ اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو بد دعا دوں یا برا بھلا کہوں، تو اسے اس کے لیے گناہوں سے پاکیزگی اور اجر کا باعث بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2600)

ثابت ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے غصہ میں کسی کے لیے حقیقی بد دعا بھی کر دی، تو وہ بھی اس کے لیے اجر و ثواب اور مغفرت و تقرب الٰہی کا باعث بن گئی ہے۔ جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ناراض ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاخیر کی بنا پر غصہ میں یہ الفاظ کہے، تو بھی ہماری ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں یہ الفاظ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت اور تقربِ الٰہی کی بین دلیل ہیں۔

حدیث کا سیاق بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت پر دلالت کرتا ہے، مسند طیالسی (۲۸۶۹، وسندہ صحیح) میں اسی حدیث کے الفاظ ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، يَكْتُبُ لَهٗ.

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے لیے وحی کی کتابت کریں۔''

اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا ثابت ہو رہا ہے، جو کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باجماعِ امت بہت بڑی فضیلت، منقبت اور شرف ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (۴۹۹۔۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مروی صحیح ترین حدیث یہی ہے۔''

(تاریخ دِمَشق : 106/59، البداية والنّهاية لابن كثير : 131/8)

ناصر السنۃ، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (۱۳۳۲۔۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَسْتَغِلُّ بَعْضُ الْفِرَقِ هٰذَا الْحَدِيثَ، لِيَتَّخِذُوا مِنْهُ مَطْعَنًا فِي مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَيْسَ فِيهِ مَا يُسَاعِدُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، كَيْفَ؟ وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ .

''بعض گمراہ فرقے اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کا کوئی پہلو ان گمراہوں کی تائید نہیں کرتا۔ اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیسے ثابت ہوگی، اس میں تو یہ ذکر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے؟''

(سِلسلة الأحاديث الصّحيحة وشيء من فقهها وفوائدها : 82)

اتنی تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کی دلیل نہ مانے، تو وہ سخت خطا کا مرتکب ہے۔

③ سیدنا عرباض بن ساریہ سُلَمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ.

"اللہ! انہیں قرآن کی تفسیر اور حساب سکھا دے اور عذاب سے بچا لے۔"

(مسند أحمد: 127/4، الشّريعة للآجرّي: 1970-1973، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۹۳۸) اور ابن حبان (۷۲۱۰) رحمہم اللہ نے صحیح کہا ہے۔

حارث بن زیاد شامی جمہور محدثین کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِلْحَدِيثِ شَاهِدٌ قَوِيٌّ.

"اس حدیث کا ایک قوی شاہد بھی موجود ہے۔"

(سِيَر أعلام النبلاء: 124/3)

اس کا شاہد مسند الشامیین للطبرانی (۳۴۳ سندہ حسن) میں موجود ہے۔

علم، فقہ اور خوبیاں:

ابن ابوملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَّكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ؟ فَإِنَّهٗ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: أَصَابَ، إِنَّهٗ فَقِيهٌ.

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے صرف ایک رکعت وتر ادا کیا ہے، تو فرمایا: درست کیا، وہ فقیہ ہیں۔" (صحيح البخاري: 3765)

ایک روایت میں ہے:

أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهٗ مَوْلًى لِّابْنِ عَبَّاسٍ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ.

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز عشا کے بعد ایک وتر ادا فرمایا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام ان کے پاس تھا۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (اور یہ بات بتائی)، تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔"

(صحيح البخاري: 351/1، ح: 3764)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ عُثْمَانَ أَقْضٰى بِحَقٍّ مِّنْ صَاحِبِ هٰذَا الْبَابِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ.

"میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔"

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 161/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أَسْوَدَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ.

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر شان وشوکت والا کوئی نہیں دیکھا۔"

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 173/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ.

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ ﷺ جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(الفوائد المنتقاة للسمرقندي: 67، وسندهٔ صحيحٌ)

ربیع بن نافع حلبی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ سِتْرٌ لِّأَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَإِذَا كَشَفَ الرَّجُلُ السِّتْرَ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا وَرَاءَهُ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کے لیے پردہ ہیں۔ جب کوئی پردہ ہٹا دیتا ہے، تو پردے کے پیچھے والی چیزوں پر جسارت کرنے لگتا ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب: 209/1، تاريخ ابن عساكر: 209/59، وسندهٔ حسنٌ)

امام محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ (۵۸۔۱۲۴ھ) فرماتے ہیں:

عَمِلَ مُعَاوِيَةُ بِسِيرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سِنِينَ، لَا يَخْرِمُ مِنْهَا شَيْئًا.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سالہا سال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کیا۔ اس میں ذرا برابر کوتاہی نہیں کی۔''

(السنّة لأبي بكر الخلّال: 683، وسندهٔ صحيحٌ)

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَمَّا بَعْدُ! فَلَا وَاللّٰهِ، مَا أَبْغَضْنَاكَ مُنْذُ أَحْبَبْنَاكَ، وَلَا عَصَيْنَاكَ مُنْذُ أَطَعْنَاكَ، وَلَا فَارَقْنَاكَ مُنْذُ جَامَعْنَاكَ، وَلَا نَكَثْنَا بَيْعَتَنَا مُنْذُ بَايَعْنَاكَ، سُيُوفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا، إِنْ أَمَرْتَنَا أَطَعْنَاكَ، وَإِنْ دَعَوْتَنَا أَجَبْنَاكَ، وَإِنْ سَبَقْتَنَا أَدْرَكْنَاكَ، وَإِنْ سَبَقْنَاكَ نَظَرْنَاكَ.

”اللہ کی قسم! جب سے آپ سے محبت کی ہے، آپ سے بغض نہیں کیا، جب سے آپ کی اطاعت میں آئے، نافرمانی نہیں کی۔ جب سے ملے ہیں، آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ جب سے آپ کی بیعت کی، بیعت نہیں توڑی۔ ہماری تلواریں کندھوں پر ہیں، اگر آپ کا حکم ہوا، تو ہم سر مو انحراف نہیں کریں گے۔ آپ نے پکارا، تو لبیک کہیں گے۔ آپ ہم سے آگے نکل گئے، تو ہم آپ کے پیچھے جائیں گے اور اگر ہم آگے نکل گئے، تو آپ کا انتظار کریں گے۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح : 330، وسندہٗ حسنٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلافت و ملوکیت:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، مَلِكُ الْإِسْلَامِ.

”امیر المومنین اور شاہِ اسلام۔“ (سِیَر أعلام النّبلاء : 120/3)

حبر امت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بادشاہت کے زیادہ لائق کوئی نہیں دیکھا۔"

(الأمالي من آثار الصّحابة للإمام عبد الرزّاق : 97، السنّة لأبي بكر الخلّال : 637، مجموع فيه مصنفات لأبي العبّاس الأصم : 578(162)، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَسَتَكُونُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبِسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذٰلِكَ يُنْصَرُونَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ.

"آپ نبوت اور رحمت کے دور میں ہیں، عنقریب خلافت اور رحمت ہو گی، پھر ایسا اور ایسا ہو گا (بادشاہت اور رحمت آئے گی)، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت آئے گی۔ لوگ شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے، لیکن اس کے باوجود قیامت تک ایک طائفہ منصورہ بھی موجود رہے گا۔"

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 345/6، ح :6581، وسندهٗ حسنٌ)

خلافت کے بعد ایک خاص زمانہ ہے، جسے (کذا وکذا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کا زمانہ۔ اس کے بعد جا کر کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور شروع ہو گا۔ لہٰذا جن روایات میں خلافت کے بعد ملک عضوض کا ذکر ہے، وہ اختصار پر مبنی ہیں۔ اس کی تائید ایک دوسری صریح حدیث سے ہوتی ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَرَحْمَةً.

"پہلے نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، پھر امارت اور رحمت ہوگی۔"

(المعجم الكبير للطّبراني : 88/11، ح : 11138، السّلسلة الصّحيحة : 3270، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی تائید اجماعِ امت سے ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ نُبُوَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً، وَكَانَتْ خِلَافَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ وَرَحْمَةٍ، وَكَانَتْ إِمَارَةُ مُعَاوِيَةَ مُلْكًا وَرَحْمَةً، وَبَعْدَهٗ وَقَعَ مُلْكٌ عَضُوضٌ.

"نبی اکرم ﷺ کی نبوت، نبوت و رحمت تھی۔ خلفائے راشدین کی خلافت، خلافت نبوت اور رحمت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت رحمت والی بادشاہت تھی۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہوگئی۔"

(جامع المسائل : 154/5)

نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَفْضَلُ مُلُوكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ الْأَرْبَعَةَ قَبْلَهٗ كَانُوا خُلَفَاءَ نُبُوَّةٍ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوكِ، كَانَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُلْكُهُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ ...... وَكَانَ فِي مُلْكِهِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْحُلْمِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ خَيْرًا مِّنْ مُّلْكِ غَيْرِهِ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔ آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔ آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔ آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت و برکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔''

(مجموع الفتاوی: 478/4)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت باعث رحمت تھی۔ ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والی بادشاہت) آپ کے دور اقتدار کے بعد شروع ہوئی۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ.

''مسلمانوں کے سب سے پہلے اور افضل بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 722)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الرَّعَايَا عَلٰى بَيْعَتِهِ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ، كَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَدَّمْنَا، فَلَمْ يَزَلْ مُسْتَقِلًّا بِالْأَمْرِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهُ، وَالْجِهَادُ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَائِمٌ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ عَالِيَةٌ، وَالْغَنَائِمُ تَرِدُ إِلَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فِي رَاحَةٍ وَّعَدْلٍ، وَصَفْحٍ وَّعَفْوٍ.

”تمام رعایا نے 41ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات (60 ہجری) تک خود مختار حکمران رہے۔آپ کے دور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور اطراف زمین سے مالِ غنیمت آ رہا تھا۔ مسلمان آپ کی حکومت میں خوش وخرم تھے، انہیں عدل و انصاف مہیا تھا اور عفو ودرگزر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔“(البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا﴾

(بنی إسرائیل : 33)

”جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔“

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَدْ أَخَذَ الْإِمَامُ الْحَبْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنْ عُمُومِ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ وِلَايَةَ مُعَاوِيَةَ السَّلْطَنَةَ، أَنَّهُ سَيَمْلِكُ، لِأَنَّهُ كَانَ وَلِيَّ عُثْمَانَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''حبر امت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کے عموم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولایت ثابت کی ہے کہ وہ عنقریب حکمران بنیں گے، کیونکہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 142/4، بتحقیق عبد الرزّاق المهدي)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ بات بلا دلیل نہیں، یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

زہدم بن مضرب جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي سَمَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثٍ، لَيْسَ بِسِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ، إِنَّهُ لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الرَّجُلِ مَا كَانَ، يَعْنِي عُثْمَانَ، قُلْتُ لِعَلِيٍّ: اعْتَزِلْ، فَلَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ طُلِبْتَ حَتّٰى تُسْتَخْرَجَ، فَعَصَانِي، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَيَتَأَمَّرَنَّ عَلَيْكُمْ مُعَاوِيَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا﴾ (الإسراء: 33)

''ہم سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رات کی محفل میں شریک ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: میں آپ کو ایسی بات بیان کرنے والا ہوں، جو نہ مخفی ہے، نہ ظاہر۔ جب عثمان (رضی اللہ عنہ کی شہادت) کا معاملہ ہوا، تو میں نے علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اس معاملے سے دُور رہیں، اگر آپ کسی بل میں بھی ہوں گے، تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ اللہ کی قسم! معاویہ (رضی اللہ عنہ) ضرور حکمران بنیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا﴾ (الاسراء: 17: 33)

''جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے، وہ قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، اس کی ضرور مدد کی جائے گی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني: 10/320، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن سعد رحمہ اللہ (۱۶۸۔۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ وِلَايَتُهُ عَلَى الشَّامِ عِشْرِينَ سَنَةً أَمِيرًا، ثُمَّ بُويِعَ لَهُ بِالْخِلَافَةِ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَلَمْ يَزَلْ خَلِيفَةً عِشْرِينَ سَنَةً حَتّٰى مَاتَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ، لِلنِّصْفِ مِنْ رَجَبٍ، سَنَةَ سِتِّينَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیس سال تک شام کے گورنر رہے، پھر ان کی خلافت پر بیعت ہو گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ کا ان پر اتفاق ہوا۔ وہ بیس سال خلیفہ رہے آخر 15 رجب، 60 ہجری کو جمعرات کی رات وفات پا گئے۔'' (الطبقات الکبریٰ: 7/285)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن:

بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں، حالانکہ صحابہ کرام کو برا کہنے والا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود برا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي .

"میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔" (صحیح مسلم: 2541)

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

عَلٰی أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ، لَعْنَةُ اللّٰهِ .

"ان لعنت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر: 206/59، وسندہٗ صحیحٌ)

ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَرَبَ إِنْسَانًا قَطُّ، إِلَّا إِنْسَانًا شَتَمَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهٗ ضَرَبَهٗ أَسْوَاطًا .

"میں نے امام عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو کبھی کسی انسان کو مارتے ہوئے نہیں دیکھا، انہوں نے صرف اس شخص کو کوڑے مارے، جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔"

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر: 211/59، وسندہٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَهُمْ، فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ .

"جس نے صحابہ پر لعنت کی، وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مجموع الفتاوی : 66/35)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، كَمُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَنَحْوِهِمَا، فَإِنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِّلْعُقُوبَةِ الْبَلِيغَةِ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الدِّينِ .

''جو سیدنا معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہما صحابہ پر لعنت کرتا ہے، وہ باتفاقِ ائمہ دین سخت سزا کا مستحق ہے۔'' (مجموع الفتاوی : 58/35)

مزید فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ لَمْ يَدَّعِ الْخِلَافَةَ، وَلَمْ يُبَايَعْ لَهُ بِهَا حِيْنَ قَاتَلَ عَلِيًّا، وَلَمْ يُقَاتِلْ عَلَى أَنَّهُ خَلِيفَةٌ، وَلَا أَنَّهُ يَسْتَحِقُّ الْخِلَافَةَ، وَيُقِرُّوْنَ لَهُ بِذٰلِكَ، وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ يُقِرُّ بِذٰلِكَ لِمَنْ سَأَلَهُ عَنْهُ، وَلَا كَانَ مُعَاوِيَةُ وَأَصْحَابُهُ يَرَوْنَ أَنْ يَبْتَدُوا عَلِيًّا وَّأَصْحَابَهُ بِالْقِتَالِ وَلَا يَعْلُوا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت طلب نہیں کی تھی، نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کے وقت ان کی خلافت پر بیعت کی گئی تھی۔ انہوں نے اس بنا پر لڑائی نہیں کی تھی کہ وہ خلیفہ ہیں یا خلافت کے مستحق۔ البتہ صحابہ کرام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اقراری تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جاتا، تو وہ ان کی خلافت کا اقرار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے لڑائی کرنے یا ان پر غلبہ حاصل کرنے کے خواہاں نہیں تھے۔“

(مجموع الفتاوی: 72/35)

فائدہ: عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ وَافِدًا عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ دَعَاهُ فَأَخْلَاهُ، فَقَالَ: يَا مِسْوَرُ! مَا فَعَلَ طَعْنُكَ عَلَى الْأَئِمَّةِ؟ فَقَالَ الْمِسْوَرُ: دَعْنَا مِنْ هٰذَا، وَأَحْسِنْ فِيمَا قَدِمْنَا لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا، وَاللّٰهِ! وَلَتُكَلِّمَنَّ بِذَاتِ نَفْسِكَ، وَالَّذِي تَعِيبُ عَلَيَّ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَلَمْ أَتْرُكْ شَيْئًا أَعِيبُهُ عَلَيْهِ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا بَرِيَ مِنَ الذَّنْبِ، فَهَلْ تَعُدُّ يَا مِسْوَرُ! مَا نَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا؟ أَمْ تَعُدُّ الذُّنُوبَ وَتَتْرُكُ الْحَسَنَاتِ؟ قَالَ الْمِسْوَرُ: لَا، وَاللّٰهِ! مَا نَذْكُرُ إِلَّا مَا تَرٰى مِنْ هٰذِهِ الذُّنُوبِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَإِنَّا نَعْتَرِفُ لِلّٰهِ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْنَاهُ، فَهَلْ لَّكَ يَا مِسْوَرُ! ذُنُوبٌ فِي خَاصَّتِكَ، تَخْشٰى أَنْ تُهْلِكَكَ إِنْ لَّمْ يَغْفِرْهَا اللّٰهُ؟ قَالَ مِسْوَرٌ: نَعَمْ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَمَا يَجْعَلُكَ أَحَقَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَنْ تَرْجُو الْمَغْفِرَةَ مِنِّي؟ فَوَاللّٰهِ لَمَا أَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ أَكْثَرَ مِمَّا تَلِي، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا أُخَيَّرُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ غَيْرِهِ، إِلَّا اخْتَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى مَا سِوَاهُ، وَإِنَّا عَلٰى دِينٍ يَقْبَلُ اللّٰهُ فِيهِ الْعَمَلَ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالْحَسَنَاتِ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالذُّنُوبِ، إِلَّا أَنْ يَعْفُوَ عَمَّنْ يَشَاءُ، فَأَنَا أَحْتَسِبُ كُلَّ حَسَنَةٍ عَمِلْتُهَا بِأَضْعَافِهَا، وَأُوَازِي أُمُورًا عِظَامًا لَا أُحْصِيهَا وَلَا تُحْصِيهَا، مِنْ عَمَلٍ لِلّٰهِ فِي إِقَامَةِ صَلَوَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالْحُكْمِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالْأُمُورِ الَّتِي لَسْتَ تُحْصِيهَا وَإِنْ عَدَدْتُّهَا لَكَ، فَتَفَكَّرْ فِي ذٰلِكَ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَعَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ خَصَمَنِي حِينَ ذَكَرَ لِي مَا ذَكَرَ، قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمْ يَسْمَعِ الْمِسْوَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ يُذْكَرُ مُعَاوِيَةُ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهُ.

”سیدنا مِسْوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا کام کر دیا، پھر انہیں علیحدہ بلا کر فرمایا: مسور! حکمرانوں پر آپ کی عیب جوئی کا کیا بنا؟ سیدنا مِسْوَر کہنے لگے: اس بات کو چھوڑیں اور ہمارے موجودہ طرزِ عمل کی بنا پر ہم سے حسن سلوک روا رکھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی قسم! آپ کو ضرور اپنے دل کی بات کہنا ہوگی اور اپنے خیال کے مطابق میرے عیوب بیان کرنا ہوں گے۔ سیدنا مِسْوَر کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دِل کی تمام بھڑاس نکال ڈالی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انسان (ماسوائے انبیائے کرام) غلطی سے معصوم نہیں۔ مسور! عوام کے معاملے میں جو اصلاحات ہم نے کی ہیں، کیا آپ انہیں کچھ وقعت دیتے ہیں؟ نیکی تو دس گنا شمار ہوتی ہے۔ کیا آپ غلطیوں کو شمار کرتے ہیں اور نیکیوں سے صرف نظر کرتے ہیں؟ سیدنا مِسْوَر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو صرف ان غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو نظر آتی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہر اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں، جو ہم سے ہوئی، لیکن مسور! کیا آپ سے اپنے خاص لوگوں کے بارے میں کوئی ایسی غلطی نہیں ہوئی، جس کو اگر اللہ معاف نہ کرے، تو آپ کو اپنی ہلاکت کا ڈر ہو؟ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بالکل ہم سے ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ کو اپنے بارے میں مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کیوں ہے؟ اللہ کی قسم! میں آپ سے بڑھ کر اصلاح کی کوشش میں رہتا ہوں اور اگر مجھے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی میں سے انتخاب کا اختیار دیا جائے، تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دوں گا۔ ہم ایسے دین کے پیروکار ہیں، جس کے مطابق اللہ عمل کو قبول کرتا ہے، نیکی کی جزا دیتا ہے اور برائی کی سزا دیتا ہے، ہاں جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے۔ میں نے جو بھی نیکیاں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، مجھے ان کے کئی گنا ثواب کی امید ہے اور میں ان امور کو سامنے رکھتا ہوں، جنھیں نہ میں شمار کر سکتا ہوں، نہ آپ، مثلاً اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں میں نظامِ صلاۃ کا قیام، اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے نازل کردہ نظام کا نفاذ اور اسی طرح کے دوسرے امور جن کو میں ذکر بھی کروں، تو آپ شمار نہیں کر پائیں گے۔ اس بارے میں غور کریں۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے معلوم ہو گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بیان کر کے مجھے (میرے خیالات کو) مات دے دی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، انھوں نے ان کے لیے استغفار فرمایا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 223/1، وسندہٗ صحیحٌ)

قوام السنہ ابو القاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) لکھتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ، وَيُتَرَحَّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَعَائِشَةَ، وَعَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَصِفِّينَ الْقَاتِلِينَ، وَالْمَقْتُولِينَ وَجَمِيعِ مَنْ قَعَدَ عَنِ الْقِتَالِ مِثْلُ: أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَمِيعِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

''رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں۔ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ، سیدنا عمار بن یاسر، سیدنا عمرو بن عاص، جنگ جمل و صفین میں شہید ہونے اور کرنے والے، اسی طرح ان جنگوں سے دور رہنے والے مثلاً سیدنا اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر اور مہاجرین و انصار سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر رحمت کی دعا کی جائے۔ نیز ہم شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قطعی جنتی ہیں۔ (الحُجّة في بيان المَحجّة : 2/281-282)

تنبیہ: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

''نبی کریم ﷺ کا میرے ساتھ معاہدہ تھا کہ میرے ساتھ صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق بغض رکھے گا'' (صحیح مسلم : ۷۸)

صحابہ اور ائمہ اہل سنت نے یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر فٹ نہیں کی! اور نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی بنا پر انہیں برا بھلا کہا، بلکہ دونوں سے محبت و مودت کا اظہار کیا، ترحم اور استغفار کو اپنا شعار و دِثار بنایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ : أَنَّ حُبَّ عَلِيٍّ مِّنَ الْإِيْمَانِ، وَبُغْضَهُ مِنَ النِّفَاقِ، فَالْإِيْمَانُ ذُو شُعَبٍ، وَّكَذَالِكَ النِّفَاقُ يَتَشَعَّبُ، فَلَا يَقُوْلُ عَاقِلٌ : إِنَّ مُجَرَّدَ حُبِّهٖ يَصِيرُ الرَّجُلُ بِهٖ مُؤْمِناً مُّطْلَقاً، وَّلَا بِمُجَرَّدِ بُغْضِهٖ يَصِيرُ بِهِ الْمُوَحِّدُ مُنَافِقاً خَالِصًا، فَمَنْ أَحَبَّهٗ وَأَبْغَضَ أَبَا بَكْرٍ، كَانَ فِي مَنْزِلَةِ مَنْ أَبْغَضَهٗ، وَأَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ، فَبُغْضُهُمَا ضَلَالٌ وَّنِفَاقٌ، وَّحُبُّهُمَا هُدًى وَّإِيْمَانٌ .

”اس حدیث کا مفہوم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان اور ان سے بغض نفاق ہے۔ ایمان کے کئی شعبے ہیں، اسی طرح نفاق کے بھی کئی شعبے ہیں، لہٰذا کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت سے بندہ کامل مومن بن جاتا ہے اور ان سے بغض رکھنے سے موحد آدمی ٹھوس منافق بن جاتا ہے۔ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا، وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کا دم بھرنے والوں جیسا ہے۔ دونوں سے بغض ضلالت اور نفاق ہے اور دونوں سے محبت ہدایت اور عین ایمان ہے۔“

(سير أعلام النّبلاء : 510/12)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلٰى خَالِدٍ لِّيَقْبِضَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَّقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ : أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ، فَقَالَ : يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

''نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خمس وصول کرنے بھیجا۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، کیوں کہ وہ (مال خمس میں سے ایک لونڈی لے کر اس سے جماع کرنے کے بعد) غسل کر چکے تھے۔ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: علی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں۔ ہم مدینہ آئے، تو میں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کی، آپ ﷺ نے فرمایا: بریدہ! آپ علی سے بغض رکھتے ہیں، عرض کیا: جی، ہاں، فرمایا: بغض نہ رکھیں، ان کا حصہ تو خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے۔''

(صحیح البخاري : 4350)

بہ تقاضائے بشریت کسی کے بارے میں دل میں ناراضی اور غم وغصہ آجاتا ہے، جیسے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے دل میں آ گیا، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ناراضی دور کرنے کا کہا۔ ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ برتاو اجتہاد کی بنا پر تھا، جس میں آپ خطا کار ٹھہرے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے قطعاً ثابت نہیں کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رنجیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں، وہ ایک اجتہاد پر تھے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی جماعت اجتہاد پر تھی۔ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت راہ اعتدال اور راہ حق پر ہیں۔ وہ نہ تو روافض اور معتزلہ کی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں، نہ ہی نواصب کی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اہانت کے مرتکب ہیں، نہ ہی خوارج کی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے بیزار۔

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

فَأَمَّا مَا جَرٰی مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَّعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْاِجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلٰى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰی بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ.

”سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے تنازع میں تاویل اور اجتہاد کی گنجائش ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو خلیفہ تھے، باقی سب بھی مجتہد تھے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت اور شہادت کی گواہی دی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب اپنے اجتہاد میں حق پر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات ہیں، یہ بھی تاویل واجتہاد کی گنجائش رکھتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الإنانة عن أصول الدّيانة، ص 260)

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ طَرِيقُهُمْ فِيهَا الْحَقُّ وَالِاجْتِهَادُ وَلَمْ يَكُونُوا فِي مُحَارَبَتِهِمْ لِغَرَضٍ دُنْيَوِيٍّ أَوْ لِإِيثَارِ بَاطِلٍ أَوْ لِاسْتِشْعَارِ حِقْدٍ كَمَا قَدْ يَتَوَهَّمُهُ مُتَوَهِّمٌ وَيَنْزِعُ إِلَيْهِ مُلْحِدٌ.

''وہ حق اور اجتہاد کے رستے پر تھے اور ان کا قتال کسی دنیوی مقصد کے لیے تھا، نہ باطل کو بھڑکانے کے لیے اور نہ ہی دلی بغض کی وجہ سے تھا، جیسا کہ وہم ڈالنے والے وہم ڈالتے ہیں اور ملحد چکمہ دیتے ہیں۔''

(تاریخ ابن خلدون: 257/1)

② عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا، وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٌ حَسَنُ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي.

''میں اور میرے والد گرامی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں قالین پر بٹھایا، ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھایا، پھر کوئی مشروب لایا گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور میرے ابو کو تھما دیا اور فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا، میں نے کبھی نہیں پیا، مزید فرمایا: میں قریش میں سب سے زیادہ خوب صورت اور کھاتا پیتا نوجوان تھا اور جو لذت مجھے تب آتی تھی، آج نصیب نہیں ہوتی، سوائے دودھ سے اور کسی انسان کی اچھی باتیں سننے سے۔"

(مسند الإمام أحمد: 26/38)

سند "ضعیف" ہے۔ عبد اللہ بن بریدہ سے حسین بن واقد کی روایت "منکر" ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا!.

"عبد اللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، کس قدر منکر ہیں!"

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد الله: 1420)

یہ جرح مفسر ہے، جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔

③ عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہا:

هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء : ٢٩) قَالَ : فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ .

”آپ کا بھتیجا معاویہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم باطل ذرائع سے ایک دوسرے کا مال کھائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈال دیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾(النساء : ٢٩) ”اہل ایمان! ایک دوسرے کا مال باطل ذرائع سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی مفاہمت سے تجارت ہو تو الگ بات ہے۔ نیز خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔“ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دم بخود ہو گئے، پھر فرمایا: اگر وہ اللہ کی اطاعت کا کہیں، تو بجا آوری کریں اور اگر گناہ کا کہیں، تو ان کی بات مت مانیں۔“ (صحیح مسلم : 1844)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذَكَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِغْيَاءٌ فِي الْكَلَامِ عَلٰى حَسْبِ ظَنِّهِ، وَتَأْوِيلِهِ، وَإِلَّا فَمُعَاوِيَةُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمْ يُعْرَفْ مِنْ حَالِهِ، وَلَا مِنْ سِيْرَتِهِ شَيْءٌ مِّمَّا قَالَ لَهُ، وَإِنَّمَا هٰذَا كَمَا قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ : إِنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِينَ يَظْلِمُونَنَا، فَسَمَّوا أَخْذَ الصَّدْقَةِ ظُلْمًا، حَسْبَ مَا وَقَعَ لَهُمْ.

"عبدالرحمن بن عبدرب کعبہ رحمہ اللہ نے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ہے، وہ ان کے گمان اور تاویل کے مطابق کلام کی انتہا ہے، ورنہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت ایسی بات نہیں ملتی، جو عبدالرحمن رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے عرب کہتے ہیں: کچھ صدقہ وصول کرنے والوں نے ہم سے زیادتی کی۔ انہوں نے اپنے مطابق صدقہ وصول کرنے کو ظلم کا نام دے دیا۔"

(المُفْهِم لما أشْكَلَ من تلخيص صحيح مسلم: 53/4)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

"عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔"

(صحيح البخاري: 447، صحيح مسلم: 2915)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

إِنْ قِيلَ: كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّينَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوا ظَانِّينَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لَا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُونِهِمْ فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلَى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَالِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَّدْعُوهُمْ إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ إِذْ ذَاكَ، وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ ذَلِكَ لَكِنَّهُمْ مَعْذُورُونَ لِلتَّأْوِيلِ الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ.

"اگر کوئی کہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا، آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور قتل کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کی جماعت تھی، تو ان کے متعلق یہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے؟ جواب یہ ہے کہ وہ انہیں اپنے گمان کے مطابق جنت کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ مجتہد ہیں، انہیں اپنے گمان کی اتباع میں ملامت نہیں کی جا سکتی، لہٰذا جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب کی طرف بلانا ہے، جو کہ امام حق کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔ اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلاتے تھے، جو کہ امام وقت اور واجب الاطاعت تھے، جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ معاویہ اور آپ کے ساتھی انہیں دوسری طرف بلاتے تھے، لیکن وہ اپنے اجتہاد میں معذور ہیں، کیوں کہ ان کے پیش نظر کوئی تاویل تھی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 542/1)

خود نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے اسلام کی شہادت دی۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔'' (صحيح البخاري: 2704)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَذْكُرُ أَحداً مِّنَ الصَّحابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَّنترَضّٰى عَنْهُم، وَنقُوْلُ: هُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَغَتْ عَلَى الْإِمَامِ عَلِيٍّ، وَذٰلِكَ بِنصِّ قَوْلِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِعَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَنَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَّرْضٰى عَنِ الْجَمِيْعِ، وَأَلَّا يَجْعَلَنَا مِمَّنْ فِيْ قَلْبِهٖ غِلٌّ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَلَا نَرْتَابُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِمَّنْ حَارَبَهٗ، وَأَنَّهٗ أَوْلٰى بِالْحَقِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''ہم ہر صحابی کا ذکر خیر کرتے ہیں اور ان سے راضی ہیں اور کہتے ہیں: وہ (شیعان معاویہ) مومنوں کا ہی ایک گروہ ہیں، جس نے امام وقت سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کی۔اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان ہے: ”آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔“

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان میں سے نہ بنائے، جن کے دل میں مومنوں کے لیے کینہ ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں، جنہوں نے آپ سے لڑائی کی اور آپ حق کے زیادہ قریب تھے۔“ (سير أعلام النّبلاء وطبقات الأصفياء : 210/8)

باغی گروہ:

باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، وہ لعنت کا مستحق ہوگا، نہ ظالم یا فاسق، بلکہ مؤول ماجور ہے۔ تبھی تو سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر لی تھی، اگر حقیقی باغی ہوتے تو ان سے صلح کا کیا مطلب تھا، ان سے تو لڑنا ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الحجرات : ۹)

”مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔ جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کرا دیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

قرآن نے بغاوت کے باوجود دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

"میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔" (صحيح البخاري : 2704)

تابعی کبیر (مخضرم) نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ أَوْ أَنْتَ مِثْلُهٗ قَالَ : لَا، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهٗ أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا وَّأَنَا ابْنُ عَمِّهٖ وَوَلِيُّهٗ أَطْلُبُ بِدَمِهٖ فَأْتُوا عَلِيًّا فَقُولُوا لَهٗ : يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوهُ فَقَالَ : يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ إِلَيَّ فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ فَسَارَ عَلِيٌّ فِي الْجُيُوشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتّٰى نَزَلَ بِصِفِّينَ وَسَارَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُعَاوِيَةُ حَتّٰى نَزَلَ هُنَاكَ وَذٰلِكَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَّثَلَاثِينَ فَتَرَاسَلُوا فَلَمْ يَتِمَّ لَهُمْ أَمْرٌ فَوَقَعَ الْقِتَالُ .

''آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں یا خود کو ان کے برابر خیال کرتے ہیں؟ فرمایا: نہیں نہیں، میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے کہیں افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں، لیکن آپ نہیں جانتے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کتنی بے دردی سے شہید کر دیئے گئے؟ میں ان کا بھتیجا اور ولی ہونے کے ناطے قصاص کا مطالبہ کرتا ہوں، آپ علی رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ قاتلین عثمان ہمارے حوالے کر دیں، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بات کی، آپ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت کر لیں اور مقدمہ دائر کروائیں، لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق سے لشکر کی کمان کرتے ہوئے صفین پہنچے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، یہ ذو الحجہ سن ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ آپس میں خط و کتابت جاری رہی، لیکن کوئی معاملہ طے نہ پایا۔ بالآخر جنگ شروع ہو گئی۔''

(فتح الباري لابن حجر : 86/13، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِئُ إِذَا قَاتَلَ عَلٰى مَا يَرٰى أَنَّهُ الْحَقُّ قَاصِدًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى نِيَّتَهُ غَيْرَ عَالِمٍ بِأَنَّهُ مُخْطِئٌ فَهُوَ بَاعِثُهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَإِنْ كَانَ مَأْجُورٌ أَوْ لَا حَدَّ عَلَيْهِ إِذَا تَرَكَ الْقَاتِلَ وَلَا قَوَدَ وَأَمَّا إِذَا قَاتَلَ وَهُوَ يَدْرِي أَنَّهُ مُخْطِیءٌ فَهٰذَا الْمُحَارِبُ تَلْزَمُهُ الْمُحَارَبَةُ وَالْقَوَدُ وَهٰذَا يُفَسَّقُ وَيَخْرُجُ لَا الْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِیءُ وَبَيَانُ ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾، فَهٰذَا نَصُّ قَوْلِنَا دُونَ تَكَلُّفِ تَأْوِيلٍ وَّلَا زَوَالٍ عَنْ مُّوجِبِ ظَاهِرِ الْآيَةِ وَقَدْ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُؤْمِنِينَ بَاغِينَ بَعْضُهُمْ إِخْوَةُ بَعْضٍ فِي حِينَ تُقَاتِلُهُمْ وَأَهْلُ الْعَدْلِ الْمَبْغِي عَلَيْهِمْ وَالْمَأْمُورِينَ بِالْإِصْلَاحِ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ يَصِفْهُمْ عَزَّ وَجَلَّ بِفِسْقٍ مِّنْ أَجْلِ ذٰلِكَ التَّقَاتُلِ وَلَا يَنْقُصُ إِيمَانٌ وَّإِنَّمَا هُمْ مُخْطِئُونَ بَاغُونَ وَلَا يُرِيدُ وَاحِدًا مِّنْهُمْ قَتْلَ آخَرَ.

”مجتہد خطا کار جب لڑے اور وہ خود کو حق پر سمجھتا ہو، اپنی نیت اللہ کے سپرد کرتا ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ خطا کار ہے، بس یہی چیز اسے لڑنے پر آمادہ کرتی ہے، گو وہ ماجور اور قصاص سے مامون ہوگا، نیز اس پر دیت نہیں ہوگی، اگر قتال چھوڑ دے۔ اگر اپنی غلطی جانتے ہوئے قتال کرے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو ایسا شخص حربی ہو گا اور اسے قتال اور قصاص لازم آئے گا۔ ایسا شخص فاسق و فاجر ہے، مجتہد و خطا کار نہیں ہے۔ اس کی وضاحت فرمان باری تعالیٰ سے ہوتی ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ﴾(الحجرات : ۹) ''مومنوں کے دو گروہ جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔'' پھر فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ ''بلاشبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان میں صلح صفائی کروا دیا کریں۔'' یہ بغیر کسی تاویل کے ہمارے موقف پر دلیل ہے اور اسے ظاہری معنی سے پھیرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ اللہ نے حالت قتال میں انہیں مومن باغی کہا ہے اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے بھائی بھی قرار دیا ہے۔ نیز ان باغیوں کو عادل اور صالح کہا ہے۔ اللہ نے انہیں آپس کی اس لڑائی کی بنا پر فاسق و فاجر نہیں کہا اور نہ ہی ان کے ایمان میں کمی واقع ہوئی۔ یہ تو خطا کار ہیں، جو بغاوت پر اتر آئے، ان میں کسی کا بھی دوسرے کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/125)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَمَا إِذَا كَانَ الْبَاغِي مُجْتَهِدًا وَمُتَأَوِّلًا، وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُ أَنَّهُ بَاغٍ، بَلِ اعْتَقَدَ أَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فِي اعْتِقَادِهِ: لَمْ تَكُنْ تَسْمِيَتُهُ «بَاغِيًا» مُوجِبَةً لِإِثْمِهِ، فَضْلًا عَنْ أَنْ تُوجِبَ فِسْقَهُ، وَالَّذِينَ يَقُولُونَ بِقِتَالِ الْبُغَاةِ الْمُتَأَوِّلِينَ؛ يَقُولُونَ: مَعَ الْأَمْرِ بِقِتَالِهِمْ قِتَالُنَا لَهُمْ لِدَفْعِ ضَرَرِ بَغْيِهِمْ؛ لَا عُقُوبَةً لَهُمْ؛ بَلْ لِلْمَنْعِ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَقُولُونَ: إِنَّهُمْ بَاقُونَ عَلَى الْعَدَالَةِ؛ لَا يُفَسَّقُونَ، وَيَقُولُونَ: هُمْ كَغَيْرِ الْمُكَلَّفِ، كَمَا يُمْنَعُ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُونُ وَالنَّاسِي وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالنَّائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ أَنْ لَّا يَصْدُرَ مِنْهُمْ؛ بَلْ تُمْنَعُ الْبَهَائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَجِبُ عَلٰى مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً الدِّيَةُ بِنَصِّ الْقُرْآنِ مَعَ أَنَّهُ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ.

”باغی جب مجتہد اور متاول ہو، اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ غلطی کر رہا ہے، بلکہ خود کو حق پر سمجھے، نیز یہ غلطی اعتقادی ہی کیوں نہ ہو، اسے باغی نام دینے سے اس کا گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔ جن حضرات نے باغی متاولین سے قتال کا کہا ہے، انہوں نے قتال کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا ان سے قتال ان کے بغاوت کے نقصان کو دور کرنے کے لیے ہے، نہ کہ بہ طور سزا، بلکہ دشمن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے دفاع کرتے ہوئے اور بس۔ محدثین کہتے ہیں کہ ان کی عدالت باقی ہے، انہیں فاسق نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ یہ غیر مکلّف کی طرح ہے، جیسے بچے، پاگل دیوانے، بھلکھڑ، بے ہوش اور سوئے ہوئے کو سرکشی سے روکا جاتا ہے، بلکہ جانوروں کو بھی سرکشی سے روکا جاتا ہے۔ نیز قرآنی نص کے مطابق کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دینے والے پر دیت لازم ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود اس پر گناہ نہیں۔'' (مجموع الفتاویٰ: 7635)

نیز لکھتے ہیں:

اَلْبَاغِي قَدْ يَكُونُ مُتَأَوِّلًا مُّعْتَقِدًا أَنَّهُ عَلٰى حَقٍّ، وَّقَدْ يَكُونُ مُتَعَمِّدًا يَّعْلَمُ أَنَّهُ بَاغٍ، وَقَدْ يَكُونُ بَغْيُهُ مُرَكَّبًا مِّنْ شُبْهَةٍ وَّشَهْوَةٍ، وَّهُوَ الْغَالِبُ.

وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ فَهٰذَا لَا يَقْدَحُ فِيمَا عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَا يُنَزِّهُونَ مُعَاوِيَةَ وَلَا مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ مِنَ الذُّنُوبِ، فَضْلًا عَنْ تَنْزِيهِهِمْ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْاِجْتِهَادِ، بَلْ يَقُولُونَ: إِنَّ الذُّنُوبَ لَهَا أَسْبَابٌ تَدْفَعُ عُقُوبَتَهَا مِنَ التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

''باغی کبھی تاویل کرتا ہے اور خود کو حق پر سمجھتا ہے اور کبھی دیدہ دانستہ ایسا کرتا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ وہ بغاوت کر رہا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بغاوت شبہ اور شہوت کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جیسا بھی سمجھ لیا جائے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے اہل سنت کے موقف پر آنچ نہیں آتی، کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا ان سے بھی افضل صحابی، اہل سنت کسی کو گناہوں سے منزہ نہیں سمجھتے، چہ جائیکہ اجتہادی خطا سے منزہ سمجھتے ہوں، بلکہ اہل سنت تو کہتے ہیں: ان گناہوں سے توبہ، استغفار، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں اور گناہوں کو معاف کر دینے والی مصیبتیں وغیرہ ایسے اسباب موجود ہیں، جو ان کی سزا کو ختم کر دیتے ہیں۔'' (منهاج السّنة : 4/385)

نیز فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَفْسُقُ وَاحِدَةٌ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ، وَإِنْ قَالُوا فِي إِحْدَاهُمَا : إِنَّهُمْ كَانُوا بُغَاةً؛ لِأَنَّهُمْ كَانُوا مُتَأَوِّلِينَ مُجْتَهِدِينَ، وَالْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِىءُ لَا يُكَفَّرُ وَلَا يُفَسَّقُ، وَإِنْ تَعَمَّدَ الْبَغْيَ فَهُوَ ذَنْبٌ مِّنَ الذُّنُوبِ، وَالذُّنُوبُ يُرْفَعُ عِقَابُهَا بِأَسْبَابٍ مُّتَعَدِّدَةٍ : كَالتَّوْبَةِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَشَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدُعَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کسی گروہ کو فاسق نہیں کہہ سکتے، گو ایک کو باغی کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ ان کے موقف میں تاویل واجتہاد کی گنجائش ہے، مجتہد خطا کار کو نہ کافر کہا جا سکتا ہے، نہ فاسق۔ اگر بغاوت جان بوجھ کر ہو، تو یہ گناہ ہے، جن کے اثرات مختلف اسباب سے زائل ہو جائیں گے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مثلاً توبہ، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں، گناہوں کا کفارہ بننے والی مصائب، نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور مومنین کی دعائیں وغیرہ۔“

(منهاج السّنة النّبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة: 4/394)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ عَلِيٌّ أَحَقَّ بِالْأَمْرِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَسْمِيَةِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بُغَاةً تَكْفِيرُهُمْ كَمَا يُحَاوِلُهُ جَهَلَةُ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا بُغَاةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ فِيمَا تَعَاطَوْهُ مِنَ الْقِتَالِ وَلَيْسَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُّصِيبًا بَلِ الْمُصِيبُ لَهُ أَجْرَانِ وَالْمُخْطِیءُ لَهُ أَجْرٌ.

”معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ اصحاب معاویہ پر باغی کا لفظ بولنے سے ان کا کافر ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ بعض گمراہ، جاہل شیعہ وغیرہ نے کہا ہے، کیوں کہ اگرچہ وہ باغی تھے، لیکن اپنی لڑائی میں مجتہد تھے۔ ہر مجتہد درست نہیں ہوتا، بلکہ درست کو دوہرا اور غلطی کرنے والے کو اکہرا اجر ملتا ہے۔“ (البداية والنّهاية: 3/218)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُنْكِرْ مُعَاوِيَةُ قَطُّ فَضْلَ عَلِيٍّ وَّاسْتِحْقَاقَهُ الْخِلَافَةَ لٰكِنِ اجْتِهَادُهُ أَدَّاهُ إِلٰى أَنْ رَّأٰى تَقْدِيمَ أَخْذِ الْقَوَدِ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْبَيْعَةِ وَرَأَى نَفْسَهُ أَحَقَّ بِطَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اوران کے خلیفہ برحق ہونے کا انکار نہیں کیا، لیکن آپ نے اجتہاداً یہ سمجھا کہ قاتلین عثمان کا قصاص لینا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے مقدم ہے، نیز آپ خود کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔“

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 124/4)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ ہماری سیدنا عثمان سے قریبی رشتہ داری ہے، لہٰذا ہم ہی قصاص عثمان کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن معاملہ طے پانے کے بجائے قتال کی شکل اختیار کر گیا۔ اس سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی کا سبب بھی قصاص عثمان ہی تھا۔ اس وقت بھی معاملہ الجھا اور لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ بعینہٖ ایک جیسا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے معذرت کر لی تھی، آپ روئیں، دوپٹہ تر ہو گیا، تو یہ بات صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلَى صَوَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِحَّةِ أَمَامَتِهِ وَأَنَّهُ صَاحِبُ الْحَقِّ وَإِنَّ لَهُ أَجْرَيْنِ أَجْرَ الْاجْتِهَادِ وَأَجْرَ الْإِصَابَةِ وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ مَعَهُ مُخْطِئُونَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مُجْتَهِدُونَ مَأْجُورُونَ أَجْرًا وَّاحِدًا .

”اس بنا پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، آپ کی امامت حق تھی، حق پر تھے اور انہیں دوہرا اجر تھا، ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا درستی کا اجر۔ نیز ہم بانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہم نوا خطا پر تھے اور مجتہد تھے، انہیں ایک اجر ملا۔“

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 125/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ إِذْ قَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ طَبْقَ مَا أَخْبَرَ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَفِيهِ الْحُكْمُ بِإِسْلَامِ الطَّائِفَتَيْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، لَا كَمَا يَزْعَمُهٗ فِرْقَةُ الرَّافِضَةِ وَالْجَهَلَةِ الطَّغَامِ، مِنْ تَكْفِيرِهِمْ أَهْلَ الشَّامِ، وَفِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَّهُوَ مَأْجُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَلٰكِنْ عَلِيٌّ هُوَ الْإِمَامُ فَلَهٗ أَجْرَانِ .

”یہ حدیث نبوت کے دلائل میں سے ہے، کیوں کہ واقعہ ایسے ہی ہوا، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کو مسلمان کہا جائے، نہ کہ جیسے رافضی اور بے عقل جہلا اہل شام کی تکفیر کرتے ہیں، نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قریب ہیں۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مصیب تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، جو کہ ان شاء اللہ ماجور ہیں، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے، لہٰذا آپ کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

(البداية والنّهاية : 279/7)

سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صریح غلطی پر تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے پیچھے کیوں رہی؟ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واقعتاً برسر بغاوت تھے، تو صحابہ نے ان کے ساتھ قتال کیوں نہ کیا؟ حالاں کہ قرآنی حکم کے مطابق باغی سے قتال ہے۔؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت نہیں۔ نہ ہی آپ نے کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ ایک روایت سے استدلال کیا جاتا ہے، لیکن وہ استدلال درست نہیں، روایت یہ ہے۔

عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ : مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ : أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ عَلِيٌّ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُّوسٰى؟ إِلَّا أَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهٗ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ : لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ قَالَ :- فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ : ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهٖ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهٖ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾(آل عمران : ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور پوچھا: آپ کی سیدنا ابوتراب (علی) رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگے: میں تو اس لیے گالی نہیں دیتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرامین گرامی یاد ہیں، جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے، ہر فرمان مجھے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ میں نے خود سنا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غزوہ میں پیچھے چھوڑ دیا تو سیدنا علی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیں گے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا میرے ہاں وہی مقام ہو، جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر والے دن فرماتے سنا: کل میں جنگ کا جھنڈا اس کے حوالے کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو۔ ہم اس کی طمع کرنے لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی کو میرے پاس لائیں، انہیں لایا گیا، آپ آشوبِ چشم کا شکار ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور جھنڈا تھما دیا۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں فتح بھی عطا فرمائی اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران: ٦١) ”فرما دیجیے، آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتیں ہیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ.....“ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“ (صحیح مسلم: 2404)

سب (گالی) کی تعریف:

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْكَلَامُ الَّذِي يُقْصَدُ بِهِ الِانْتِقَاصُ وَالِاسْتِخْفَافُ وَهُوَ مَا يُفْهَمُ مِنَ السَّبِّ بِعُقُولِ النَّاسِ عَلَى اخْتِلَافِ اعْتِقَادَاتِهِمْ، كَاللَّعْنِ وَالتَّقْبِيحِ، وَنَحْوِهِمَا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سب (گالی) سے مراد ایسا کلام ہے، جس سے کسی کی شان میں (ادنی) تنقیص مقصود ہو۔ اس کا مفہوم لوگوں کے اعتقادات کے لحاظ سے مختلف ہوگا، مثلاً کسی کو لعین یا قبیح وغیرہ قرار دینا۔“

(الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول ص 561)

واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو قبیح گالیاں نہیں دیتے تھے۔ جن صحابہ جیسا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت ہے، اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اجتہاد میں خطا کار قرار دینا، ان کی رائے سے اختلاف رکھنا یا ان کے معاملہ کو غلط قرار دینا، مراد ہے۔

سب (گالی) کا ہر جگہ ایک معنی نہیں ہوتا، کسی کو برا بھلا کہنا بھی گالی ہے، مثلاً:

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ. ”آئیں اور کفار مکہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔“

(صحيح البخاري: 520، صحيح مسلم: ١٧٩٤)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ. ”آئیں اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔“

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أُحُدٍ ذَهَبًا، مَّا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ .

”سیدنا خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی پر طعن وتشنیع مت کریں، آپ احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کریں اور وہ مٹھی بھر جو خرچ کریں، اجران کا زیادہ ہوگا۔“ (صحیح البخاري: ٣٦٧٣ و صحیح مسلم: ٢٥٤١ واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَتِ: الْحُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَالَ: لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ام سائب یا ام مسیّب! کانپ کیوں رہی ہیں؟ کہنے لگی: بخار ہے، اللہ اسے غارت کرے۔ فرمایا: بخار کو برا نہ کہیے، یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں ختم کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔“

(صحیح مسلم: 2575)

اگر کوئی کہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عرض ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جنگیں تک ہو گئیں اور یہ گناہ معاف ہو گیا، ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا تو انتہائی کم تر گناہ ہے، یہ تو بالاولیٰ معاف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّهُ أَمَرَ سَعْدًا بِسَبِّهِ وَإِنَّمَا سَأَلَهُ عَنِ السَّبَبِ الْمَانِعِ لَهُ مِنَ السَّبِّ كَأَنَّهُ يَقُولُ هَلِ امْتَنَعْتَ تَوَرُّعًا أَوْ خَوْفًا أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ تَوَرُّعًا وَّإِجْلَالًا لَّهُ عَنِ السَّبِّ فَأَنْتَ مُصِيبٌ مُّحْسِنٌ، وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ فَلَهُ جَوَابٌ آخَرُ وَلَعَلَّ سَعْدًا قَدْ كَانَ فِي طَائِفَةٍ يَّسُبُّونَ فَلَمْ يَسُبَّ مَعَهُمْ وَعَجَزَ عَنِ الْإِنْكَارِ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِمْ فَسَأَلَهُ هٰذَا السُّؤَالَ قَالُوا: وَيَحْتَمِلُ تَأْوِيلًا آخَرَ أَنَّ مَعْنَاهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهُ فِي رَأْيِهِ وَاجْتِهَادِهِ وَتُظْهِرَ لِلنَّاسِ حُسْنَ رَأْيِنَا وَاجْتِهَادِنَا وَأَنَّهُ أَخْطَأَ قَوْلُهُ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہیں بھی صراحت نہیں کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا حکم دیا ہو، بلکہ آپ نے تو صرف یہ معلوم کرنا چاہا کہ ان کی گالیاں نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ گویا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہوں کہ کیا آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیتے، وجہ کیا ہے، عزت وعظمت کا لحاظ، خوف یا کوئی اور؟ اگر تو آپ کو گالیاں دینے سے مانع

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ وورع اور شان وعظمت ہے، تو آپ حق بجانب ہیں اور اگر کوئی اور سبب ہے، تو کوئی اور جواب ہوگا۔ عین ممکن ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ اس گروہ میں ہوں، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہونے کے باوجود گالی نہ دیتے ہوں اور ان پر رد بھی نہ کر سکتے ہوں، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاتمین علی پر رد کرتے ہوئے سعد رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا۔ شارحین کہتے ہیں: اس کا ایک معنی یہ ہوسکتا ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور رائے کو غلط قرار کیوں نہیں دیتے اور یہ بیان کیوں نہیں کرتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور ان سے غلطی ہو رہی ہے؟''

(شرح صحیح مسلم: 5/175-176)

علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا لَيْسَ بِتَصْرِيحٍ بِالسَّبِّ، وَإِنَّمَا هُوَ سُؤَالٌ عَنْ سَبَبِ امْتِنَاعِهٖ لِيَسْتَخْرِجَ مَا عِنْدَهٗ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ مِنْ نَقِيضِهٖ، كَمَا قَدْ ظَهَرَ مِنْ جَوَابِهٖ، وَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةُ سَكَتَ وَأَذْعَنَ، وَعَرَفَ الْحَقَّ لِمُسْتَحِقِّهٖ.

''یہ گالی کی صراحت نہیں ہے، بلکہ یہاں تو فقط گالی نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی ہے، تاکہ معاویہ رضی اللہ عنہ جان لیں کہ ان کے نزدیک گالی نہ دینے یا تنقیص نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جیسا کہ جواب سے واضح ہے اور جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواباً فضائل علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا، تو خاموش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے اور کان لگا کر سنا اور جان گئے کہ یہ اپنے موقف میں حق بجانب ہیں۔"

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص مسلم: 6/276)

اہل علم کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا نہیں کہا، بلکہ ان کا موقف معلوم کرنا چاہا۔

مشاجرات صحابہ یعنی جنگیں ہوں یا باہمی اختلاف یا پھر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ہو، تو اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ صحابہ کے بارے میں زبان بندی کی جائے اور ان سب سے محبت کرتے ہوئے ترحم اور استغفار کی جائے۔

یہ احادیث محدثین کی ہیں، وہ ان کے مفاہیم و مطالب سے بخوبی آشنا تھے۔ اس کے باوجود وہ مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کا کہتے ہیں۔ کسی کی طرف داری کرتے ہیں، نہ کسی سے عداوت رکھتے ہیں، بلکہ تمام صحابہ کرام کے فضائل و مناقب کے قائل ہیں، ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اور دشمنان صحابہ کے لیے ننگی تلوار ہیں۔

تنبیہات:

① عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص کہتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَظْهَرَ شَتْمَ عَلِيٍّ وَتَنَقُّصَهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: مَا أُحِبُّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ كُلَّمَا عَتَبْتَ تَنَقَّصْتَ، وَكُلَّمَا غَضِبْتَ ضَرَبْتَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَالِكَ حَاجِزٌ مِّنْ حِلْمِكَ وَلَا تَجَاوُزٌ بِعَفْوِكَ.

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی گلوچ اور تنقیص کا اظہار کیا، سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جوابا خط لکھا: امیر المومنین! مجھے پسند نہیں، آپ جب جرح کرتے ہیں، تو شان میں تنقیص کرتے ہیں اور جب غصے ہوتے ہیں، تو مارتے ہیں۔ اس سب میں آپ کا حلم یادرگزری حائل نہیں ہوتی۔''

(أنساب الأشراف للبلاذري: 23/5)

روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

① عبداللہ بن فائد مجہول ہے۔

② سحیم بن حفص بھی مجہول ہے۔

③ انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

④ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

⑤ صاحب کتاب علامہ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں ملی۔

⑥ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے:

''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسر ممبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتی کہ مسجد نبوی میں ممبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ (الطبری، جلد ۴، ص ۱۸۸، ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴، ج ۴، ص ۱۵۴، البدایہ، ج ۸، ص ۲۵۹، ج ۹، ص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۰) کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔''

(خلافت وملوکیت، ص 174)

قارئین کرام! طبری کے محولہ صفحہ پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ مودودی صاحب تو فوت ہو گئے، اب ان احباب سے اس کا حوالہ درکار ہے، جو ان کی جرأتوں کو سند جواز فراہم کرتے رہتے ہیں۔

جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے، تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ ایک صحابی پر بہتان ہے، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

③ مزید لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سَبِّ علي کی جگہ یہ پڑھنی شروع کر دی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)'' (خلافت وملوکیت، ص 174)

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی غلط روایات تھیں، جنہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بدلا۔ کیا تحقیق اسی کا نام ہے کہ جھوٹے قصوں سے استدلال کیا جائے؟ ائمہ اہل سنت کے منہج سے انحراف، محدثین سے خود کو بے نیاز سمجھنا اور اصحاب پاک مصطفی کے بارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بدعقیدگی کا درس پڑھانا ہی اگر تحقیق ہے، تو معاف کیجئے گا حضور! ہمارا ایمان اس تحقیق پر مطمئن نہیں۔

یوم حساب حق ہے، ہم اپنے نامہ اعمال میں اصحاب محمد ﷺ کی تنقیص نہیں لکھوانا چاہتے، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا ہو کہ یہ بندہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو منافق اور فاسق کہتا تھا۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!

فائدہ: عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا سَعْدٌ يَمْشِي إِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَشْتِمُ عَلِيًّا، وَّطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ : إِنَّكَ لَتَسُبُّ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ، وَاللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ سَبِّهِمْ أَوْ لَأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَلَيْكَ، قَالَ : يُخَوِّفُنِي كَأَنَّهُ نَبِيٌّ، قَالَ : فَقَالَ سَعْدٌ : أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ، فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا، قَالَ : فَجَاءَ تْ بُخْتِيَّةٌ فَأَفْرَجَ النَّاسُ فَتَخَبَّطَتْهُ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ سَعْدًا، وَّيَقُولُونَ : اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَكَ أَبَا إِسْحَاقَ .

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے کہ ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا، جو سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کر رہا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسی ہستیوں کو گالیاں دے رہے ہیں، جن کے فضائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں؟ اللہ کی قسم! گالیوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باز آجاؤ، ورنہ میں آپ پر بددعا کر دوں گا۔ وہ آدمی کہنے لگا: (دیکھو!) یہ مجھے ایسے ڈراتا ہے، جیسے کوئی نبی ہو۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: 'اللہ! اگر یہ فاضل شخصیات پر سب وشتم کرے، تو اسے نشان عبرت بنا دے۔' (یہ کہنے کی دیر تھی کہ) بختی اونٹنی آئی، لوگ بھاگ گئے اور اونٹنی نے اس آدمی کو روند کر رکھ دیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے گئے اور کہنے لگے: ابو اسحاق! (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی۔" (دلائل النبوة للبيهقي: 6/190)

سند "ضعیف" ہے۔ محمد بن محمد بن الاسود "مجہول الحال" ہے، سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔

اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے ثابت کر دیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، نہ کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ روز قیامت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ لے کر ہم اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضو میں پاؤں دھونا

وضو میں پاؤں دھونا واجب ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی مسئلہ ہے اور اسی پر امت کا عمل ہے۔ قرآن وسنت کے دلائل اسی پر شاہد ہیں۔ اس بارے میں اجماعِ امت اور قرآن وسنت کے دلائل فہم سلف کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

اجماعِ امت:

① عبدالملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا:

هَلْ عَلِمْتَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْسَحُ قَدَمَيْهِ؟

”کیا آپ صحابہ میں سے کسی کو جانتے ہیں کہ وہ (ننگے) پاؤں پر مسح کرتا ہو؟“ فرمایا:

لَا، وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُهُ. ”اللہ کی قسم! نہیں جانتا۔“

(الطّهور لأبي عبيد القاسم بن سلّام: 357، وسندهٗ حسنٌ، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي: 34/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَدْرَكْتَ أَحَدًا مِّنْهُمْ يَمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ؟

”کیا آپ نے کسی صحابی کو پاؤں پر مسح کرتے دیکھا ہے؟“ فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مُحْدَثٌ . ''یہ صحابہ کرام کے بعد والوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :19/1 ، وسندهٗ حسنٌ)

② امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَضَتِ السُّنَّةُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِينَ ، يَعْنِي بِغَسْلِ الْقَدَمَيْنِ .

''وضو میں پاؤں دھونا نبی ﷺ اور مسلمانوں کی متواتر سنت ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :19,18/1 ، وسندهٗ حسنٌ)

③ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۲۴۲۔۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ عَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ الَّذِي يَجِبُ عَلٰى مَنْ لَّا خُفَّ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ، وَقَدْ ثَبَتَتِ الْأَخْبَارُ بِذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَعَنْ أَصْحَابِهٖ .

''تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے موزے نہ پہنے ہوں، اس پر ٹخنوں تک پاؤں دھونا فرض ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور آثار صحابہ ثابت ہیں۔'' (الأوسط :413/1)

④ امام طحاوی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) لکھتے ہیں:

هٰذِهِ الْآثَارُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ غَسَلَ قَدَمَيْهِ فِي وُضُوئِهٖ لِلصَّلَاةِ .

''یہ (گذشتہ بیان کردہ) احادیث (میں) رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھوتے تھے۔“

(شرح معاني الآثار :36/1)

⑤ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ سُنَّةٌ، اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهَا، رَوٰى أَئِمَّةُ الْأَحَادِيثِ الصِّحَاحَ فِيهَا.

”یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ محدثین نے اس بارے میں صحیح احادیث روایت کی ہیں۔“

(عارضة الأحوذي :58/1)

⑥ ابن ہُبَیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا (أَيِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَالشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ) عَلٰى وُجُوبِ غَسْلِ الْوَجْهِ كُلِّهٖ، وَغَسْلِ الْيَدَيْنِ مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ، وغَسْلِ الرِّجْلَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَسْحِ الرَّأْسِ.

”امام احمد، امام شافعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ سب کا اتفاق ہے کہ وضو میں پورا چہرہ، کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا نیز سر کا مسح فرض ہے۔“ (الإفصاح :72/1)

⑦ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسَلَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھوتے تھے۔"

(شرح معاني الآثار :36/1)

⑤ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ سُنَّةٌ، اتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهَا، رَوٰى أَئِمَّةُ الْأَحَادِيثَ الصِّحَاحَ فِيهَا .

"یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ محدثین نے اس بارے میں صحیح احادیث روایت کی ہیں۔"

(عارضة الأحوذي :58/1)

⑥ ابن ہُبَیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا (أَيِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَالشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ) عَلٰى وُجُوبِ غَسْلِ الْوَجْهِ كُلِّهٖ، وَغَسْلِ الْيَدَيْنِ مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ، وغَسْلِ الرِّجْلَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَسْحِ الرَّأْسِ .

"امام احمد، امام شافعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ سب کا اتفاق ہے کہ وضو میں پورا چہرہ، کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا نیز سر کا مسح فرض ہے۔" (الإفصاح :72/1)

⑦ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسَلَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رِجْلَيْهِ فِي الْوُضُوءِ، لَا يَجْحَدُهُ مُسْلِمٌ.

”تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں پاؤں کو دھویا ہے، کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔“

(بدائع الصنائع: 6/1)

⑧ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى وُجُوبِ غَسْلِ الْوَجْهِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرِّجْلَيْنِ، وَاسْتِيعَابِ جَمِيعِهِمَا بِالْغَسْلِ، وَانْفَرَدَتِ الرَّافِضَةُ عَنِ الْعُلَمَاءِ، فَقَالُوا: الْوَاجِبُ فِي الرِّجْلَيْنِ الْمَسْحُ، وَهٰذَا خَطَأٌ مِّنْهُمْ.

”وضو میں چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مکمل دھونا واجب ہے، اس پر علما کا اجماع ہے، لیکن رافضی اس مسئلے میں اہل علم سے جدا ہو گئے ہیں، کہتے ہیں کہ وضو میں دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے۔ یہ ان کی خطا ہے۔“

(شرح صحیح مسلم: 107/3)

✿ نیز فرماتے ہیں:

ذَهَبَ جَمْعٌ مِّنَ الْفُقَهَاءِ، مِنْ أَهْلِ الْفَتْوٰى فِي الْأَعْصَارِ وَالْأَمْصَارِ إِلٰى أَنَّ الْوَاجِبَ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا يُجْزِئُ مَسْحُهُمَا، وَلَا يَجِبُ الْمَسْحُ مَعَ الْغَسْلِ، وَلَمْ يَثْبُتْ خِلَافُ هٰذَا عَنْ أَحَدٍ يُّعْتَدُّ بِهِ فِي الْإِجْمَاعِ، وَقَالَتِ الشِّيعَةُ: الْوَاجِبُ مَسْحُهُمَا، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ وَالْجُبَّائِيُّ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَأْسُ الْمُعْتَزِلَةِ : يَتَخَيَّرُ بَيْنَ الْمَسْحِ وَالْغَسْلِ .

"ہر دور اور ہر علاقے کے اہل فتویٰ فقہائے کرام کے جم غفیر کا مذہب ہے کہ وضو میں ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا فرض ہے، پاؤں کا مسح کافی نہیں ہو گا، نیز مسح اور غسل بیک وقت فرض نہیں۔ اس کے خلاف کوئی بات کسی ایسے عالم سے ثابت نہیں، جسے اجماع کے انعقاد میں کوئی حیثیت دی جاتی ہو۔ اس کے برعکس شیعہ کہتے ہیں کہ دونوں پاؤں کا مسح فرض ہے، جبکہ محمد بن جریر اور معتزلہ کے بڑے جبائی کا کہنا ہے کہ وضو کرنے والے کو اختیار ہے، وہ پاؤں پر مسح کر لے یا انہیں دھو لے۔" (شرح صحیح مسلم: 129/3)

تنبیہ بلیغ: اس عبارت میں مذکور محمد بن جریر سے مراد سنی مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ نہیں، بلکہ ابن جریر شیعہ ہے، کیونکہ سنی مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ تو وضو میں پاؤں دھونا فرض سمجھتے تھے اور اسے فرض نہ سمجھنے والوں کا خوب ردّ بھی کرتے تھے، جیسا کہ آئندہ سطور میں ہم ان سے نقل بھی کریں گے، جبکہ علامہ نووی رحمہ اللہ نے اس ابن جریر کا ذکر کیا ہے، جو وضو میں پاؤں دھونے یا مسح کرنے میں اختیار کا قائل تھا۔

بعض بھائیوں کو ابن جریر طبری رحمہ اللہ کی ایک عبارت سے دھوکا لگا اور انہوں نے پاؤں پر مسح کرنے یا دھونے کا اختیار دینے والے ابن جریر کو سنی مفسر، ابن جریر طبری رحمہ اللہ خیال کر لیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ جَرِيرٍ اثْنَانِ؛ أَحَدُهُمَا شِيعِيٌّ، وَإِلَيْهِ يُنْسَبُ ذٰلِكَ، وَيُنَزِّهُونَ أَبَا جَعْفَرٍ مِّنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ، وَالَّذِي عُوِّلَ عَلَيْهِ كَلَامُهُ فِي التَّفْسِيرِ أَنَّهُ يُوجِبُ غَسْلَ الْقَدَمَيْنِ، وَيُوجِبُ مَعَ الْغَسْلِ دَلْكَهُمَا، وَلٰكِنَّهُ عَبَّرَ عَنِ الدَّلْكِ بِالْمَسْحِ، فَلَمْ يَفْهَمْ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ مُرَادَهُ جَيِّدًا، فَنَقَلُوا عَنْهُ أَنَّهُ يُوجِبُ الْجَمْعَ بَيْنَ الْغَسْلِ وَالْمَسْحِ.

"اہل علم کہتے ہیں کہ ابن جریر دو ہیں؛ ایک شیعہ اور اسی کی طرف ایسی باتیں منسوب ہیں۔ یہ اہل علم ابو جعفر (طبری رحمہ اللہ) کو ان صفات سے پاک قرار دیتے ہیں۔ وضو میں بیک وقت پاؤں دھونے اور مسح کرنے کی فرضیت کے بارے ان کی جس عبارت سے دلیل لی گئی ہے، اس میں دَلْك "دھوتے وقت پاؤں ملنے" کو مسح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اکثر لوگ ان کی بات صحیح سمجھ نہ پائے اور ان سے نقل کرنا شروع کر دیا کہ وہ وضو میں بیک وقت پاؤں دھونا اور مسح کرنا واجب سمجھتے تھے۔" (البداية والنهاية : 167/11)

علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۳۲۷-۱۴۱۴ھ) وضو کے سلسلہ میں اہل علم کی طرف غلط باتوں کی نسبت کے متعلق فرماتے ہیں:

مِثْلُهُ نِسْبَةُ التَّخْيِيرِ إِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيرٍ الطَّبَرِيِّ، صَاحِبِ التَّارِيخِ الْكَبِيرِ وَالتَّفْسِيرِ الشَّهِيرِ، وَقَدْ نَشَرَ رُوَاةُ الشِّيعَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهِ الْأَكَاذِيبَ الْمُخْتَلَقَةَ، وَرَوَاهَا بَعْضُ أَهْلِ السُّنَّةِ، مِمَّنْ لَّمْ يُمَيِّزِ الصَّحِيحَ وَالسَّقِيمَ مِنَ الْأَخْبَارِ، بِلَا تَحَقُّقٍ وَّلَا سَنَدٍ، وَاتَّسَعَ الْخَرْقُ عَلَى الرَّاقِعِ، وَلَعَلَّ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الْقَائِلُ بِالتَّخْيِيرِ، هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ رُسْتَمِ الشِّيعِيِّ، صَاحِبُ الْإِيضَاحِ لِلْمُتَرَشِّدِ فِي الْإِمَامَةِ، لَا أَبُوجَعْفَرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ غَالِبٍ، الطَّبْرِيُّ الشَّافِعِيُّ، الَّذِي هُوَ مِنْ أَعْلَامِ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَالْمَذْكُورُ فِي تَفْسِيرِ هٰذَا، هُوَ الْغَسْلُ فَقَطْ، لَا الْمَسْحُ، وَلَا الْجَمْعُ، وَلَا التَّخْيِيرُ الَّذِي نَسَبَهُ الشِّيعَةِ إِلَيْهِ.

”یہی معاملہ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ، مصنف تاریخ کبیر و تفسیر کی طرف اس نسبت کا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے اور مسح کرنے میں اختیار ہے۔ یہ خود تراشیدہ جھوٹ شیعہ رواۃ نے پھیلائے ہیں اور صحت و سقم کی تمیز نہ رکھنے والے بعض سنیوں نے یہ جھوٹ بلا تحقیق و سند نقل کر کے بے گناہ کو مجرم بنا دیا ہے۔ جو محمد بن جریر وضو میں پاؤں دھونے یا مسح کے اختیار کا قائل ہے، وہ غالباً محمد بن جریر بن رستم شیعہ، مصنف الْإِيْضَاحُ لِلْمُتَرَشِّدِ فِي الْإِمَامَةِ ہے، نہ کہ عظیم اہل سنت عالم، ابو جعفر محمد بن جریر بن غالب طبری شافعی، ان کی تفسیر میں صرف پاؤں دھونے کا ذکر ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسح کرنے کا نہیں، نہ ہی بیک وقت دونوں کام کرنے کا۔ شیعہ نے خواہ مخواہ ان کے ذمہ یہ بات لگائی ہے۔“

(مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: 102/2)

✿ علامہ نووی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَیْنِ، وَلَمْ یُخَالِفْ فِي ذٰلِكَ مَنْ یُّعْتَدُّ بِهٖ .

”مسلمانوں کا وضو میں پاؤں دھونے کی فرضیت پر اجماع ہے۔ اس حوالے سے کسی ایسے عالم نے مخالفت نہیں کی، جس کی کوئی علمی حیثیت ہو۔“

(المجموع شرح المہذّب: 417/1)

⑨ علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) نے وضو میں پاؤں دھونے کے بارے میں روایات کو متواتر قرار دیا ہے۔

(مناقب الأسد الغالب، ص 73)

⑩ علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

مَا وَرَدَ فِیهِ مِنَ الْبَیَانِ عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ عَلِمْنَا أَنَّهٗ مُرَادُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقَدْ وَرَدَ الْبَیَانُ عَنْهُ بِالْغُسْلِ قَوْلًا وَّفِعْلًا أَمَّا فِعْلًا فَهُوَ مَا ثَبَتَ بِالنَّقْلِ الْمُسْتَفِیضِ الْمُتَوَاتِرِ أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَسَلَ رِجْلَیْهِ فِي الْوُضُوءِ وَلَمْ تَخْتَلِفِ الْأَئِمَّةُ فِیهِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''وضو میں پاؤں دھونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی جو قولی یا فعلی وضاحت مروی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ (قرآن میں) اللہ تعالیٰ کی مراد بھی وہی ہے۔ وضو میں پاؤں دھونے کا بیان رسول اللہ ﷺ سے قولی و فعلی حدیث میں منقول ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فعل تو متواتر و مشہور حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے وضو میں پاؤں کو دھویا، نیز اس میں ائمہ کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔''

(عمدة القاري : 237/2)

⑪ ابن نُجیم حنفی (970ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلٰى غَسْلِهِمَا، وَلَا اعْتِبَارَ بِخِلَافِ الرَّوَافِضِ .

''وضو میں پاؤں دھونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (البحر الرّائق : 14/1)

فائدہ: ابوالمحاسن، مفضل بن محمد تنوخی، حنفی، معتزلی، شیعی (م: ۴۴۲ھ) نے وضو میں پاؤں دھونے کے وجوب پر ایک رسالہ وُجُوبُ غَسْلِ الْقَدَمَیْنِ بھی لکھا ہے۔

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 92/60، وسندهٗ صحيحٌ)

مشہور فقیہ و ادیب ابوالفتح، رازی (م: 447ھ) نے بھی غَسْلُ الرِّجْلَیْنِ کے عنوان سے کتاب لکھی ہے۔ (سير أعلام النّبلاء للذّهبي : 647/17)

علامہ ابو الولید باجی مالکی (۴۰۳۔۴۷۴ھ) نے بھی غَسْلُ الرِّجْلَیْنِ نامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب تصنیف کی ہے۔(طبقات المفسّرین للدّاودي :210/1)

قرآنی دلیل: فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدۃ 5 : 6)

''ایمان والو! نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو، تو چہرہ دھوؤ، کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھوؤ اور سر کا مسح کرو۔''

قرآنِ کریم کی اس آیت کریمہ میں پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ اس آیت کی صحیح تفسیر یہی ہے۔

① نبی اکرم ﷺ جو سب سے معتبر مفسر قرآن ہیں اور جو وحی الٰہی کی روشنی میں قرآنی آیات کی تفسیر اپنے قول وفعل اور تقریر سے فرماتے ہیں، انہوں نے وضو میں ننگے پاؤں دھونے کی تعلیم دی ہے، ان پر مسح کی نہیں۔

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللهِ ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ : مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ يُّقَرِّبُ وَضُوءَهُ، ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَنْتَثِرُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ فَمِهِ وَخَيَاشِيمِهِ مَعَ الْمَاءِ، حِينَ يَنْتَثِرُ، ثُمَّ يَغْسِلُ وَجْهَهُ، كَمَا أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَنَامِلِهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعَرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَقُومُ، فَيَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ، كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

”میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے وضو بارے بتلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی وضو شروع کرتا ہے اور کلی کرتے ہوئے اپنی ناک میں پانی ڈالتا اور جھاڑتا ہے، تو پانی کے ساتھ اس کے منہ اور ناک سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے، تو چہرے کے گناہ پانی کے ساتھ ڈاڑھی کے اطراف سے گر جاتے ہیں۔ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوتا ہے، تو انگلیوں کے کناروں سے ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر سر کا مسح کرتا ہے، تو پانی کے ساتھ سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے گر جاتے ہیں۔ پھر جب اللہ کے حکم کے مطابق ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوتا ہے، تو پاؤں کے گناہ پانی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کے کناروں سے گر جاتے ہیں۔ پھر کھڑا ہوتا ہے، اللہ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شان کے لائق حمد وثنا کرتا ہے، پھر دو رکعت ادا کرتا ہے، تو گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے، جیسے ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 112/4، صحیح مسلم : 832، صحیح ابن خزیمة : 165)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں پاؤں کے دھونے کا حکم دیا ہے۔ وہ حکم کہاں ہے؟ اسی آیتِ کریمہ ہی میں تو ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) اس حدیث کے بارے فرماتے ہیں:

وَفِي ذٰلِكَ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمَرَ بِغَسْلِهِمَا .

’’حدیث دلالت کناں ہے کہ اللہ نے وضو میں پاؤں دھونے کا حکم دیا ہے۔‘‘

(السّنن الکبریٰ للبیهقي :68/1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ : «ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ، كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ»، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ يَأْمُرُ بِالْغَسْلِ .

’’اس حدیث میں ہے کہ وضو کرنے والا اللہ کے حکم کے مطابق پاؤں دھوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم پاؤں دھونے کا حکم دیتا ہے۔‘‘

(تفسیر القرآن العظیم : 495/2)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل مبارک سے بھی پاؤں دھونے کی تعلیم دی ہے اور زندگی میں کبھی بھی ننگے پاؤں مسح نہیں فرمایا، تفصیل آئندہ صفحات میں ہوگی۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ میں ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دھوئے۔ کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا قول و فعل، آیت قرآنیہ کی تفسیر ہے۔'' (بدائع الصنائع: 6/1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ دَالَّةٌ عَلٰى وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، مَعَ مَا ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلٰى وَفْقِ مَا دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ، وَهُمْ مُّخَالِفُونَ لِذٰلِكَ كُلِّهِ، وَلَيْسَ لَهُمْ دَلِيلٌ صَحِيحٌ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

''یہ آیت کریمہ وضو میں پاؤں دھونے کے وجوب پر دلالت کناں ہے، پھر تواتر سے اس کے موافق فعل رسول بھی ثابت ہے، روافض ان دلائل کی مخالفت کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس اس مسئلہ میں کوئی دلیل نہیں، وللہ الحمد!'' (تفسیر ابن کثیر: 497/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صِفَةِ وُضُوئِهٖ، أَنَّهٗ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، وَهُوَ الْمُبَيِّنُ لِأَمْرِ اللّٰهِ، وَقَدْ قَالَ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، الَّذِي رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهٗ مُطَوَّلًا فِي فَضْلِ الْوُضُوءِ: ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ، كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وضو کے بیان میں نبی اکرم ﷺ سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے دونوں پاؤں دھوئے۔ آپ ﷺ ہی حکم الٰہی کی وضاحت کرتے ہیں۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ لمبی حدیث، جسے امام ابن خزیمہ وغیرہ نے وضو کی فضیلت میں بیان کیا ہے، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ حکم خداوندی کے مطابق دونوں پاؤں دھوئے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري :266/1)

زبر والی قراءت:

عکرمہ رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قَرَأَ : ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾، يَعْنِي : رَجَعَ الْأَمْرُ إِلَى الْغَسْلِ .

''انہوں نے زبر کے ساتھ پڑھا، اس آیت میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :19/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام مجاہد تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَجَعَ الْقُرْآنُ إِلَى الْغَسْلِ، وَقَرَأَ : ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾، وَنَصَبَهَا .

''قرآنِ کریم کا حکم دھونے کی طرف لوٹتا ہے، انہوں نے زبر پڑھی۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :40/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ نے یہ آیت زبر کے ساتھ پڑھی اور فرمایا:

اِغْسِلُوهَا غَسْلًا . ''پاؤں اچھی طرح دھوئیں۔''

(تفسير الطّبري : 194/8، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ قَرَأَهَا بِذٰلِكَ ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾، وَقَالَ: عَادَ إِلَى الْغَسْلِ .

''انہوں نے زبر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا: اس کا عطف دھونے پر ہے۔''

(الطّهور للإمام القاسم بن سلّام: 359، وسندهٗ صحيحٌ)

امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ زبر کے ساتھ پڑھنا ہے یا زیر؟ فرمایا:

إِنَّمَا هُوَ الْغَسْلُ، وَلَيْسَ بِالْمَسْحِ، لَا تُمْسَحُ الْأَرْجُلُ، إِنَّمَا تُغْسَلُ .

''جیسے بھی پڑھا جائے، مراد دھونا ہی ہے، مسح کرنا نہیں۔ پاؤں پر مسح نہیں ہوگا، بلکہ انہیں دھویا جائے گا۔'' پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جو پاؤں پر مسح کرلے، کیا اس کا وضو ہو جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔''

(تفسير الطّبري: 194/8، وسندهٗ صحيحٌ)

مشہور مجود و نحوی، عیسیٰ بن میناء قالون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَرَأْتُ عَلٰى نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعَيْمٍ الْقَارِئِ هٰذِهِ الْقِرَاءَةَ غَيْرَ مَرَّةٍ، نَذْكُرُ فِيهَا: ﴿بِرُءُ وسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ﴾ مَفْتُوحَةً .

''میں نے امام و قاری نافع بن عبدالرحمن بن ابی نعیم کے پاس کئی مرتبہ یہ قراءت پڑھی۔ ہم اس میں زبر کے ساتھ یوں پڑھتے تھے:

﴿بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ﴾ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 71/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ نَقْرَأُهَا : ﴿بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ﴾ عَلٰى مَعْنٰى : اغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ، وَأَيْدِيكُمْ، وَأَرْجُلَكُمْ، وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ .

”ہم اسے زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور معنی یہ ہوتا ہے کہ اپنے چہرے، ہاتھ اور پاؤں دھوؤ اور سر کا مسح کرو۔“ (كتاب الأمّ : 42/1)

امام اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَيَقُولُ : اغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ، وَاغْسِلُوا أَرْجُلَكُمْ، وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ، فَهٰذَا مِنَ التَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ .

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے چہرے اور پاؤں دھوؤ اور اپنے سر کا مسح کرو۔ یہ تقدیم وتاخیر کے قبیل سے ہے۔“

(تفسير الطّبري : 192/8، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِالْقِرَاءَ ةِ الْأُولٰى نَقْرَأُهَا ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾، وَالدَّلِيلُ عَلٰى صِحَّةِ هٰذِهِ الْقِرَاءَ ةِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الدَّالَّةُ عَلٰى ذٰلِكَ، وَهُوَ أَنَّهٗ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، وَفِي غَسْلِهٖ رِجْلَيْهِ دَلِيلٌ عَلٰى صِحَّةِ مَا قُلْنَا، لِأَنَّهُ الْمُبِينُ عَنِ اللّٰهِ، وَعَنْ مَعْنٰى مَا أَرَادَ بِقَوْلِهٖ : ﴿وَأَرْجُلِكُمْ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''ہم پہلی (زبر والی) قراءت کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں۔ اس قراءت کے صحیح ہونے کی دلیل اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت وہ احادیث ہیں، جن میں آپ ﷺ کے پاؤں دھونے کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کا پاؤں دھونا ہمارے موقف کے صحیح ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضاحت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کی مراد بتانے والے ہیں۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف :412/1)

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۲۲۴۔۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اِخْتَلَفَتِ الْقُرَّاءُ فِي قِرَاءَةِ ذٰلِكَ، فَقَرَأَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنْ قُرَّاءِ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ : ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ نَصْبًا، فَتَأْوِيلُهٗ : إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ، وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ، وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ، وَإِذَا قُرِئَ كَذٰلِكَ، كَانَ مِنَ الْمُؤَخَّرِ الَّذِي مَعْنَاهُ التَّقْدِيمُ، وَتَكُونُ الْأَرْجُلُ مَنْصُوبَةً عَطْفًا عَلَى الْأَيْدِي، وَتَأَوَّلَ قَارِؤُوا ذٰلِكَ كَذٰلِكَ : أَنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ إِنَّمَا أَمَرَ عِبَادَهٗ بِغُسْلِ الْأَرْجُلِ، دُونَ الْمَسْحِ بِهَا .

''قرائے کرام اس مقام کی قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ حجاز اور عراق کے قرائے کرام کی ایک جماعت نے ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْكَعْبَيْنِ﴾ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہوگی کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو، تو پہلے اپنے چہرے، کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھولو، نیز سر کا مسح کرلو، جب اسے نصب کے ساتھ پڑھا جائے گا، تو یہ لفظاً مؤخر اور معناً مقدم ہوگا۔ أَيْدِيَ ''ہاتھوں'' پر عطف کی بنا پر أَرْجُلَ ''پاؤں'' کو منصوب پڑھا جائے گا۔ زبر کے ساتھ پڑھنے والوں نے یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں پاؤں دھونے کا حکم فرمایا ہے، مسح کا نہیں۔'' (تفسير الطّبري: 188/8)

زیر والی قراءت اور اس کی صحیح تفسیر:

زیر والی قراءت بھی اگرچہ ثابت ہے، لیکن اس سے بھی پاؤں دھونے کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ اس کی صحیح تفسیر بھی پاؤں دھونے ہی کی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَزَلَ الْقُرْآنُ بِالْمَسْحِ، وَالسُّنَّةُ الْغُسْلُ.

''قرآن تو مسح کے الفاظ میں نازل ہوا اور سنت پاؤں دھونا ہے۔''

(تفسير الطّبري: 195/8، وسندهٗ حسنٌ)

مراد یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں سر کے مسح پر عطف کرتے ہوئے ﴿وَأَرْجُلِكُمْ﴾ کہا گیا، یعنی پاؤں پر مسح کا حکم دیا گیا، لیکن اس مسح کا صحیح معنی دھونا ہے، جیسا کہ قولی وفعلی صورت میں نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

عربی زبان میں مسح ''دھونے'' کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ عربی دان اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخوبی آگاہ ہیں۔ نزال بن سبرہ تابعی رحمہ اللہ کی بیان کردہ ایک صحیح حدیث، جو ہم آئندہ صفحات میں ذکر کریں گے، میں مسح دھونے کے معنی میں مستعمل ہے، نیز خود سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل یہی بتاتا ہے۔

❀ حمید طویل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَنَسًا كَانَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، حَتّٰى يَسِيلَ الْمَاءُ.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ پاؤں اتنا دھوتے کہ پانی بہنے لگتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 18/1، الأوسط لابن المنذر: 414/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ نیز بیان کرتے ہیں:

قَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ لِأَنَسٍ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! إِنَّ الْحَجَّاجَ خَطَبَنَا بِالْأَهْوَازِ، وَنَحْنُ مَعَهُ، فَذَكَرَ الطُّهُورَ، فَقَالَ: اغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنِ ابْنِ آدَمَ أَقْرَبَ إِلٰى خَبَثِهٖ مِنْ قَدَمَيْهِ، فَاغْسِلُوا بُطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا وَعَرَاقِيبَهُمَا، فَقَالَ أَنَسٌ: صَدَقَ اللّٰهُ، وَكَذَبَ الْحَجَّاجُ، قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾، قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا مَسَحَ قَدَمَيْهِ بَلَّهُمَا.

''ہم سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، تو ان کے بیٹے موسیٰ بن انس نے ان سے کہا: ابوحمزہ! ہم حجاج کے ساتھ اہواز میں تھے، اس نے خطبہ دیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طہارت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: اپنے چہرے اور ہاتھ دھوؤ اور اپنے سر اور پاؤں کا مسح کرو۔ ابن آدم کے پاؤں سے زیادہ اس کی کوئی چیز اس کی خباثت کے قریب نہیں، لہٰذا پاؤں کی نچلی جانب، اوپر والی جانب اور ان کی ایڑھیاں اچھی طرح دھوؤ۔ یہ سن کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا، جبکہ حجاج نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اتنا فرمایا ہے: ﴿وَامْسَحُوا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ ''سر اور پاؤں کا مسح کرو۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ پاؤں پر مسح کرتے، تو انہیں بھگو لیتے۔''

(تفسير الطّبري: 195/8، وسندهٗ صحيحٌ)

معلوم ہوا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسح والے قرآنی حکم سے مراد دھونا ہے، اسی لیے تو وہ خود اللہ کے حکم کو سنت نبوی کی روشنی میں اپنے پاؤں دھوتے تھے۔

رہی بات حجاج کو جھوٹا کہنے کی، تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اسے پاؤں دھونے کا حکم دینے کی بنا پر جھوٹا نہیں کہا، بلکہ اس کی اس خود ساختہ دلیل کو جھوٹ قرار دیا کہ انسان کے پاؤں اس کی نجاست کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اگر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک پاؤں دھونا جھوٹ ہوتا، تو وہ خود کیوں دھوتے؟ اور اسے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کہتے؟

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ زَعَمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَّيْسَ فِي قِرَاءَةِ مَنْ قَرَأَ ﴿وَأَرْجُلِكُمْ﴾ عَلَى الْخَفْضِ، مَا يُوجِبُ الْمَسْحَ دُونَ الْغَسْلِ، لِأَنَّ الْعَرَبَ رُبَّمَا نَسَقَتِ الْحَرْفَ عَلٰى طَرِيقَةِ الْمُجَاوِرِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهُ، قَالَ الْأَعْشٰى :

لَقَدْ كَانَ فِي حَوْلٍ ثَوَاءٍ ثَوَيْتُهُ .... تُقَضِّي لُبَانَاتٍ وَّيَسْأَمُ سَائِمُ

قَالَ : فَخَفَضَ الثَّوَاءَ لِمُجَاوَرَتِهِ الْحَوْلَ، وَهُوَ فِي مَوْضِعِ رَفْعٍ، قَالَ : وَلُغَةٌ مَّعْرُوفَةٌ لِتَمِيمٍ قَوْلُهُمْ [جُحْرُ ضَبٍّ خَرِبٍ]، قَالَ : وَالْخَرِبُ صِفَةٌ لِلْجُحْرِ، فَخَفَضُوهُ لِمُجَاوَرَتِهِ الضَّبَّ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَغَسْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَيْهِ، وَقَوْلُهُ : وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، كِفَايَةٌ لِّمَنْ وَفَّقَهُ اللّٰهُ لِلصَّوَابِ، وَدَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الَّذِي يَجِبُ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ، لَا الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا، لِأَنَّهُ الْمُبِينُ عَنِ اللّٰهِ مَعْنٰى مَا أَرَادَ مِمَّا فَرَضَ فِي كِتَابِهِ.

”بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جر (زیر) کے ساتھ پڑھنے میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں، جو دھونے کی بجائے مسح ضروری قرار دے، کیونکہ عرب لوگ کبھی قریبی لفظ کی بنا پر اعراب دے دیتے ہیں، جیسے شاعر اعشیٰ نے کہا ہے:

لَقَدْ كَانَ فِي حَوْلٍ ثَوَاءٍ ثَوَيْتُهُ .... تُقَضِّي لُبَانَاتٍ وَّيَسْأَمُ سَائِمُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہاں شاعر نے ''ثواء'' کو ''حول'' کے قریب ہونے کی بنا پر جر (زیر) دی، حالانکہ وہ محل رفع میں تھا۔ اسی طرح بنو تمیم کی معروف لغت ہے کہ جُحْرُ ضَبٍّ خَرِبٍ اس جملے میں لفظ (خَرِبٍ) لفظ (جُحْرُ) کی صفت ہے، لیکن انھوں نے اسے لفظ (ضَبٍّ) کی قربت کی بنا پر جر (زیر) دی۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں پاؤں مبارک دھوئے اور فرمایا کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ویل نامی وادی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حق قبول کرنے کی توفیق دی ہے، اس کے لیے یہی کافی ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا ہی واجب ہے، مسح کرنا نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہی قرآنِ کریم میں فرض کی گئی چیز کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف :1/414)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَتْ قَدْ قُرِأَتْ : ﴿وَأَرْجُلِكُمْ﴾، بِالْجَرِّ، فَذٰلِكَ مَعْطُوفٌ عَلَى اللَّفْظِ، دُونَ الْمَعْنٰى، وَالْمَعْنٰى فِيهِ الْغَسْلُ، عَلَى التَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ، فَكَأَنَّهُ قَالَ عَزَّ وَجَلَّ : إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ، وَالْقِرَائَتَانِ بِالنَّصْبِ وَالْجَرِّ صَحِيحَتَانِ مُسْتَفِيضَتَانِ، وَالْمَسْحُ ضِدُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْغَسْلِ، وَمُخَالِفٌ لَّهُ، وَغَيْرُ أَنْ تُبْطَلَ إِحْدَى الْقِرَاءَتَيْنِ بِالْأُخْرَى، مَا وُجِدَ إِلَى تَخْرِيجِ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا سَبِيلٌ، وَقَدْ وَجَدْنَا الْعَرَبَ تَخْفِضُ بِالْجِوَارِ،۔۔۔، فَعَلَى مَا ذَكَرْنَا تَكُونُ مَعْنَى الْقِرَائَةِ بِالْجَرِّ النَّصْبُ، وَيَكُونُ الْخَفْضُ عَلَى اللَّفْظِ لِلْمُجَاوِرَةِ، وَالْمَعْنَى الْغَسْلُ، وَقَدْ يُرَادُ بِلَفْظِ الْمَسْحِ الْغَسْلُ عِنْدَ الْعَرَبِ، مِنْ قَوْلِهِمْ : تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ، وَالْمُرَادُ الْغَسْلُ، وَيُشِيرُ إِلَى هٰذَا التَّأْوِيلِ كُلِّهِ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

”اسے زیر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، لیکن یہ لفظ پر عطف ہے، معنی پر نہیں۔ یہ تقدیم وتاخیر کے قبیل سے ہے، اس کا معنی دھونا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو، تو چہرے، کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھولو اور سروں کا مسح کرلو۔ نصب (زبر) اور جر (زیر) کے ساتھ دونوں قراءتیں صحیح اور مشہور ہیں۔ (ظاہری طور پر اگرچہ) مسح دھونے کی ضد اور اس کے خلاف ہے، لیکن دونوں قراٗتوں میں ایک کو باطل کہنا اس وقت تک جائز نہیں، جب تک دونوں کی مطابقت وموافقت کا کوئی راستہ ہو۔ ہم نے دیکھا ہے کہ عرب قرب کی بنا پر جر (زیر) دے دیتے ہیں۔۔۔ ہمارے بیان کے مطابق جر (زیر) والی قراءت کا معنی نصب (زبر) والا ہی ہے، جبکہ جر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(زیر) صرف قرب کی وجہ سے لفظی طور پر ہے، چنانچہ اس کا معنی دھونا ہی ہے۔ پھر کبھی عرب مسح کا لفظ دھونے پر بول دیتے ہیں، جیسا کہ عرب کہتے ہیں: تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ ''میں نے نماز کے لیے مسح کیا۔'' اور مراد (وضو میں اعضا) دھونا ہوتا ہے۔ اسی معنی کی طرف نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان اشارہ کرتا ہے: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی 'ویل' ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطّا من المعاني والأسانيد: 24/255,254)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَفْظُ الْآيَةِ لَا يُخَالِفُ مَا تَوَاتَرَ مِنَ السُّنَّةِ، فَإِنَّ الْمَسْحَ كَمَا يُطْلَقُ وَيُرَادُ بِهِ الْإِصَابَةُ، كَذٰلِكَ يُطْلَقُ وَيُرَادُ بِهِ الْإِسَالَةُ، كَمَا تَقُولُ (الْعَرَبُ) : تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ، وَفِي الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ لَمْ يُرِدْ بِمَسْحِ الرِّجْلَيْنِ الْمَسْحَ الَّذِي هُوَ قَسِيمُ الْغَسْلِ، بَلِ الْمَسْحَ الَّذِي الْغَسْلُ قِسْمٌ مِّنْهُ، فَإِنَّهُ قَالَ: ﴿إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾، وَلَمْ يَقُلْ: إِلَى الْكِعَابِ، كَمَا قَالَ: ﴿إِلَى الْمَرَافِقِ﴾، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُ لَيْسَ فِي كُلِّ رِجْلٍ كَعْبٌ وَّاحِدٌ، كَمَا فِي كُلِّ يَدٍ مِّرْفَقٌ وَّاحِدٌ، بَلْ فِي كُلِّ رِجْلٍ كَعْبَانِ، فَيَكُونُ تَعَالٰى قَدْ أَمَرَ بِالْمَسْحِ إِلَى الْعَظْمَيْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّاتِئَيْنِ، وَهٰذَا هُوَ الْغَسْلُ، فَإِنَّ مَنْ يَّمْسَحُ الْمَسْحَ الْخَاصَّ يَجْعَلُ الْمَسْحَ لِظُهُورِ الْقَدَمَيْنِ، وَجَعْلُ الْكَعْبَيْنِ فِي الْآيَةِ غَايَةً يَرُدُّ قَوْلَهُمْ، فَدَعْوَاهُمْ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، اللَّذَيْنِ هُمَا مُجْتَمَعُ السَّاقِ وَالْقَدَمِ، عِنْدَ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ، مَرْدُودٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ --- فَالسُّنَّةُ الْمُتَوَاتِرَةُ تَقْضِي عَلٰى مَا يَفْهَمُهُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ ظَاهِرِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّ الرَّسُولَ بَيَّنَ لِلنَّاسِ لَفْظَ الْقُرْآنِ وَمَعْنَاهُ.

”(زیر والی قرأت کے ساتھ بھی) آیت کے الفاظ متواتر سنت (وضو میں پاؤں دھونے) کے خلاف نہیں، کیونکہ جس طرح مسح سے مراد ہاتھ لگانا ہے، اسی طرح مسح سے مراد پانی بہانا بھی ہے۔ اس سلسلہ میں عربوں کا یہ قول دلیل ہے تَمَسَّحْتُ لِلصَّلَاةِ ”میں نے نماز کے لیے وضو کیا۔“ اس آیت میں موجود قرینہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد وہ مسح نہیں، جو دھونے کے برعکس ہے، بلکہ وہ مسح مراد ہے، جس کی ایک قسم دھونا ہے۔ اللہ نے ﴿إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (تثنیہ کے صیغے کے ساتھ) دونوں ٹخنوں تک فرمایا ہے، ﴿إِلَى الْكِعَابِ﴾ (جمع کے صیغے کے ساتھ ٹخنوں تک) نہیں فرمایا، جب کہ ہاتھوں کے بارے میں (جمع کے صیغے کے ساتھ کہنیوں تک) فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح ہر ہاتھ میں ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہنی ہوتی ہے، اسی طرح ہر پاؤں میں ایک ٹخنہ نہیں ہوتا، بلکہ ہر پاؤں میں دو ٹخنے ہوتے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے دو ابھری ہوئی ہڈیوں تک مسح کا حکم دیا ہے اور یہ دھونے ہی سے ممکن ہے، کیونکہ خاص (خشک) مسح تو پاؤں کی اوپر والی جانب ہی ہوتا ہے۔ اس آیت میں دونوں ٹخنوں تک مسح کا حکم رافضیوں کا ردّ کرتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ان دو ٹخنوں تک پاؤں کا مسح فرض ہے، جو تسمہ باندھنے کے مقام کے پاس پاؤں اور پنڈلی کے ملنے کی جگہ ہوتے ہیں، لیکن ان کا یہ دعویٰ کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں مردود ہے۔ یوں سنت متواترہ اس مفہوم کو غلط قرار دیتی ہے، جسے بعض لوگ قرآن کے ظاہری الفاظ سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو قرآنِ کریم کے الفاظ بھی بتائے ہیں اور ان کا معنی بھی بیان فرمایا ہے۔" (شرح العقيدة الطحاويّة، ص: 387,386)

امامِ لغت وادب ازہری (۲۸۲۔۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

هِيَ أَجْوَدُ الْقِرَاءَ تَيْنِ، لِمُوَافَقَتِهَا الْأَخْبَارَ الصَّحِيحَةَ عَنِ النَّبِيِّ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فِي غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَمَنْ قَرَأَ ﴿وَأَرْجُلِكُمْ﴾ عَطَفَهَا عَلَى قَوْلِهِ: ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾، وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُرَادَ بِمَسْحِ الْأَرْجُلِ غَسْلُهَا، وَذٰلِكَ أَنَّ الْمَسْحَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يَكُونُ غَسْلًا، وَيَكُونُ مَسْحًا بِالْيَدِ، وَالْأَخْبَارُ جَاءَ تْ بِغَسْلِ الْأَرْجُلِ وَمَسْحِ الرُّؤُوسِ، وَمَنْ جَعَلَ مَسْحَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأَرْجُلِ كَمَسْحِ الرُّؤُوسِ، خُطُوطًا بِالْأَصَابِعِ، فَقَدْ خَالَفَ مَا صَحَّ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهٗ قَالَ: وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ.

''(فتح والی قراءت) عمدہ ترین ہے، کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ سے وضو میں پاؤں دھونے کے بارے میں مروی صحیح روایات کے موافق ہے۔ جس نے اسے زیر کے ساتھ پڑھا ہے، اس نے اسے سر کے مسح پر عطف کیا ہے۔ سنت نبوی میں مسح کی مراد پاؤں دھونے سے بیان کی گئی ہے، کیونکہ کلامِ عرب میں جس طرح مسح ہاتھ پھیرنے کے معنی میں آتا ہے، اسی طرح دھونے کے معنی میں مستعمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے سر پر مسح کرنے اور پاؤں دھونے کی احادیث ثابت ہیں۔ لہٰذا جو شخص پاؤں پر بھی سر کی طرح انگلیوں سے خطوط کھینچ کر مسح کرتا ہے، وہ رسولِ اکرم ﷺ کے اس صحیح فرمانِ مبارک کی مخالفت کرتا ہے کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی 'ویل' ہے۔'' (معاني القراءات: 326/1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ قِرَاءَةٌ ظَاهِرَةٌ فِي وُجُوبِ الْغَسْلِ، كَمَا قَالَ السَّلَفُ.

''سلف کے مطابق یہ قراءت پاؤں دھونے کے وجوب میں صریح ہے۔''

(تفسير القرآن العظيم: 490/2)

علامہ طیبی رحمہ اللہ (م: ۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذَهَبَ الشِّيعَةُ إِلٰى أَنَّهٗ يُمْسَحُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ عَلٰى قِرَاءَ ةِ الْجَرِّ، فَإِنَّهٗ تَعَالٰى عَطَفَ الرِّجْلَ عَلَى الرَّأْسِ، وَالرَّأْسُ يُمْسَحُ، فَكَذَا الرِّجْلُ، قُلْنَا : وَقَدْ قُرِئَ بِالنَّصْبِ، عَطْفًا عَلٰى قَوْلِهٖ : ﴿وَأَيْدِيكُمْ﴾، وَإِذَا ذُهِبَ إِلَى الْمَسْحِ يَبْقٰى مُقْتَضَى النَّصِّ غَيْرَ مَعْمُولٍ بِهٖ، بِخِلَافِ الْعَكْسِ، فَإِنَّ الْمَسْحَ مَغْمُورٌ بِالْغَسْلِ، عَلٰى أَنَّ الْأَحَادِيثَ الصَّحِيحَةَ تَوَاتَرَتْ، مُعَاضِدَةً لِّقِرَاءَ ةِ النَّصْبِ، فَوَجَبَ تَأْوِيلُ الْقِرَاءَ ةِ بِالْكَسْرِ، وَفِيهِ وُجُوهٌ ؛ أَحَدُهَا الْعَطْفُ عَلَى الْجَوَارِ، كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ﴾(هود : 26)، وَالْأَلِيمُ صِفَةُ الْعَذَابِ، فَأَخَذَ إِعْرَابَ الْيَوْمِ لِلْمُجَاوَرَةِ، وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ﴾(هود : 84) ----- وَالثَّانِي الْاسْتِغْنَاءُ بِأَحَدِ الْفِعْلَيْنِ عَنِ الْآخَرِ، وَالْعَرَبُ إِذَا اجْتَمَعَ فِعْلَانِ مُتَقَارِبَانِ فِي الْمَعْنٰى، وَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مُتَعَلِّقٌ، جَوَّزَتْ ذِكْرَ أَحَدِ الْفِعْلَيْنِ، وَعَطْفَ مُتَعَلِّقِ الْمَحْذُوفِ عَلٰى مُتَعَلِّقِ الْمَذْكُورِ، عَلٰى حَسَبِ مَا يَقْتَضِيهِ لَفْظُهٗ، حَتّٰى كَأَنَّهٗ شَرِيكُهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي أَصْلِ الْفِعْلِ، كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ:

يَا لَيْتَ! بَعْلُكَ قَدْ غَدَا .... مُتَقَلِّدًا سَيْفًا وَرُمْحًا

وَكَقَوْلِ الْآخَرِ: .... عَلَّفْتُهَا تِبْنًا وَمَاءً ا بَارِدًا، تَقْدِيرُهُ: عَلَّفْتُهَا تِبْنًا، وَسَقَيْتُهَا مَاءً ا بَارِدًا، وَمُتَقَلِّدًا سَيْفًا، وَحَامِلًا رُمْحًا، وَالثَّالِثُ قَوْلُ الزَّجَّاجِ: يَجُوزُ ﴿أَرْجُلِكُمْ﴾ بِالْخَفْضِ، عَلٰى مَعْنٰى: فَاغْسِلُوا، لِأَنَّ قَوْلَهُ تَعَالٰى: ﴿إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ قَدْ دَلَّ عَلَيْهِ، لِأَنَّ التَّحْدِيدَ يُفِيدُ الْغَسْلَ، كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿إِلَى الْمَرَافِقِ﴾، وَلَوْ أُرِيدَ الْمَسْحُ لَمْ يَحْتَجْ إِلَى التَّحْدِيدِ، كَمَا فِي قَوْلِهٖ: ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ﴾ مِنْ غَيْرِ تَحْدِيدٍ، وَيُطْلَقُ الْمَسْحُ عَلَى الْغَسْلِ.

”روافض کا مذہب ہے کہ وضو میں پاؤں پر مسح کیا جائے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ وہ اس قرأت میں زیر پڑھتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رِجْل ”پاؤں“ کا عطف رأس ”سر“ پر کیا ہے، لہٰذا جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے، اسی طرح پاؤں کا مسح کیا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسے أَيْدِي ”ہاتھوں“ پر عطف کرتے ہوئے نصب (زبر) کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ جب مسح کرنے کا مذہب اپنایا جائے گا، تو فرمانِ باری تعالیٰ کا تقاضا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پورا نہیں ہو سکے گا۔ اس کے برعکس اگر دھویا جائے گا، تو مسح پر بھی عمل ہو جائے گا۔ پھر متواتر صحیح احادیث بھی نصب (زبر) والی قراءت کی تائید کرتی ہیں۔ لہٰذا کسرہ (زیر) والی قراءت کی تاویل کرنا ضروری ہے۔

اس کی کئی صورتیں ہیں: ایک تو یہ کہ زیر کو جوار (قریبی لفظ) کی بنا پر تسلیم کیا جائے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ﴾ (ھود: 26) یہاں پر لفظ أَلِيم لفظ عَذَاب کی صفت ہے، لیکن قرب کی بنا پر اس نے أَلِيْم کا اعراب لے لیا۔ اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ﴾ (ھود: 84) اس میں لفظ مُحِیط لفظ عَذَاب کی صفت ہے، (اس نے قرب کی وجہ سے 'یوم' کا اعراب قبول کر لیا)۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو فعلوں میں سے ایک کو حذف مان کر دوسرے پر اکتفا تسلیم کیا جائے۔ عرب ایسا کرتے رہتے ہیں کہ جب دو فعل قریب المعنی ہوں اور دونوں کے متعلق موجود ہوں تو الفاظ کے تقاضے کے مطابق وہ ان میں سے ایک کو حذف کر کے محذوف کے متعلق کو مذکور کے متعلق پر عطف کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ دوسرا متعلق بھی پہلے متعلق کے ساتھ اصل فعل میں شریک تھا۔ اس کی مثال شاعر کا یہ قول ہے:

يَا لَيْتَ! بَعْلُكَ قَدْ غَدَا .... مُتَقَلِّدًا سَيْفًا وَّرُمْحًا

ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَفْتُهَا تِبْنًا وَّمَاءً ا بَارِدًا .

دوسری عبارت اصل میں یوں تھی:

عَلَفْتُهَا تِبْنًا وَّسَقَيْتُهَا مَاءً ا بَارِدًا

جبکہ پہلی عبارت اصل میں یوں تھی:

مُتَقَلِّدًا سَيْفًا وَّحَامِلًا رُمْحًا

(اس آیت کریمہ کی اصل عبارت یوں ہو گی کہ سر کا مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھوؤ)۔ تیسری صورت علامہ زجاج نے بیان کی ہے کہ زیر کے ساتھ پڑھنے پر یہاں دھونے کا معنی ہوگا، کیونکہ ''ٹخنوں سمیت'' کی قید دھونے پر دلالت کرتی ہے۔ جس طرح ہاتھوں میں ''کہنیوں سمیت'' کی قید ہے اور وہ دھوئے جاتے ہیں، اسی طرح پاؤں میں بھی ''ٹخنوں سمیت'' کی قید ہے، لہٰذا انہیں بھی دھویا جائے گا۔ اگر پاؤں کا مسح ہی مراد ہوتا، تو قید کی ضرورت نہیں تھی، جیسا کہ سر پر مسح کرنے میں کوئی قید ذکر نہیں کی گئی۔ دوسری بات یہ کہ مسح کا لفظ دھونے پر بھی بولا جاتا ہے۔''

(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح : 97/2)

حدیثی دلائل:

ہم قرآنی دلیل کے ضمن میں سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں کو دھونے کا حکم دیا اور اسے اللہ کا حکم قرار دیا۔

مزید احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ملاحظہ فرمائیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَخَلَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا، فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقْنَا الْعَصْرَ، فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا، فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ : وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

''ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے۔ عین عصر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملے۔ ہم وضو کرنے اور اپنے پاؤں کو ہلکا دھونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ پکارا: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ''ویل'' نامی وادی ہے۔''

(صحيح البخاري : 163، صحيح مسلم :241)

مسح سے مراد خفیف دھونا بھی ہے، جیسا کہ آئندہ صفحات میں ذکر ہوگا۔

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا، لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَيْهِ، فَقَالَ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص دیکھا، جس نے ایڑھیاں نہیں دھوئی تھیں، تو فرمایا: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ''ویل'' نامی وادی ہے۔''

(صحيح البخاري : 165، صحيح مسلم : 242)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ .

''خشک کونچوں کے لیے جہنم کی''ویل''نامی وادی ہے۔''

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ .

''وضو اچھی طرح کریں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی''ویل''نامی وادی ہے۔''

(صحيح مسلم: 240)

④ سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ، وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خشک ایڑھیوں اور پاؤں کی خشک نچلی اطراف کے لیے جہنم کی''ویل''وادی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 191/4، المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 162/1، السّنن الكبرى للبيهقي: 70/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۶۳) اور امام حاکم نے''صحیح''کہا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۴۹۳) نے اس کی سند''صحیح''قرار دی ہے۔

⑤ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ''ویل'' وادی ہے۔''

(تفسير الطبري : 205/8، وسندهٗ صحيحٌ)

خشک ایڑھیوں والی حدیث اور فقہائے کرام:

ان الفاظ پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یوں تبویب فرمائی ہے:

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَلَا يُمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ .

''پاؤں دھوئے جائیں گے، ان پر مسح نہیں کیا جائے گا۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِقْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، إِذْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمَا خُفَّانِ أَوْ جَوْرَبَانِ .

''اس حدیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ پاؤں پر موزے یا جرابیں نہ ہوں، تو ان پر مسح جائز نہیں۔'' (سنن الترمذي، تحت الحديث : 41)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَسْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَيْهِ، وَقَوْلُهٗ : وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، كِفَايَةٌ لِّمَنْ وَفَّقَهُ اللّٰهُ لِلصَّوَابِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَدَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الَّذِي يَجِبُ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ، لَا الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا، لِأَنَّهُ الْمُبِينُ عَنِ اللّٰهِ مَعْنٰى مَا أَرَادَ مِمَّا فَرَضَ فِي كِتَابِهِ.

"رسول اللہ ﷺ نے وضو میں پاؤں مبارک دھوئے اور فرمایا کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی "ویل" نامی وادی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حق قبول کرنے کی توفیق دی ہے، اس کے لیے یہی کافی ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا ہی واجب ہے، مسح کرنا نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہی قرآنِ کریم میں فرض کی گئی چیز کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے۔"

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 1/415)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی تبویب ہے:

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ بُطُونِ الْأَقْدَامِ فِي الْوُضُوءِ، فِيهِ أَيْضًا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَاسِحَ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمَيْنِ غَيْرُ مُؤَدٍّ لِلْفَرْضِ، لَا كَمَا زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ ظُهُورِهِمَا، لَا غَسْلُ جَمِيعِ الْقَدَمَيْنِ.

"وضو میں پاؤں کے اندرونی حصے نہ دھونے پر وعید کا بیان۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کے اوپر مسح کرنے والا فرض کو ادا نہیں کرتا۔ رافضیوں کا یہ خیال باطل ہے کہ وضو میں پاؤں کے اوپر مسح کرنا فرض ہے، پورے پاؤں کو دھونا فرض نہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح ابن خزيمة :84/1)

نیز مذکورہ حدیث پر ایک جگہ یوں تبویب کی ہے:

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ الْعَقِبَيْنِ فِي الْوُضُوءِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْفَرْضَ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ لَا مَسْحُهُمَا، إِذَا كَانَتَا بَادِيَتَيْنِ غَيْرَ مُغَطَّيَتَيْنِ بِالْخُفِّ، أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَ الْخُفِّ، لَا عَلَى مَا زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ الْقَدَمَيْنِ لَا غَسْلُهُمَا، إِذْ لَوْ كَانَ الْمَاسِحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ مُؤَدِّيًا لِّلْفَرْضِ، لَمَا جَازَ أَنْ يُقَالَ لِتَارِكِ فَضِيلَةٍ : وَيْلٌ لَّهُ، وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، إِذَا تَرَكَ الْمُتَوَضِّئُ غَسْلَ عَقِبَيْهِ .

”وضو میں ایڑھیاں نہ دھونے پر وعید کا بیان ۔ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جب پاؤں ننگے ہوں اور وہ موزوں وغیرہ سے ڈھکے ہوئے نہ ہوں، تو وضو میں ان کو دھونا فرض ہے، نہ کہ ان پر مسح کرنا، جب دونوں پاؤں موزوں یا ان کی قائم مقام کسی چیز سے ڈھانپ رکھے ہوں، تو ان پر مسح ہے، البتہ بات ایسے نہیں ہے، جیسا کہ رافضیوں نے گمان کیا ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا فرض ہے، دھونا درست نہیں ہے۔ اگر ان پر مسح کرنے والا فرض کی ادائیگی کر لیتا ہوتا، تو (پاؤں دھونا صرف) ایک فضیلت والا عمل (ہوتا اور اس) کے تارک کو جہنم کی وادی کی وعید دینا جائز نہ ہوتا، جبکہ ایک وضو کرنے والے نے اپنی ایڑھیاں نہ دھوئیں، تو رسول

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی ''ویل'' ہے۔''

(صحیح ابن خزیمة: 83/1)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ إِيجَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَفِي ذٰلِكَ تَفْسِيرٌ لِّقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾، وَبَيَانٌ أَنَّهُ أَرَادَ الْغَسْلَ، لَا الْمَسْحَ.

''اس حدیث میں فقہ ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ یہ حدیث فرمانِ الٰہی: ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ کی تفسیر ہے اور واضح طور پر بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد پاؤں کو دھونا ہے، نہ کہ مسح کرنا۔''

(التّمهيد لما في المؤطّإ من المعاني والأسانيد: 254/14)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ شَرْعٌ لَّازِمٌ، بَيَّنَهُ لَنَا الرَّسُولُ، أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، وَعَلَيْهِ الْأُمَّةُ، وَلَا اعْتِبَارَ لِمَنْ شَذَّ.

''وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ ہمیں یہ بات رسول ﷺ نے یہ کہہ کر بیان فرما دی ہے: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی ''ویل'' ہے۔ پوری امت کا اسی پر عمل ہے۔ امت سے بچھڑے ہوؤں کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(سير أعلام النّبلاء: 127/4)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ ظَاهِرَةٌ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ كَانَ فَرْضُ الرِّجْلَيْنِ مَسْحُهُمَا، أَوْ أَنَّهُ يَجُوزُ ذٰلِكَ فِيهِمَا، لَمَا تَوَعَّدَ عَلٰى تَرْكِهِ.

''ان احادیث سے استدلال بہت واضح ہے، کیونکہ اگر پاؤں پر مسح کرنا فرض ہوتا یا یہ وضو میں کافی ہوتا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ دھونے پر وعید نہ فرماتے۔''

(تفسیر القرآن العظیم: 494/2)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١۔٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

مَا تَقُولُهُ الْإِمَامِيَّةُ مِنْ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، اللَّذَيْنِ هُمَا مُجْتَمَعُ السَّاقِ وَالْقَدَمِ، عِنْدَ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ، أَمْرٌ لَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ، وَلَا فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ يُّعْرَفُ، وَلَا هُوَ مَعْرُوفٌ عَنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ، بَلْ هُمْ مُخَالِفُونَ لِلْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ، وَلِإِجْمَاعِ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ.

''امامیہ رافضیوں نے یہ جو بات گھڑ لی ہے کہ پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے اور وہ بھی ان ٹخنوں تک جو ان کے نزدیک پنڈلی اور پاؤں کے جوڑ کے قریب تسمہ باندھنے والی جگہ پر واقع ہیں، یہ ایسی بات ہے جس پر قرآنِ کریم کسی بھی طرح دلالت نہیں کرتا، نہ اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی حدیث معروف ہے، نہ یہ بات سلف امت سے معلوم ہوتی ہے، بل کہ اس سلسلہ میں رافضی قرآنِ کریم، سنت متواترہ اور سابقون اولون اور تابعین کرام کے اجماع کے مخالف ہیں۔''

(منهاج السنّة النّبويّة : 4/177)

⑥ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ، فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ، فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : ارْجِعْ، فَأَحْسِنْ وُضُوئَكَ، فَرَجَعَ، ثُمَّ صَلَّى.

''ایک آدمی نے وضو کیا، لیکن اپنے پاؤں پر ایک ناخن برابر جگہ خشک چھوڑ دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو فرمایا: واپس جائیے اور اچھی طرح وضو کیجیے۔ وہ آدمی واپس گیا (دوبارہ وضو کیا)، پھر نماز پڑھی۔''

(صحيح مسلم : 243)

⑦ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ تَوَضَّأَ، وَتَرَكَ عَلٰى قَدَمِهِ مَوْضِعَ الظُّفُرِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ارْجِعْ، فَأَحْسِنْ وُضُوئَكَ.

''ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے وضو کیا تھا، لیکن پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: واپس جائیے اور اچھی طرح وضو کیجیے۔''

(مسند الإمام أحمد : 146/3، مسند أبي يعلى : 2944، سنن أبي داوٗد : 173، سنن ابن ماجه : 665، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ بیان فرماتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يُّصَلِّي، وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهٖ لُمْعَةٌ قَدْرَ الدِّرْهَمِ، لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ، فَأَمَرَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّعِيدَ الْوُضُوءَ.

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی نماز پڑھتے دیکھا، اس کے پاؤں میں درہم برابر جگہ خشک تھی، جہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ دوبارہ وضو کرے۔''

(مسند الإمام أحمد : 424/3، سنن أبي داوٗد : 175، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ قَوِيٌّ صَحِيحٌ.

''یہ سند عمدہ، قوی اور صحیح ہے۔'' (تفسير القرآن العظيم : 495/2)

⑨ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کے وضو کے بیان میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

''پھر آپ ﷺ نے ٹخنوں سمیت پاؤں دھوئے۔''

(صحيح البخاري : 186، صحيح مسلم : 235)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑩ عبد خیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَتَانَا عَلِيٌّ، وَقَدْ صَلّٰى، فَدَعَا بِطَهُورٍ، فَقُلْنَا : مَا يَصْنَعُ بِالطَّهُورِ وَقَدْ صَلَّى، مَا يُرِيدُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا، فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ، فَأَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلٰى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ـــ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا، وَرِجْلَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ : [مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّعْلَمَ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ هٰذَا .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ نے نماز پڑھی ہوئی تھی۔ آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ ہم نے سوچا: آپ پانی کا کیا کریں گے؟ نماز تو آپ نے پڑھ لی ہے۔ آپ ہمیں وضو سکھانا چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس پانی والا برتن اور تشتری لائی گئی۔ آپ نے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی انڈیلا اور تین مرتبہ ہاتھ دھوئے۔ ایک مرتبہ سر کا مسح کیا، پھر دائیاں پاؤں تین مرتبہ دھویا، پھر بایاں پاؤں تین مرتبہ دھویا اور فرمایا: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو جاننا چاہے، وہ یہ وضو دیکھ لے۔“

(سنن أبي داود : 111، سنن النّسائي : 92، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ جُبَیر بن نُفَیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا جُبَيْرٍ الْكِنْدِيَّ قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ لَهُ بِوَضُوءٍ، فَقَالَ : تَوَضَّأْ يَا أَبَا جُبَيْرٍ!، فَبَدَأَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِفِيهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَبْدَأْ بِفِيكَ، فَإِنَّ الْكَافِرَ يَبْدَأُ بِفِيهِ، وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

''سیدنا ابو جُبَیر کندی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے وضو کا پانی منگوایا اور فرمایا: ابو جبیر! وضو کیجیے۔ انہوں نے منہ سے شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منہ سے شروع نہ کریں، منہ سے کافر شروع کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اعضائے مبارکہ کو تین تین دفعہ دھویا، سر کا مسح فرمایا، پھر اپنے دونوں پاؤں مبارک دھوئے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 37/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي: 47,46/1، وصحّحه ابن حبّان: 1089، وسندهٗ حسنٌ)

⑫ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے وضو کے بارے میں ہے:

ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے، پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو اسی طرح تھا۔''

(صحيح البخاري: 185، صحيح مسلم: 235)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑬ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے وضو کے بارے میں ہے:

ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِّنْ مَّاءٍ، فَرَشَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى، حَتّٰى غَسَلَهَا، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرٰى، فَغَسَلَ بِهَا رِجْلَهٗ، يَعْنِي الْيُسْرٰى، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ.

''آپ نے سر کا مسح کیا، پھر ایک چُلّو پانی لے کر دائیں پاؤں پر بہایا، حتی کہ اسے دھولیا، پھر ایک اور چُلّو پانی سے بایاں پاؤں دھویا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 268/1، صحيح البخاري: 140)

⑭ سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْلُكُ بِخِنْصَرِهٖ مَا بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ (وضو میں) چھنگلی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کی درمیانی جگہ مل رہے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي: 47,46/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. ''بلاشبہ یہ حدیث حسن ہے۔''

(أيضًا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا لَا يَكُونُ إِلَّا فِي الْغَسْلِ، لِأَنَّ الْمَسْحَ لَا يَبْلُغُ فِيهِ ذٰلِكَ، إِنَّمَا هُوَ عَلٰى ظُهُورِ الْقَدَمَيْنِ خَاصَّةً.

''ایسا (پاؤں کی انگلیوں کی درمیانی جگہ کو ملنا) صرف دھونے میں ہوسکتا ہے، مسح میں ایسا نہیں ہوسکتا، وہ تو صرف پاؤں کے اوپر ہوتا ہے۔''

(شرح معاني الآثار: 37/1)

⑮ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے وضو کا طریقہ بتائیے، فرمایا:

أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا.

''وضو اچھی طرح مکمل کریں، انگلیوں کے درمیان خلال کریں، روزہ نہ رکھا ہو، تو ناک میں اچھی طرح پانی چڑھائیں۔''

(سنن أبي داوٗد: 142، سنن الترمذي: 38، سنن ابن ماجه: 407، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد: 211/4، وأبو داوٗد: 143، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن خزیمہ (۱۵۰)، امام ابن حبان (۱۰۵۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۱۴۷، ۱۴۸) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے۔

وضو میں پاؤں دھونے کے بارے میں اور بھی صحیح احادیث موجود ہیں۔ مذکورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالا احادیث کے بارے میں امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸۔۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذِهِ الْآثَارُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ فِي وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ.

''یہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے متواتر ہیں کہ آپ نے نماز کے لیے وضو میں پاؤں مبارک دھوئے۔'' (شرح معاني الآثار: 37/1)

امام بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الرِّوَايَاتُ اتَّفَقَتْ عَلٰى أَنَّهُ غَسَلَهَا.

''یہ تمام احادیث متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے پاؤں کو دھویا ہے۔''

(السنن الكبرى: 73/1)

صحابہ وتابعین:

صحابہ کرام میں سے کوئی بھی وضو میں پاؤں دھونے کے وجوب کی نفی نہیں کرتا تھا۔ ہم گزشتہ صفحات میں کئی صحابہ وتابعین سے وضو میں پاؤں دھونے کا وجوب ثابت کر چکے ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں:

امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنْ كُنْتُ لَأَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ.

''میں (وضو کے لیے) پانی انڈیلتا اور آپ رضی اللہ عنہ دونوں پاؤں دھوتے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة: 18/1، وسنده صحيح)

ابومجلز لاحق بن حمید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ .

"وہ (وضو میں) پاؤں دھوتے تھے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة 1/19، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے غلام، یزید بن ابو عبید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ . "وہ پاؤں دھوتے تھے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة 1/19، وسندهٗ صحيحٌ)

شبہات کا ازالہ:

① تابعی، نزال بن سبرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْنَا مَعَ عَلِيٍّ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، الظُّهْرَ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الرَّحَبَةِ، قَالَ: فَدَعَا بِإِنَاءٍ، فِيهِ شَرَابٌ، فَأَخَذَهُ، فَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ، وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَدَمَيْهِ، ثُمَّ شَرِبَ فَضْلَهُ، وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَشْرَبُوا، وَهُمْ قِيَامٌ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ، وَقَالَ: هٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَّمْ يُحْدِثْ .

"ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز ظہر ادا کی، پھر ہم رحبہ کی طرف نکلے۔ آپ نے ایک پانی والا برتن منگوایا، اسے پکڑا اور کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، چہرے، ہاتھ، سر اور پاؤں کا مسح کیا، پھر وضو کا باقی بچا پانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھڑے کھڑے پی لیا اور فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں۔ جس طرح میں نے کر کے دکھایا ہے، نبی ﷺ نے بالکل ایسے ہی کیا تھا اور فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے، جو بے وضو نہ ہوا ہو۔''

(مسند الطّيالسي : 22/1، ح : 148، مسند الإمام أحمد : 153/1، صحيح البخاري : 5615، سنن النّسائي : 130، صحيح ابن خزيمة : 202/2، صحيح ابن حبان : 1057، والسياق لهٗ، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 75/1، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ حدیث پاؤں پر مسح کرنے کی دلیل نہیں بن سکتی، بلکہ اس سے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مسح، غَسل خفیف، یعنی ہلکا سا دھونے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، کیونکہ اس حدیث کے جو الفاظ ہم نے ذکر کیے ہیں، ان میں پاؤں کے ساتھ ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر بھی مسح کرنے کا بیان ہوا ہے، جبکہ اسی حدیث میں چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھونے کے الفاظ بھی آئے ہیں، مسند طیالسی کی اسی حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

غَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ.

''آپ نے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔''

دوسری بات اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ غَسل خفیف والی یہ صورت اس وقت اپنائی جا سکتی ہے، جب وضو کرنے والا پہلے ہی سے باوضو ہو اور کسی کو تعلیم دینے یا سستی ختم کرنے یا کسی اور مقصد کے لیے دوبارہ وضو کر رہا ہو۔

اس حدیث پر امام نسائی رحمہ اللہ نے یوں تبویب کی ہے:

صِفَةُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”بے وضو ہوئے بغیر وضو کرنے کا طریقہ۔“

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ باب باندھا ہے:

بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلٰى أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ كَانَ، وَهُوَ طَاهِرٌ، لَا مُحْدِثٌ.

”نبی اکرم ﷺ نے پاؤں پر مسح اس وقت کیا، جب آپ ﷺ باوضو تھے، بے وضو نہیں تھے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ کی تبویب ہے:

ذِكْرُ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا كَانَ يَمْسَحُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، رِجْلَيْهِ فِي وُضُوءٍ؟.

”اس سبب (باوضو ہونے کی حالت میں وضو کرنے) کا بیان، جس بنا پر سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ وضو میں پاؤں پر مسح کرتے تھے۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الثَّابِتِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الْحَدِيثَ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ، إِنْ صَحَّ، عَنٰى بِهٖ: وَهُوَ طَاهِرٌ، غَيْرُ مُحْدِثٍ، إِلَّا أَنَّ بَعْضَ الرُّوَاةِ كَأَنَّهُ اخْتَصَرَ الْحَدِيثَ، فَلَمْ يَنْقُلْ قَوْلَهٗ: هٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَّمْ يُحْدِثْ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس ثابت حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے پاؤں پر مسح کرنا مروی ہے، اگر وہ ثابت ہو، تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسا کرتے وقت باوضو تھے، بے وضو نہ تھے، لیکن بعض راویوں نے اختصار کرتے ہوئے آپ ﷺ کا یہ فرمان نقل نہیں کیا: یہ اس کا وضو ہے، جو بے وضو نہ ہو۔“ (السّنن الکبریٰ: 75/1)

② عبد خیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، يَمْسَحُ ظُهُورَ قَدَمَيْهِ، وَيَقُولُ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلٰى ظُهُورِهِمَا، لَظَنَنْتُ أَنَّ بُطُونَهُمَا أَحَقُّ.

”میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پاؤں کے اوپر والی جانب مسح کرتے دیکھا۔ فرما رہے تھے: میں رسول اللہ ﷺ کو پاؤں کے اوپر مسح کرتے نہ دیکھتا، تو سمجھتا کہ پاؤں کی نچلی جانب مسح کی زیادہ مستحق ہے۔“

(مسند الحمیدي: 26/1، ح: 47، وسندہٗ صحیحٌ)

یہ حدیث ننگے پاؤں پر مسح کے بارے میں نہیں، بلکہ موزوں پر مسح کے بارے میں ہے، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پاؤں دھونا اور اسے سنت نبوی قرار دینا ہم ثابت کر چکے ہیں۔ اسی لیے بعض اہل علم نے اس حدیث کو منسوخ بھی کہا ہے۔

✿ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنْ كَانَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَهُوَ سُنَّةٌ، وَإِنْ كَانَ عَلٰى غَيْرِ الْخُفَّيْنِ، فَهُوَ مَنْسُوخٌ.

”اگر اس حدیث میں موزوں پر مسح مراد ہے، تو یہ سنت ہے اور اگر ننگے پاؤں مسح کا ذکر ہے، تو منسوخ ہے۔“

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ يَّحْمِلُ هٰذَا عَلَى الْمَسْحِ عَلٰى ظُهُورِ الْخُفَّيْنِ، وَيَقُولُ: مَعْنٰى ذِكْرِ الْقَدَمَيْنِ هٰهُنَا أَنْ يَّكُونَا مُغَيَّبَيْنِ فِي الْخُفَّيْنِ، فَهٰذَا هُوَ الْمَسْحُ الَّذِي ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلُهُ، وَأَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَلَا يَصِحُّ عَنْهُ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ، وَمَنْ قَالَ: إِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَلٰى ظَاهِرِهٖ، جَعَلَهُ مَنْسُوخًا بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

”بعض اہل علم اس حدیث کو موزوں پر مسح کرنے پر محمول کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں پاؤں سے مراد موزوں سے ڈھکے پاؤں ہیں۔ یوں یہ مسح وہی ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فعلاً ثابت ہے۔ اس کے برعکس ننگے پاؤں پر مسح کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں بھی ثابت نہیں۔ جو اہل علم اس حدیث کو ظاہری معنی (ننگے پاؤں پر مسح) پر محمول کرتے ہیں، وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے ذریعے منسوخ قرار دیتے ہیں:

وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ. "خشک ایڑھیوں کے لیے "ویل" ہے۔"

(التّمهيد لما في الموطإ من المعاني والأسانيد: 11/149)

✿ امام دارمی رحمہ اللہ (۱۸۱-۲۵۵ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ بِقَوْلِهِ : ﴿وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ .

"یہ حدیث اس فرمانِ باری تعالیٰ کے ذریعے منسوخ ہے: ﴿وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ "اپنے سر کا مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھوؤ۔" (مسند الدّارمي: 1/195)

صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث موزوں پر مسح کے بارے ہے، رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی نے بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں دیگر صحابہ کرام بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اعتماد کرتے تھے۔

شریح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں موزوں پر مسح کے بارے میں سوال کرنے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَاسْئَلْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ : جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِّلْمُقِيمِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آپ ابو طالب کے بیٹے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کے پاس چلے جائیں اور ان سے پوچھیں، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، تو ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسح کا وقت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں، جبکہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کیا ہے۔“(صحیح مسلم : 276)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جو پاؤں پر مسح کی روایت بیان کی ہے، اس سے مراد موزوں پر مسح ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو گیا ہے۔ شیعہ موزوں پر مسح، جو کہ رسول اللہ ﷺ سے متواتر ثابت ہے، کے قائل نہیں ہوئے، الٹا موزوں پر مسح والی حدیث سے پاؤں پر مسح ثابت کرنے کے درپے ہو گئے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَتِ السُّنَّةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَبِغَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَالرَّافِضَةُ تُخَالِفُ هٰذِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَاتِرَةَ.

”وضو میں موزوں پر مسح کرنا اور ننگے پاؤں دھونا نبی اکرم ﷺ کی متواتر سنت ہے، لیکن روافض اس متواتر سنت کے مخالف ہیں۔“

(منهاج السنّة النبويّة : 177/4)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ السُّنَّةُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَبِغَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَالرَّافِضَةُ تُخَالِفُ هٰذِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَاتِرَةَ.

”موزوں پر مسح کرنا اور پاؤں دھونا، رسولِ اکرم ﷺ کی متواتر سنت سے ثابت ہے، لیکن رافضی اس سنت متواترہ کی مخالفت کرتے ہیں۔“

(شرح العقيدة الطحاوية، ص: 386)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُوعِيَّةُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، قَوْلًا مِّنْهُ وَفِعْلًا۔۔۔، وَقَدْ خَالَفَتِ الرَّوَافِضُ ذٰلِكَ كُلَّهُ بِلَا مُسْتَنَدٍ، بَلْ بِجَهْلٍ وَضَلَالٍ، مَعَ أَنَّهُ ثَابِتٌ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ، مِنْ رِّوَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

”رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ قولی و فعلی دونوں طرح موزوں پر مسح ثابت ہے۔۔۔لیکن رافضیوں نے جہالت وضلالت کی بنا پر ان تمام احادیث کی مخالفت کی ہے، باوجود اس کے کہ صحیح مسلم میں امیر المومنین سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس بارے میں ثابت ہے۔“

(تفسير القرآن العظيم: 497/2)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَمْرُ بِعُمُومِ غَسْلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْقَدَمَيْنِ فِي الْوُضُوءِ بِالْمَاءِ بِالنَّقْلِ الْمُسْتَفِيضِ الْقَاطِعِ عُذْرَ مَنِ انْتَهٰى إِلَيْهِ وَبَلَغَهُ.

”نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے وضو میں پاؤں دھونے کا حکم دیا، یہ روایات متواتر و مشہور ہیں، جس تک یہ روایات پہنچ جائیں، اس کا عذر ختم ہو جاتا ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر: 58/3)

③ افلح مولیٰ ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْمَسْحِ، وَكَانَ هُوَ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ، كَيْفَ تَأْمُرُ بِالْمَسْحِ؟ فَقَالَ: بِئْسَمَا لِي إِنْ كَانَ مَهْنَأَهُ لَكُمْ، وَإِثْمُهُ عَلَيَّ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ، وَيَأْمُرُ بِهِ، وَلٰكِنَّهُ حُبِّبَ إِلَيَّ الْوُضُوءُ.

”آپ رضی اللہ عنہ مسح کا حکم دیتے تھے اور اپنے پاؤں دھوتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ مسح کا حکم کیسے دیتے ہیں؟ فرمایا: (اگر میں یہ مسح کا حکم اپنی طرف سے دیتا تو) یہ بات میرے لیے بہت بری ہوتی کہ تمہیں (دھونے کی بجائے مسح کی صورت میں) اس کا فائدہ ہو جاتا اور (اپنی طرف سے حکم دینے کا) گناہ میرے ذمے لگتا رہتا۔ میں نے تو نبی ﷺ کو مسح کرتے دیکھا ہے اور آپ ﷺ اس کا حکم بھی فرماتے تھے، لیکن مجھے وضو (میں پاؤں دھونا) زیادہ پسند ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية لابن حجر: 103، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "صحیح" قرار دیا ہے۔

یہ حدیث بھی ننگے پاؤں پر مسح کرنے کی دلیل نہیں، بلکہ اس میں موزوں پر مسح کی بات ہو رہی ہے۔ بات اتنی سی ہے کہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ لوگوں کو موزوں پر مسح کا حکم دیتے تھے، لیکن خود انہیں موزے اتار کر پاؤں دھونا زیادہ پسند تھا۔

④ سیدنا اوس بن ابو اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنے جوتوں سمیت پاؤں کو دھویا۔"

(سنن أبي داوٗد: 60، الطهور للقاسم بن سلّام: 388)

روایت "ضعیف" ہے، عطاء عامری کی سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: ۲۰۲/۵) کے کسی نے توثیق نہیں کی، لہٰذا یہ "مجہول الحال" ہے۔

اسے حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ نے "مجہول الحال" کہا ہے۔

(بيان الوهم والإيهام: 116/4، الرقم: 1565)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ إِلَّا بِابْنِهٖ. "یہ صرف اپنے بیٹے سے معروف ہے۔"

(ميزان الاعتدال: 78/3)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "مقبول" (مجہول الحال) کہا ہے۔

(تقريب التهذيب: 4609)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

اَلْوُضُوءُ غَسْلَتَانِ، وَمَسْحَتَانِ.

''وضو میں دو دفعہ دھونا اور دو دفعہ (سر کا اور پاؤں کا، جب موزے پہنے ہوں) مسح کرنا ہوتا ہے۔''

(تفسير الطّبري: 195/8)

سند ضعیف ہے۔محمد بن قیس خراسانی کی توثیق نہیں مل سکی، نیز ابن جریج رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' بھی ہے۔

یہ روایت مصنف عبدالرزاق (۱۹/۱، ح: ۵۵) میں بھی موجود ہے، اس میں امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' ہے۔

⑥ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرمایا:

هُوَ الْمَسْحُ. ''اس سے مراد (موزوں کی صورت میں) مسح ہے۔''

(تفسير القرآن العظيم لابن كثير: 491/2)

سند ضعیف ہے، علی بن زید بن جدعان کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔

⑦ حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے:

إِنَّمَا هُوَ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ.

''پاؤں کو دھونا ہے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة: 18,17/1)

یونس بن عبید کی ''تدلیس'' کی وجہ سے سند ''ضعیف'' ہے۔

⑧ عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ عَلَى الرِّجْلَيْنِ غَسْلٌ، إِنَّمَا نَزَلَ فِيهِمَا الْمَسْحُ .

''پاؤں دھونا فرض نہیں، بلکہ (موزوں کی صورت میں) ان پر مسح کرنے کا حکم نازل ہوا ہے۔''

(تفسير الطّبري : 196/8، وسندهٗ حسنٌ)

امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ عِكْرَمَةَ يَمْسَحُ عَلَى رِجْلَيْهِ، وَكَانَ يَقُولُ بِهِ .

''میں نے عکرمہ رحمہ اللہ کو پاؤں کو دھوتے دیکھا۔آپ یہی فتویٰ دیتے تھے۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة :170/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا هُوَ الْمَسْحُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ، أَلَا تَرٰى أَنَّهٗ مَا كَانَ عَلَيْهِ الْغَسْلُ جُعِلَ عَلَيْهِ الْمَسْحُ، وَمَا كَانَ عَلَيْهِ الْمَسْحُ أُهْمِلَ .

''پاؤں کو دھونا ہے، دیکھتے نہیں کہ جس عضو کو دھونے کا حکم ہے، اس پر مسح بھی جائز ہے اور جس پر مسح تھا، اسے مہمل چھوڑ دیا گیا۔''

(تفسير الطّبري : 196/8، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ منذر ثوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّ مع ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، فَأَرَادَ أَنْ يَتَوَضَّأَ، وَعَلَيْهِ خُفَّانِ، فَنَزَعَ خُفَّيْهِ، وَمَسَحَ عَلٰى قَدَمَيْهِ .

''ہم (ابو القاسم، محمد بن علی بن ابو طالب) ابن حنفیہ رحمہ اللہ کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ آپ نے موزے پہنے ہوئے وضو کا ارادہ کیا، تو انہیں اتار دیا اور پاؤں کو دھویا کیا۔" (الطّبقات لابن سعد : 115/5 ، وسندهٗ صحيحٌ)

ان میں سے بعض اقوال موزوں پر مسح کے بارے میں ہیں اور بعض میں مسح سے مراد غسل خفیف (ہلکا سا دھونا) ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَهٰذِهِ آثَارٌ غَرِيبَةٌ جِدًّا، وَهِيَ مَحْمُولَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَسْحِ، هُوَ الْغَسْلُ الْخَفِيفُ، لِمَا سَنَذْكُرُهُ مِنَ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ فِي وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ۔۔۔، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: هِيَ مَحْمُولَةٌ عَلٰى مَسْحِ الْقَدَمَيْنِ إِذَا كَانَ عَلَيْهِمَا الْخُفَّانِ ۔۔۔ وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ، فَالْوَاجِبُ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ فَرْضًا، لَا بُدَّ مِنْهُ، لِلْآيَةِ وَالْأَحَادِيثِ الَّتِي سَنُورِدُهَا.

"یہ بہت ہی منفرد آثار ہیں۔ ان میں مسح سے مراد غسل خفیف (ہلکا سا دھونا) ہے، اس کی دلیل پاؤں دھونے کی فرضیت میں صحیح حدیث ہے، جسے ہم ذکر کرنے والے ہیں، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ (بعض آثار) موزے پہننے کی حالت پر محمول ہیں۔ ان آثار سے جو بھی مراد ہو، آیت کریمہ اور ہماری ذکر کردہ احادیث کی بنا پر وضو میں پاؤں دھونا فرض وواجب ہے۔" (تفسير القرآن العظيم : 492،491/2)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ سیدنا تمیم بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ بِالْمَاءِ عَلٰى لِحْيَتِهٖ وَرِجْلَيْهِ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی اور پاؤں مبارک پر پانی کے ساتھ مسح کیا (ان کو دھویا)۔“

(مسند الإمام أحمد : 40/4، المعجم الكبير للطّبراني : 60/2، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن خزیمہ (۲۰۱) رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں:

رِجَالُهٗ مُوَثَّقُونَ . ”اس کے راویوں کی توثیق کی گئی ہے۔“

(مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد :234/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

زَعَمَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّهٗ لَا يَقُومُ بِهٖ حُجَّةٌ، وَهُوَ طَعْنٌ مَّرْدُودٌ، وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

”حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ قابل حجت نہیں، لیکن ان کی جرح مردود ہے اور اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں۔“

(اتّحاف الخيرة المهرة : 644/6)

نیز فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔ ''اس کے راوی ثقہ ہیں۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة :490/1)

ثابت ہوا کہ لفظ مسح مشترک ہے، اس کا اطلاق دھونے پر بھی ہو جاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَخَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا، فَأَدْرَكَنَا، وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا صَلَاةُ الْعَصْرِ، وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا، فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

''ایک سفر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملے، تو نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے۔ ہم پاؤں دھونے میں مصروف تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ فرمایا: خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی وادی ''ویل'' ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 211/2، واللّفظ لهٗ، صحيح البخاري : 60، صحيح مسلم :241)

یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ مسح بمعنی غسل (خفیف دھونا) بھی مستعمل ہے۔

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَيَغْسِلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحَ بِرَأْسِهٖ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پھر وہ (وضو کرتے ہوئے) چہرے اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھوئے اور سر کا مسح کرے اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھوئے۔''

(سنن أبي داوٗد : 858، مسند الإمام أحمد : 340/4، وسندہٗ صحیحٌ، وصحّحه ابن الجارود [194]، وابن خزیمة [545]، وابن حبان [1787]، والحاکم [242/1]، ووافقه الذّھبي)

اس حدیث میں بھی پاؤں کے مسح سے مراد دھونا ہے یا اس میں وضو کے اعضا کی ترتیب ملحوظ رکھتے ہوئے تقدیم و تاخیر سے کام لیا گیا ہے اور پاؤں کا عطف چہرے اور ہاتھ دھونے پر ہے، نہ کہ سر کے مسح پر۔ متواتر احادیث سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام: وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوری زندگی بغیر موزوں کے پاؤں پر مسح نہیں کیا، بلکہ پاؤں اچھی طرح دھونے کا حکم بھی فرمایا۔ دوران وضو پاؤں میں خشک جگہ رہ جانے پر جہنم کی وادی ''ویل'' کی وعید شدید بھی سنائی۔ اگر وضو میں ننگے پاؤں پر بھی مسح کی گنجائش ہوتی، تو اتنی وعید کیوں ہوتی؟

قرآنِ کریم کی آیتِ مبارکہ میں ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾ پر زبر پڑھیں یا زیر، دونوں صورتوں میں پاؤں دھونے ہوں گے، کیونکہ خود نبی اکرم ﷺ نے وضو میں پاؤں دھوئے اور امت کو اسی کی تعلیم دی ہے، بلکہ پاؤں دھونے ہی کو اللہ تعالیٰ کا حکم بتایا ہے۔ یہ تمام قولی و فعلی احادیث، آیت قرآنی کی معتبر تفسیر ہیں۔

زبر کی قرأت کے مطابق ﴿وَأَرْجُلَكُمْ﴾ کا عطف ان اعضا پر ہے، جنہیں دھونے کا حکم دیا گیا ہے، باقی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سر کے مسح کے بعد پاؤں کا ذکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے۔ دراصل اس آیت کریمہ میں تقدیم و تاخیر کے اسلوب سے کام لیا گیا ہے، جو کہ کلام عرب میں رائج ہے۔ جبکہ زیر کی قراءت میں عربی زبان کے مشہور اسلوب کے مطابق چونکہ پڑوسی لفظ «رُؤُوْس» پر زیر تھی، اس لیے «أَرْجُلِ» پر بھی زیر پڑھی گئی۔ یہ لفظ کا معاملہ ہے، معنوی طور پر پاؤں کا تعلق انھی اعضا سے ہے، جن کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔

جمع و تطبیق کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ دونوں قراءتیں دو مختلف حالتوں کو ثابت کرتی ہیں۔ ننگے پاؤں ہوں تو زبر والی قراءت کے مطابق ان کو دھویا جائے گا اور اگر پاؤں پر موزے وغیرہ ہوں، تو ان پر مسح کیا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت متواترہ ان دونوں صورتوں کی تائید کرتی ہے، لیکن بعض لوگ ان دونوں سنتوں کے انکاری ہیں۔

ذرا سوچیں کہ اگر ننگے پاؤں پر مسح کرنے کا حکم ہوتا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر ضرور عمل کرتے، لیکن کسی بھی صحابی سے ننگے پاؤں پر مسح کرنا بالکل ثابت نہیں۔ صحابہ کرام ہی نے قرآنِ کریم کی آیات کریمہ کو ہم تک پہنچایا ہے اور انھی نے نبی ﷺ سے وضو میں پاؤں دھونے کی قولی و فعلی تعلیم نقل کی ہے۔ پھر قرآن قبول کر کے اس کی خود ساختہ تفسیر کرنا اور قرآن کی اصلی تفسیر یعنی حدیث کو یکسر ردّ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

''شیعہ سے کہا جائے کہ جن صحابہ نے نبی اکرم ﷺ سے وضو کے بارے میں قولی و فعلی احادیث بیان کی ہیں، جنھوں نے آپ ﷺ سے وضو سیکھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے سامنے وضو کیا اور آپ نے اسے برقرار رکھا اور جنہوں نے مسنون وضو کو بعد والوں تک پہنچایا، ان کی تعداد ان صحابہ کرام کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے، جنہوں نے قرآنِ کریم کی آیت وضو کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ تمام صحابہ کرام جو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں وضو کرتے تھے، انہوں نے یہ وضو آپ ﷺ ہی سے سیکھا تھا، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں اس وضو کا طریقہ موجود نہ تھا۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو بارہا مرتبہ وضو کرتے ملاحظہ کیا اور بہت سی احادیث میں آپ ﷺ سے پاؤں دھونا نقل کیا۔ حتی کہ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی نقل کیا، جو کتب صحاح وغیرہ میں بہت سی اسانید سے مروی ہے: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ''خشک ایڑھیوں کے لیے جہنم کی ''ویل'' نامی وادی ہے۔'' مزید یہ کہ اگر پاؤں کے اوپر والی جانب مسح کرنا ہی فرض ہوتا، تو پورے پاؤں دھونا ایک مشقت والا عمل ہوتا، جس پر انسانی طبیعت، جو عموماً مال و ریاست کی طرف میلان رکھتی ہے، کبھی مائل نہ ہوتی، (لہٰذا سارے مسلمانوں میں پورے پاؤں کو دھونے کا عمل رائج نہ ہوتا)۔ اگر نبی اکرم ﷺ کا وضو بیان کرنے والی متواتر احادیث پر طعن کرنا ممکن ہے، تو وضو والی آیت پر طعن کرنا بالاولیٰ ممکن ہوگا۔ اگر شیعہ کہیں کہ آیت کے الفاظ تواتر سے منقول ہیں، جس میں غلطی اور جھوٹ کا احتمال نہیں، تو وضو والی احادیث میں تواتر زیادہ قوی اور کامل ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(شرح العقيدة الطّحاويّة، ص : 387,386)

معلوم ہوا کہ دونوں قراءتیں وضو میں پاؤں کو دھونے کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ اسی پر عمل کرتی رہی ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

عَلَيْهِ عَمَلُ الْأُمَّةِ، وَلَا اعْتِبَارَ بِمَنْ شَذَّ.

''امت کا اسی (وضو میں پاؤں دھونے) پر عمل ہے۔ امت سے بچھڑ جانے والوں کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (سير أعلام النبلاء : 127/4)

شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کا جو طریقہ سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن زید، وغیرہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ثابت ہے اور پوری اُمت اس پر متفق ہے، وہ یہ ہے کہ وضو کرنے والا برتن میں ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کرے، ناک میں پانی ڈالے، ناک صاف کرے، پھر چہرہ دھوئے، پھر کہنیوں سمیت دونوں بازو دھوئے، پھر سر کا مسح کرے اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔ ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں، جنہوں نے خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہوئے پاؤں دھونے کا انکار کر دیا اور اس سلسلہ میں قرآنِ کریم کے ظاہری الفاظ سے استدلال کی کوشش کی۔ میرے نزدیک ایسی باتیں کرنے والوں اور ان لوگوں میں کوئی فرق نہیں، جو غزوہ بدر و اُحد جیسے روزِ روشن کی طرح عیاں معاملات کا انکار کرتے ہیں۔''

(حجّة الله البالغة : 175/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ اہل سنت کی مخالفت میں وضو سے پہلے پاؤں دھوتے ہیں اور وضو کے آخر میں ان پر مسح کرتے ہیں۔ شاید وہ اپنے پاؤں کو پلید خیال کرتے ہیں! یہ قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے خلاف بے دلیل اقدام ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کو سلف صالحین کے فہم کے مطابق سمجھ کر اسی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، حق پر قائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہج البلاغہ کی استنادی حیثیت

"نہج البلاغہ" کی نسبت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف جھوٹ ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ (عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ الْحُسَيْنِيُّ الْمُتَكَلِّمُ الرَّافِضِيُّ الْمَعْرُوْفُ الشَّرِيْفُ الْمُرْتَضٰى) الْمُتَّهَمُ بِوَضْعِ كِتَابِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَلَهُ مُشَارَكَةٌ قَوِيَّةٌ فِي الْعُلُوْمِ وَمَنْ طَالَعَ كِتَابَهُ نَهْجَ الْبَلَاغَةِ جَزَمَ بِأَنَّهُ مَكْذُوْبٌ عَلٰى أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَفِيْهِ السَّبُّ الصَّرَاحُ وَالْحَطُّ عَلَى السَّيِّدَيْنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَفِيْهِ مِنَ التَّنَاقُضِ وَالْأَشْيَاءِ الرَّكِيْكَةِ وَالْعِبَارَاتِ الَّتِي مَنْ لَّهُ مَعْرِفَةٌ بِنَفْسِ الْقُرَشِيِّيْنَ الصَّحَابَةِ وَبِنَفْسِ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ جَزَمَ بِأَنَّ الْكِتَابَ أَكْثَرُهُ بَاطِلٌ.

"اس (علی بن حسین علوی، حسینی، متکلم، رافضی، المعروف الشریف المرتضیٰ) پر کتاب نہج البلاغہ گھڑنے کا اتہام ہے، اسے علوم کی بڑی مہارت تھی، جو اس کی کتاب نہج البلاغہ کا مطالعہ کرتا ہے، یقین کر لیتا ہے کہ یہ علی رضی اللہ عنہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ ہے، کیونکہ اس میں سیدین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر واضح طعن و تشنیع کی گئی ہے، نیز اس میں تناقض اور ایسی کمزور باتیں ہیں کہ قریشی صحابہ اور دیگر متاخرین کی سیرت سے واقف شخص یقین کر سکتا ہے کہ کتاب کا بیشتر حصہ من گھڑت اور جھوٹا ہے۔" (میزان الاعتدال : 3/ 124)

نیز لکھتے ہیں:

قَدِ اخْتُلِفَ فِي كِتَابِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ الْمَكْذُوْبِ عَلٰى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، هَلْ هُوَ مَنْ وَضْعِهٖ، أَوْ وَضْعِ أَخِيْهِ الرَّضِيِّ.

"اس میں اختلاف ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب جھوٹی کتاب نہج البلاغہ اس کی گھڑنتل ہے یا اس کے بھائی "الرضی" کی۔"

(تاریخ الإسلام : 9/ 558)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْإِمَامِيَّةِ يَنْقُلُ هٰذَا النَّصَّ بِإِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ، فَضْلًا عَنْ أَنْ يَكُوْنَ مُتَوَاتِرًا.

"اس دلیل کو ثابت کرنے کے لیے امامیہ ایک بھی متصل سند پیش نہیں کر سکتے، چہ جائے کہ کوئی متواتر روایت ہو۔" (منهاج السّنّة : 8/251)

نیز فرماتے ہیں:

أَهْلُ الْعِلْمِ يَعْلَمُوْنَ أَنَّ أَكْثَرَ خُطَبِ هٰذَا الْكِتَابِ مُفْتَرَاةٌ عَلٰى عَلِيٍّ، وَلِهٰذَا لَا يُوجَدُ غَالِبُهَا فِي كِتَابٍ مُتَقَدِّمٍ، وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهَا إِسْنَادٌ مَعْرُوفٌ .

''اہل علم جانتے ہیں کہ اس کتاب کے اکثر خطبات سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہیں، کیونکہ اس کتاب کا بیشتر مواد پرانی کتابوں میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی معروف سند ہے۔''

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة : 86/7)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) شریف مرتضیٰ کے بارے کہتے ہیں:

إِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَضَعَ كِتَابَ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ .

''اسی نے نہج البلاغہ گھڑی ہے۔'' (البداية والنّهاية : 67/12)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ رَأَيْنَا فِي كُتُبِهِمْ مِنَ الْكَذِبِ وَالْافْتِرَاءِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحَابَتِهِ وَقَرَابَتِهِ أَكْثَرَ مِمَّا رَأَيْنَا مِنَ الْكَذِبِ فِي كُتُبِ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ .

''ہم نے ان لوگوں (رافضیوں) کی کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اصحاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر جو جھوٹ پایا ہے، وہ تورات وانجیل میں اہل کتاب کے (شامل کردہ) جھوٹ سے بھی بڑھ کر ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 482/28)

نیز فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالنَّقْلِ، وَالرِّوَايَةِ، وَالْإِسْنَادِ عَلٰى أَنَّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الرَّافِضَةَ أَكْذَبُ الطَّوَائِفِ، وَالْكَذِبُ فِيهِمْ قَدِيمٌ، وَلِهٰذَا كَانَ أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ يَعْلَمُونَ امْتِيَازَهُمْ بِكَثْرَةِ الْكَذِبِ.

”حدیث، روایت اور اسناد کے علما کا اتفاق ہے کہ روافض سب سے بڑے جھوٹے ہیں اور جھوٹ ان میں قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، ائمہ اسلام انہیں جھوٹ کے امتیازی وصف سے پہچانتے ہیں۔“

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشّيعة والقدريّة :1/59)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ قرطاس

رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت کا واقعہ ہے، غنودگی آپ پر طاری ہے، سچائی کی آسماں حشم مثالیں، اصحاب پاک مصطفی ﷺ آپ کے پاس بیٹھے ہیں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی آواز آتی ہے، کچھ لکھ نہ دوں کہ آپ کو یاد رہے، کاغذ قلم لائیے۔

یہ آواز ایک ایسے وقت میں آئی، جب آپ وحی کے ابلاغ کا فریضہ بہ طریق احسن نبھا چکے ہیں، دین مکمل ہو چکا ہے، موت کے صبر آزما لمحوں نے جانثاروں کے دیدے نمناک کر رکھے ہوں گے، کبھی بہہ جاتے ہوں گے، پھر صبر سے تھم جاتے ہوں گے۔

وقت کی اسی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ“ ہمیں قرآن وسنت ہی کافی ہے۔

چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو لکھنے کی زحمت کیوں دیں، جبکہ وحی تو آپ پہنچا چکے، بعض صحابہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کی موافقت کی، دوسرے بعض اختلاف کرنے لگے۔ اختلاف کرنے والوں کا کہنا تھا ”أَهَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ“ کاغذ قلم دینا چاہئے، یہ مریض کی بے ربط گفتگو نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ واقعی کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔

دوسرے صحابہ دینے کے حق میں نہیں تھے، ان کا کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تکلیف میں ہیں۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ کی آواز آتی ہے، کاغذ قلم رہنے دیجیے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فی الحال یہاں سے چلے جایئے، میری موجودگی میں اختلاف مناسب نہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

① سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ : هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ، قَالَ عُمَرُ : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا، فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ : قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : قُومُوا عَنِّي.

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت ہوا تو اس وقت گھر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سمیت کچھ لوگ موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قلم کاغذ لائیں، میں تحریر کر دوں، جس کے بعد آپ کبھی نہیں بھولیں گے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کا غلبہ ہے اور قرآن موجود ہے، سو، ہمیں قرآن و حدیث ہی کافی ہے۔ گھر میں موجود لوگوں

www.kitabosunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے اختلاف کیا اور بحث مباحثہ ہونے لگا، کچھ کہہ رہے تھے کہ (قلم کاغذ) دیں، تاکہ آپ ﷺ تحریر فرما دیں، جس کے بعد آپ بھولیں گے نہیں، کچھ کہہ رہے تھے، رہنے دیجئے آپ ﷺ تکلیف میں ہیں۔ جب اختلاف نے شدت اختیار کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جائیں۔“

(صحيح البخاري : 7366، صحيح مسلم : 1637)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

قُومُوا عَنِّي، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ .

”یہاں سے چلے جائیں، میری موجودگی میں اختلاف مناسب نہیں۔“

(صحيح البخاري : 114)

② ایک روایت میں ہے:

اِئْتُونِي بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوا بَعْدَهٗ أَبَدًا، فَقَالُوا : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْجُرُ .

”ہڈی اور دوات یا تختی اور دوات لائیں۔ میں کچھ لکھ دیتا ہوں، اس کے بعد آپ بھولیں گے نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: رسول اللہ ﷺ مرض موت میں تکلیف کی شدت سے تو ہر گز نہیں کہہ رہے۔“

(صحيح البخاري :4431، صحيح مسلم : 1637)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رو رہے تھے، فرماتے تھے: جمعرات کا دن کتنا پریشان کن تھا!

اِشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا، فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ، أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ؟ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض موت کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس کچھ لاؤ میں تحریر کر دیتا ہوں، جس کے بعد کبھی نہیں بھولو گے، اس بات پر صحابہ اختلاف کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اختلاف ہرگز مناسب نہیں تھا۔ صحابہ کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا معاملہ درپیش ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات شدت تکلیف کی بنا پر تو ہرگز نہیں ہے۔ اس بات کو سمجھتے کیوں نہیں، وہ بار بار کہتے کہ آپ ضرور لکھیں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں، میں سمجھتا ہوں کہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔“

(صحيح البخاري: 4431، صحيح مسلم: 1637)

مرض الموت کیشدت کا بیان سیدنا عباس اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ہر دو نے کیا ہے، اسی بنا پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجتہادا کہہ دیا کہ ہمارے لئے قرآن و

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث کافی ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اجتہاد درست تھا، کیوں کہ وحی پہنچانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں شامل ہے، اب اگر یہ سوچا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی بات لکھنی تھی جو پہلے نہیں بتائی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اعتراض ہوگا کہ آپ نے وحی پہنچائی ہی نہیں، سو، یہ ماننا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول کیا اور لکھنے سے انکار کر دیا۔

لفظ ہجر کی تحقیق:

ہجر کا مطلب ہے ''شدت بخار میں بے معنی گفتگو'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا انکار و نفی کی ہے، ''اہجر'' میں ہمزہ استفہام انکاری کا ہے، ہجر فعل ماضی ہے۔ بعض روایات میں بغیر ہمزہ کے هَجَرَ اور يَهْجُرُ کے الفاظ ہیں، یہاں بھی ہمزہ محذوف ہے، کلام عرب میں اس طرح کے محذوفات عام ہیں۔

یہاں اس حقیقت کو بھی مدنظر رکھئے کہ حدیث میں ''فَقَالُوا مَالَهُ أَهَجَرَ'' ہے، ''قَالُوا'' کا مطلب صحابہ کے ایک گروہ نے کہا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لفظ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نہیں ہیں، بلکہ دوسرے صحابہ کے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کر رہے تھے۔

بعض احادیث میں ہجر کے ساتھ ہمزہ استفہام انکاری کا بیان ہوا ہے، جس کا معنی یوں بنتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدت بخار کی حالت میں بے معنی گفتگو نہیں بلکہ شعور و احساس کے ساتھ کلام فرما رہے ہیں۔

لہٰذا اس حدیث میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا کوئی پہلو نہیں بلکہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث ان کی عظمت کا استعارہ ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی موافقت فرمائی اور لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ صحیح بخاری (4431) صحیح مسلم (1637) میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

دَعُوْنِي، فَالَّذِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ.

''مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں، آپ جو مجھے لکھنے کا کہہ رہے ہیں میرے مطابق نہ لکھنا ہی بہتر ہے۔''

قرآن وحدیث میں موافقاتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، کئی دفعہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رائے دیتے ہیں اور اسے شریعت کا درجہ مل جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو یاد ہوگا کہ نبی کریم ﷺ مجلس میں تشریف فرما تھے ، پھر اچانک اٹھ کر چلے گئے، جب کافی دیر تک واپس نہیں آئے، تو صحابہ کو فکر لاحق ہوئی کہ مبادا کوئی آپ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ چنانچہ صحابہ آپ کی تلاش میں نکل گئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ڈھونڈ لیا، آپ ایک باغ میں تشریف فرما تھے، جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ماجرا بیان کیا تو آپ نے ان کو اپنا جوتا دیا، فرمایا: جاؤ اور جو کلمہ گو راستے میں ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نکلے سب سے پہلے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہیں جنت کی خوش خبری سنائی تو انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر زور سے ہاتھ مارا، وہ زمین پر گر گئے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے ہو لئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ سے شکایت کی، تو آپ ﷺ نے سیدنا عمر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

يَا عُمَرُ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ، مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشٰى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَخَلِّهِمْ.

”عمر! ایسا کیوں کیا؟ کہا آقا میرے ماں باپ آپ پہ قربان، کیا آپ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام دے کر بھیجا تھا کہ جو کلمہ گو ملے اسے جنت کی خوش خبری دے دو۔؟ فرمایا: جی ہاں! تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آقا ایسا نہ کیجئے، مجھے ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر لیں گے، انہیں عمل کرنے دیجیے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی درست ہے۔“

(صحیح مسلم: 31)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مارا بھی ہے، مگر جب اپنا موقف سامنے رکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اتفاق کر لیا، اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فہم ثاقب عطا کیا تھا، اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف کر لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اتفاق کر لیتے تھے، حدیثِ قرطاس میں انہوں نے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید تکلیف میں ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ زحمت نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دینی چاہیے، بعض صحابہ نے تو آپ رضی اللہ عنہ کی بات سے اختلاف کیا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی موافقت کی۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا كَلَامُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ الْمُتَكَلِّمُونَ فِي شَرْحِ الْحَدِيثِ عَلٰى أَنَّهُ مِنْ دَلَائِلِ فِقْهِ عُمَرَ وَفَضَائِلِهِ وَدَقِيقِ نَظَرِهِ.

”شارحین حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بصیرت، فقاہت دین اور دقت نظری پر دلالت کناں ہے۔“

(شرح صحیح مسلم: 11/90)

کیا صحابہ کا اختلاف خلافت لکھنے میں مانع ہوا؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

”بہت بڑی مصیبت تب واقع ہوئی جب صحابہ کا باہمی اختلاف اور شور ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔“

(صحيح البخاري: 7366، صحيح مسلم: 1637)

یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا اجتہاد تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ از خود ہی ترک کر دیا تھا، کیوں کہ چند دن پہلے بھی ایسا ہی واقعہ پیش آ چکا تھا، آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ابوبکر اور عبد الرحمن بن ابی بکر کو بلائیں میں خلافت لکھ دیتا ہوں پھر ارادہ ترک کر دیا فرمایا:

يَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ .

"خلافت کے لئے ابوبکر کے علاوہ کسی کا نام آیا تو اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کر دیں گے۔" (مسند الإمام أحمد: 6/144، صحيح مسلم: 2387)

یہاں تو صرف نبی کریم ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، لکھنے سے روکنے والا کوئی نہیں مگر آپ ارادہ ترک کر رہے ہیں، کیوں؟ جس بنا پر یہاں ارادہ ترک کیا اسی بنا پر اس موقعہ پر بھی ترک کر دیا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م:728ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ كِتَابَةَ الْكِتَابِ بِاخْتِيَارِهِ، فَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ نِزَاعٌ، وَلَوِ اسْتَمَرَّ عَلٰى إِرَادَةِ الْكِتَابِ مَا قَدِرَ أَحَدٌ أَنْ يَّمْنَعَهٗ .

"اس میں کوئی اختلاف ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لکھنے کا ارادہ اپنے اختیار سے ترک کیا، اگر آپ لکھنا چاہتے تو کس کی مجال تھی کہ آپ کو روکتا۔"

(منهاج السّنة النبوية في نقض كلام الشيعة والقدرية: 6/317)

نیز فرماتے ہیں:

لَا فِي شَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيثِ الْمَعْرُوفِ عِنْدَ أَهْلِ النَّقْلِ أَنَّهٗ جَعَلَ عَلِيًّا خَلِيفَةً، كَمَا فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَدُلُّ عَلٰى خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ يَدَّعُونَ مَعَ هٰذَا أَنَّهُ كَانَ قَدْ نَصَّ عَلٰى خِلَافَةِ عَلِيٍّ نَصًّا جَلِيًّا قَاطِعًا لِّلْعُذْرِ، فَإِنْ كَانَ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَغْنٰى عَنِ الْكِتَابِ، وَإِنْ كَانَ الَّذِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ لَا يُطِيعُونَهُ فَهُمْ أَيْضًا لَّا يُطِيعُونَ الْكِتَابَ.

”کسی صحیح حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر نص موجود نہیں، جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحیح ثابت نصوص موجود ہیں، شیعہ کا دعوی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر قطعی نص قائم کر چکے تھے، اگر ایسا ہی تھا تو لکھنے کی ضرورت کیا تھی؟ اگر خلافت کا بیان ہو چکا تھا تو سوچیے! جن لوگوں نے سن کر نہیں مانا، وہ لکھا ہوا مان لیتے؟“

(مِنهاج السّنة النّبويّة في نقض كلام الشّيعة والقدريّة: 6/318)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مصیبت کسے کہتے ہیں؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس بات کو مصیبت کہا کرتے تھے کہ صحابہ کے شور کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا، وہ سمجھتے تھے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ دیا ہوتا، تو بعد میں آنے والے گمراہ فرقے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انکار کی راہ نہ پاتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م:728ھ) فرماتے ہیں:

يَقْتَضِي أَنَّ هٰذَا الْحَائِلَ كَانَ رَزِيَّةً، وَهُوَ رَزِيَّةٌ فِي حَقِّ مَنْ شَكَّ فِي خِلَافَةِ الصِّدِّيقِ، أَوِ اشْتَبَهَ عَلَيْهِ الْأَمْرُ؛ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ هُنَاكَ كِتَابٌ لَّزَالَ هٰذَا الشَّكُّ، فَأَمَّا مَنْ عَلِمَ أَنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خِلَافَتَهُ حَقٌّ فَلَا رَزِيَّةَ فِي حَقِّهِ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسے مصیبت کہہ رہے ہیں، یہ مصیبت اس کے لئے ہے، جو خلافت صدیق میں شک کرتا ہے یا اس پر معاملہ مشتبہ ہو چکا ہے، اگر کوئی لکھی ہوئی چیز ہوتی، تو یہ شک دور ہو جاتا۔

اور جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حق سمجھتا ہے، اس کے لئے کوئی مصیبت نہیں، والحمد للہ۔'' (مِنهاج السّنة : 6/25)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بات اس وقت فرمایا کرتے تھے، جب گمراہ فرقے جنم لے چکے تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ خلافت صدیق کے انکار کو امت کی بربادی قرار دے رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلافتِ علی رضی اللہ عنہ نہیں لکھنا چاہتے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ خلافت و امامت کے اوّل حقدار تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خلیفہ بلا فصل لکھنا چاہتے تھے، جس سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ نے روک دیا۔ لیکن اس حدیث کا بہ غور مطالعہ کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کے لکھنے کا ذکر تک نہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م:774ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا قَدْ تَوَهَّمَ بِهِ بَعْضُ الْأَغْبِيَاءِ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ كُلِّ مُدَّعٍ أَنَّهُ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَكْتُبَ فِي ذٰلِكَ الْكِتَابِ مَا يَرْمُونَ إِلَيْهِ مِنْ مَقَالَاتِهِمْ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ لکھنا کیا چاہتے تھے؟

صحیح احادیث سے یہی معلوم ہوتا کہ اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنا چاہ رہے تھے۔

حدیث نمبر ①:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا كَانَ وَجَعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، قَالَ: ادْعُوا لِي أَبَا بَكْرٍ وَّابْنَهُ، فَلْيَكْتُبْ لِكَيْلَا يَطْمَعَ فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ طَامِعٌ، وَلَا يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ، ثُمَّ قَالَ: يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ مَرَّتَيْنِ....، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَبَى اللّٰهُ وَالْمُسْلِمُونَ.

''نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا: ابوبکر اور ان کے فرزند عبدالرحمٰن کو بلائیں، تاکہ وہ لکھ لیں اور کوئی ابوبکر کی خلافت میں حرص نہ کرے۔ پھر دو مرتبہ فرمایا: اللہ اور مسلمان کسی دوسرے کو بہ طور خلیفہ تسلیم ہی نہیں کریں گے۔....سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: چنانچہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ) کسی کو تسلیم نہیں کیا۔'' (مسند الإمام أحمد: 6/106، وسندهٗ حسنٌ)

حدیث نمبر ②:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں مجھ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ لکھنا کیا چاہتے تھے؟

صحیح احادیث سے یہی معلوم ہوتا کہ اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنا چاہ رہے تھے۔

حدیث نمبر ①:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا كَانَ وَجَعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، قَالَ: ادْعُوا لِي أَبَا بَكْرٍ وَّابْنَهُ، فَلْيَكْتُبْ لِكَيْلَا يَطْمَعَ فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ طَامِعٌ، وَلَا يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ، ثُمَّ قَالَ: يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ مَرَّتَيْنِ....، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَبَى اللّٰهُ وَالْمُسْلِمُونَ.

’’نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا: ابوبکر اور ان کے فرزند عبدالرحمٰن کو بلائیں، تاکہ وہ لکھ لیں اور کوئی ابوبکر کی خلافت میں حرص نہ کرے۔ پھر دو مرتبہ فرمایا: اللہ اور مسلمان کسی دوسرے کو بہ طور خلیفہ تسلیم ہی نہیں کریں گے۔....سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: چنانچہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ) کسی کو تسلیم نہیں کیا۔‘‘ (مسند الإمام أحمد: 6/106، وسندہٗ حسنٌ)

حدیث نمبر ②:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں مجھ سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

اُدْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ، أَبَاكِ، وَأَخَاكِ، حَتّٰى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَّيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلٰى، وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ.

''عائشہ! اپنے والد ابوبکر اور بھائی عبدالرحمٰن کو بلائیں، میں کچھ تحریر کیے دیتا ہوں، خدشہ ہے کہ کوئی خلافت کا متمنی ابوبکر سے اولیت کا دعوی نہ کر دے۔ اللہ اور مومن ابوبکر کے علاوہ (سب کے دعویٰ خلافت کا) انکار کردیں گے۔''

(مسند الإمام أحمد: 144/6، صحیح مسلم: 2387)

حدیث نمبر ③:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُّ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَّابْنِهٖ فَأَعْهَدَ، أَنْ يَّقُولَ: الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ.

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور ان کے فرزند عبدالرحمٰن کی طرف پیغام بھیجوں اور خلافت کی وصیت کردوں، تاکہ کوئی خلافت کا دعوی وتمنا نہ کرسکے۔''

(صحیح البخاري: 7217)

یہ احادیث بتاتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنے کا ارادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتے تھے، پھر آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا، کیوں کہ آپ نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ اللہ اور مومنین ابوبکر کے علاوہ کسی کو قبول ہی نہیں کریں گے۔

اللہ نے دین کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے، لہٰذا ایسا ممکن نہیں کہ خلافت وامامت اللہ کی طرف سے منصوص ہو، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے اوّل حقدار ہوں اور پوری امت اس کے خلاف متفق ہو جائے، نصوص قرآن وسنت اور عقل اس کا انکار کرتے ہیں۔

مزید یہ ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے کسی بھی لمحے میں خود کو خلیفہ بلا فصل نہیں کہا، نہ اس بات کا اظہار کیا، بعض گروہوں کی طرف سے اگر یہ اعتراض مان لیا جائے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ چوں کہ امت کو ایک نئی مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے تھے، اس لئے آپ نے اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا، تو یہ سوال خود بخود پیدا ہو جائے گا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت میں اس بات کے اظہار میں کیا رکاوٹ تھی؟

پھر اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے سے روکا جا رہا تھا، تو یہ فرمانے میں کیا حرج تھا کہ میرے بعد علی خلیفہ بلا فصل ہیں؟

حدیث قرطاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کی ہے، وہ اس واقعہ پر اندوہ گین بھی ہیں، لیکن انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادتی ہوئی ہے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خلافت لکھنا چاہتے تھے، لیکن لکھ نہ سکے وغیرہ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے معترف تھے اور آپ کی خلافت کو برحق تسلیم کرتے تھے، فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ حِينَ طُعِنَ فَقُلْتُ : أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَسْلَمْتَ حِينَ كَفَرَ النَّاسُ، وَجَاهَدْتَّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَذَلَهُ النَّاسُ، وَقُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، وَلَمْ يَخْتَلِفْ فِي خِلَافَتِكَ اثْنَانِ، وَقُتِلْتَ شَهِيدًا .

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، تو میں ان کے پاس آیا۔ میں نے کہا: امیر المومنین! جنت مبارک ہو! جب لوگوں نے اسلام کا انکار کیا، تو آپ نے قبول کیا۔ آپ نے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، جب لوگوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ سے راضی تھے۔ آپ کی خلافت میں دو انسانوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور اب آپ منصب شہادت پر فائز ہونے والے ہیں۔''

(المستدرك للحاكم : 3/92، وصحّحه ابن حبّان : 6891، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز دیکھیں: (صحيح البخاري : 3692)

کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ وصی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے دعوی خلافت یا تمنائے خلافت کا تاریخ اسلام میں اشارہ تک نہیں ملتا، آپ نے خود کو کبھی وصی رسول نہیں کہا، بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَرٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفّٰى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ، إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصٰى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے واپس آئے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت کا واقعہ ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: ابوالحسن!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ کہا: الحمد اللہ! کافی بہتر ہے، پھر سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر فرمایا: اللہ کی قسم! تین دن بعد آپ محکوم ہو جائیں گے۔ اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ اس مرض سے جانبر نہیں ہو سکیں گے، مجھے آثار نظر آ گئے ہیں، بوقت وفات بنو عبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔ ہم آپ ﷺ کے پاس جا کر خلافت کے متعلق پوچھ لیتے ہیں۔ اگر ہم اس کے مستحق ہیں، تو معلوم ہو جائے گا، اگر کوئی دوسرا ہے تو بھی پتہ چل جائے گا، رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کی وصیت فرما دیں گے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے اس وقت آپ ﷺ سے مطالبہ کیا اور آپ ﷺ نے انکار کر دیا، تو لوگ ہمیں کبھی خلافت نہیں دیں گے۔ میں تو یہ مطالبہ نہیں کروں گا۔'' (صحيح البخاري : 4447)

② سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ : لَا، إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ، أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ . قَالَ : قُلْتُ : فَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ : الْعَقْلُ، وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ .

''کیا آپ کے پاس کوئی خاص تحریر ہے؟ فرمایا: نہیں، صرف کتاب اللہ کا فہم اور یہ صحیفہ ہے۔ میں نے پوچھا: اس صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا: دیت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیدی آزاد کرنا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے (کے مسائل ہیں)۔‘‘

(صحيح البخاري : 111)

ثابت ہوا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ وصی رسول نہیں تھے، نہ وہ خود کو خلیفہ بلا فصل سمجھتے تھے، بلکہ آپ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت و امامت کی بیعت کر رکھی تھی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م:728ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ تَوَهَّمَ أَنَّ هٰذَا الْكِتَابَ كَانَ بِخِلَافَةِ عَلِيٍّ فَهُوَ ضَالٌّ بِاتِّفَاقِ عَامَّةِ النَّاسِ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ وَالشِّيعَةِ، أَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَمُتَّفِقُونَ عَلٰى تَفْضِيلِ أَبِي بَكْرٍ وَّتَقْدِيمِهٖ. وَأَمَّا الشِّيعَةُ الْقَائِلُونَ بِأَنَّ عَلِيًّا كَانَ هُوَ الْمُسْتَحِقَّ لِلْإِمَامَةِ، فَيَقُولُونَ: إِنَّهٗ قَدْ نَصَّ عَلٰى إِمَامَتِهٖ قَبْلَ ذٰلِكَ نَصًّا جَلِيًّا ظَاهِرًا مَّعْرُوفًا، وَّحِينَئِذٍ فَلَمْ يَكُنْ يَحْتَاجُ إِلٰى كِتَابٍ.

’’سنی و شیعہ علما بالاتفاق ایسے شخص کو گمراہ قرار دیتے ہیں، جس کا دعوی ہو کہ نبی کریم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنا چاہتے تھے۔ اہل سنت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تفضیل و تقدیم پر متفق ہیں، جبکہ شیعہ کا نظریہ ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہی امامت کے مستحق تھے، وہ کہتے ہیں کہ ان کی امامت پر نص جلی ہے، چنانچہ کسی تحریر کی ضرورت ہی نہ تھی۔‘‘ (منهاج السّنة : 3/135)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ اپنے اختیار سے ترک کیا تھا، ایک نبی تبلیغ دین

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

سے رک ہی نہیں سکتا، اگر رسول اللہ ﷺ کفار کے روکنے سے دین کی تبلیغ سے نہیں رکے تھے، تو صحابہ کے روکنے سے کیسے رک جاتے؟ پھر صحابہ جنہوں نے زندگی کے ہر لمحے میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا ہو، وہ آپ کو دین کی تبلیغ سے کیونکر روک سکتے تھے؟

ع دل صاحب ادراک سے انصاف طلب ہے۔

حسبنا کتاب اللہ:

قول عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ "حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ" میں کتاب اللہ سے مراد حکم اللہ ہے۔ وہ احکام الٰہی، جو قرآن وحدیث کی صورت میں لکھے جا چکے ہیں، کتاب میں قرآن اور حدیث دونوں آتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ صرف قرآن کو کافی کہا ہو۔

دین کی تکمیل ہو چکی تھی ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ "آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔" نازل ہو چکی تھی۔ قرآن کریم میں ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ "ہم نے کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔" اور ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ "قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے۔" جیسے فرامین الٰہیہ موجود تھے۔ بتایا جا چکا تھا کہ قرآن کا بیان حدیث کی صورت میں موجود ہے، تو بیماری کے عالم میں مزید لکھنا اب باعث تکلیف تھا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (673-748ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَرَادَ عُمَرُ التَّخْفِيفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ رَآهُ شَدِيدَ الْوَجَعِ، لِعِلْمِهِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَكْمَلَ دِينَنَا، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَاجِبًا لَّكَتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَھُمْ، وَلَمَا أَخَلَّ بِہٖ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف میں دیکھ کر صرف اس لیے تخفیف کا ارادہ فرمایا تھا کہ وہ جانتے تھے دین الٰہی مکمل ہو گیا ہے، یہ تحریر واجب ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور لکھ دیتے، کبھی ترک نہ کرتے۔''

(تاریخ الإسلام: 813/1، ت بشار، سیر أعلام النّبلاء: 338/2)

تنبیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل تین وصیتیں فرمائی تھیں، اگر خلافت علی لکھنے سے صحابہ مانع ہوئے تھے تو بیان کرنے سے کیا مانع ہوا تھا؟ پھر یہ واقعہ جمعرات کا ہے، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سوموار کو ہوئی، یعنی اس واقعہ کے تین دن بعد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے۔ خلافت علی کیوں نہ لکھ دی یا کم از کم وصیت ہی فرما دیتے۔

الحاصل:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے چوتھے برحق خلیفہ ہیں۔ اس پر امت محمدیہ کا اجماع ہے، تورات وانجیل کی پیشینگوئی ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جب یہودی عالم اسقف سے خلفاء راشدین کے متعلق سوال کیے کہ کیا ان کا ذکر تورات میں موجود ہے، تو اس نے جہاں دوسرے خلفاء کی ترتیب وصفات بیان کیں وہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ شمار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی صفات بیان کیں (سنن ابی داود: 4656، وسندہ حسن) اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کی موافقت کی۔ معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین کی ترتیب اس دور میں زبان زد عام تھی، کسی کو انکار تھا، نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشتباہ، بلکہ خوئے تسلیم ورضا تھی۔

جب اہل ہوا جنم لیتے ہیں، تو اپنے ساتھ خلافت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما پر سوالات اٹھانے کی بدعت بھی لاتے ہیں، اس گمراہ کن نظریے پر دلائل تراشے جاتے ہیں، قرآن وحدیث میں معنوی تحریف کا فتنہ سر اٹھاتا ہے۔

آل یہود کا اخاذ ذہن اس حقیقت سے واقف تھا کہ اسلام اور مسلمان کے درمیان سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ گرا دیا جائے تو اسلام کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ گرے گی، اسی لئے اس ذہن کو عام کیا گیا کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد گمراہ ہو گئے تھے۔ اس غلیظ نظریے کو کیسے کیسے بہانوں سے عام کیا جاتا ہے، اس کا اندازہ حدیث قرطاس سے لگا لیجئے۔ اس کی بنیاد پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان درازی کی مشق جاری رہتی ہے اور دشمنان اسلام کی کوشش رہتی ہے کہ اسلام سے اہل اسلام کو دور کر دیا جائے، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، خدا غارت کرے کس درجہ ظالم ہیں یہ لوگ!

عہدِ ثلاثہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دعوی خلافت و امامت:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ میں سے کسی کے دور میں بھی امامت یا خلافت کا دعوی نہیں کیا، بلکہ آپ نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی، ان کو اپنا امام مانا، اس کے برخلاف جو روایتیں پیش کی جاتی ہیں، درجہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں، ملاحظہ ہو:

دلیل نمبر ①:

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لیے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور ان سے کہا گیا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کیجیے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

أَنَا أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكُمْ، لَا أُبَايِعُكُمْ، وَأَنْتُمْ أَوْلٰى بِالْبَيْعَةِ لِي، أَخَذْتُمْ هٰذَا الْأَمْرَ مِنَ الْأَنْصَارِ.

"میں خلافت کا زیادہ حق دار ہوں، مجھے آپ کی بیعت نہیں بلکہ آپ کو میری بیعت کرنی چاہئے۔ آپ نے انصار سے خلافت چھین لی ہے، اب آپ اہل بیت سے غصب کرنا چاہتے ہو۔ کیا آپ نے انصار کے مقابلے میں خود کو زیادہ حق دار قرار نہیں دیا؟ اے گروہِ مہاجرین! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! رسول اللہ ﷺ کی سلطنت و خلافت ان کے گھر سے نکال کر اپنے گھر نہ لے جاؤ۔"

(كتاب الإمامة والسّياسة لابن قتيبة، ص: 12، مطبوعه مصر)

جھوٹ کا پلندا ہے، اس کی کوئی سند نہیں، پھر یہ روایت "الامامۃ والسیاسۃ" نامی کتاب سے لی گئی ہے، یہ کتاب ابن قتیبہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہے، ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

دلیل نمبر ۲:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

كُنَّا نَرَى أَنَّ لَنَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ حَقًّا، فَاسْتَبَدَدْتُمْ بِهِ عَلَيْنَا.

ثُمَّ ذَكَرَ قَرَابَتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَحقهُمْ فَلَمْ يَزَلْ عَلِيٌّ يَقُولُ ذٰلِكَ حَتّٰى بَكٰى أَبُو بَكْرٍ.

''ہم امر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے، مگر آپ نے اس پر قبضہ کرلیا، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی قرابت اور حقوق کا ذکر کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ ذکر کررہے تھے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔''

(تاريخ الطّبري: 202/3، طبع مصر)

سند ''ضعیف'' ہے:

① امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں۔

② امام زہری رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں۔

یہ مسلّم اصول ہے کہ ثقہ مدلس جب سماع کی صراحت نہ کرے، تو بخاری و مسلم کے علاوہ اس کی روایت ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

③ یہ ان صحیح روایات کے بھی خلاف ہے، جن میں علی رضی اللہ عنہ کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔

دلیل نمبر ③:

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ عَنِ الْمَدَائِنِيِّ، عَنْ أَبِي مِخْنَفٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ كَتَبَتْ أَمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ إِلٰى عَلِيٍّ بِخُرُوجِهِمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ: الْعَجَبُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَبَضَ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا : نَحْنُ أَهْلُهُ وَأَوْلِيَاؤُهُ لا يُنَازِعُنَا سُلْطَانَهُ أَحَدٌ، فَأَبٰى عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَوَلَّوْا غَيْرَنَا . وَايْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ الْفُرْقَةِ وَأَنْ يَّعُودَ الْكُفْرُ وَيَبُوءَ الدِّينُ لِغَيْرِنَا، فَصَبَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الْأَلَمِ.

"عامر شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تو، ام فضل بنت حارث نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے کہ طلحہ وزبیر کیوں کر میرے مخالف ہو گئے؟ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس بلا لیا، تو ہم سمجھے کہ خلافت کے سلسلہ میں کوئی شخص ہم سے نزاع اور اختلاف نہیں کرے گا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور ولی ہیں۔ ہماری قوم نے انکار کیا اور ہمارے غیر (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنا لیا۔ اللہ کی قسم! اگر اس وقت مجھے مسلمانوں میں تفرقہ، دین اسلام کی بربادی اور کفر پھیلنے کا خدشہ نہ ہوتا، تو ہم اس امر کو بدل کر رکھ دیتے۔ (ہم نے مصلحت کے پیش نظر) بعض مصائب وآلام پر صبر کیا۔"

(الاستیعاب لابن عبد البرّ، مطبوعہ برحاشیۃ الإصابۃ :502/1)

روایت من گھڑت ہے، امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اسے بغیر سند کے عمر بن شبہ سے ذکر کیا ہے۔

① اس کا راوی لوط بن یحییٰ ابو مخنف کوفی رافضی شیعہ ہے اور بالاجماع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ضعیف'' ہے۔اس کے بارے میں ادنی کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ . ''یہ کچھ بھی نہیں۔''

(تاريخ يحيى بن مَعين برواية الدُّوري : 1357)

نیز کہتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ . ''یہ معتبر نہیں ہے۔''

(تاريخ يحيى بن معين برواية الدُّوري : 1780)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا الَّذِي قَالَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ يُوَافِقُهُ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ .

''یہ جو ابن معین رحمہ اللہ نے کہا ہے،اس پر ائمہ نے ان کی موافقت کی ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 6/93)

نیز فرماتے ہیں:

شِيْعِيٌّ مُّحْتَرَقٌ، صَاحِبُ أَخْبَارِهِمْ .

''کٹر شیعہ تھا اور ان کی خبروں کا راوی تھا۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 6/93)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ''متروک الحدیث'' ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 7/182)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِخْبَارِيٌّ ، ضَعِيفٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”یہ اخباری ہے اور ضعیف ہے۔“(الضّعفاء والمتروکون : 669)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ شِيعِيًّا، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ .

”یہ شیعہ تھا، ائمہ محدثین اسے ضعیف کہتے تھے۔“(البداية والنّهاية : 220/8)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَذَّابٌ . ”یہ جھوٹا ہے۔“(تاریخ الإسلام : 188/2)

نیز لکھتے ہیں:

إِخْبَارِيٌّ، تَالِفٌ، لَا يُوثَقُ بِهِ .

”یہ جھوٹی روایات بیان کرنے والا اور سخت ضعیف راوی ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔“(میزان الاعتدال : 419/3)

③ جابر جعفی کذاب، متروک، رافضی اور شیعہ ہے۔

اس روایت کو اہل سنت کے اجماعی موقف کے خلاف پیش کرنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

دلیل نمبر ④:

سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كُنْتُ عَلَى الْبَابِ يَوْمَ الشُّورٰى فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ بَيْنَهُمْ فَسَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ : بَايَعَ النَّاسُ لِأَبِي بَكْرٍ، وَإِنَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهِ أَوْلَى بِالْأَمْرِ مِنْهُ وَأَحَقُّ مِنْهُ، فَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ مَخَافَةَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ رِقَابَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ.

''میں شوریٰ کے دن دروازے کے پاس کھڑا تھا، اہل شوریٰ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی، اللہ کی قسم! ہم ان سے زیادہ خلافت کے حق دار تھے، لیکن میں نے محض اس اندیشہ کے پیش نظر سکوت اختیار کر لیا کہ (اس خانہ جنگی کی وجہ سے) لوگ کفر کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ اڑانا شروع کر دیں۔''

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي : 2/211)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

امام عقیلی رحمہ اللہ یہ روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ عَلِيٍّ.

''اس حدیث کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ثبوت نہیں۔''

(الضعفاء للعقيلي : 2/212)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ خَبَرٌ مُّنْكَرٌ. ''یہ خبر منکر ہے۔'' (میزان الاعتدال : 1/441)

نیز لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا غَيْرُ صَحِيحٍ وَّحَاشَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ قَوْلِ هٰذَا.

''یہ درست نہیں ہے، امیر المومنین ایسی بات ہرگز نہیں کر سکتے۔''

(میزان الاعتدال: 1/ 442)

یہ روایت دو وجوہ کی بنا پر ''ضعیف'' ہے:

① حارث بن محمد کو امام ابن عدی (الکامل: 1/ 194) اور امام عقیلی رحمہ اللہ (الضعفاء: 1/ 212) نے ''مجہول'' کہا ہے، لہٰذا امام ابن حبان رحمہ اللہ کا اسے (الثقات 4/ 136) میں ذکر کرنا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

② اس میں رجل مبہم بھی ہے۔

فائدہ:

جس سند میں رجل مبہم کا ذکر نہیں، وہ سند محمد بن حمید رازی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نیز اس میں حارث بن محمد نے سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا رجل مبہم کا اضافہ اس میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ یہ المزید فی متصل الاسانید کی صورت بنتی ہے، جس کی بنا پر یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

دلیل نمبر ⑤:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

فَتَشَهَّدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَمَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ، وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ، وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ، وَكُنَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَحْنُ نَرٰی لَنَا حَقًّا لِّقَرَابَتِنَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ یَزَلْ یُکَلِّمُ أَبَا بَکْرٍ حَتّٰی فَاضَتْ عَیْنَا أَبِي بَکْرٍ.

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت پہچانتے ہیں اور اللہ نے آپ کو جو مرتبہ عطا کیا ہے، اس سے واقف ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ کو عطا کردہ خیر پر حسرت نہیں کرتے، لیکن آپ نے خود ہی یہ حکومت حاصل کر لی (یعنی ہم سے مشورہ نہیں کیا) حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی بنا پر اس (مشورہ) میں اپنا حق سمجھتے تھے، پھر وہ اس مسئلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مسلسل گفتگو کرتے رہے، حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔''

(صحیح البخاري: 4240، 4241، صحیح مسلم: 1759)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ کر اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ خلافت آپ کو اللہ نے عطا کی ہے، ہم اسے چھیننے میں رغبت نہیں رکھتے، بات اتنی ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔ ہم سے مشورہ کیوں نہیں کیا گیا؟

اس روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت تسلیم کر رہے ہیں۔

قارئین کرام! ذرا غور کیجیے کہ امت کے اجماع کے خلاف ان بے سند و من گھڑت روایات کی کچھ حیثیت ہے؟ ان ضعیف اور موضوع (من گھڑت) روایات کی بنا پر مسلمانوں کے مقابلہ میں علیحدہ امت کھڑی کر لینا کتنا افسوس ناک ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ اہل ایمان کا شیوہ نہیں کہ وہ ایسی جھوٹی روایات کی بنا پر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو طعن کا نشانہ بنائیں۔

حافظ احمد بن عمر بن ابراہیم، قرطبی رحمہ اللہ کا قولِ فیصل ذکر کیا جاتا ہے:

قَدْ أَكْثَرَ الشِّيعَةُ وَالرَّوَافِضُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْبَاطِلَةِ وَالْكَاذِبَةِ، وَاخْتَرَعُوا نُصُوصًا عَلٰى اسْتِخْلَافِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، وَادَّعُوا أَنَّهَا تَوَاتَرَتْ عِنْدَهُمْ، وَهٰذَا كُلُّهُ كِذْبٌ مُرَكَّبٌ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ صَحِيحًا أَوْ مَعْرُوفًا عِنْدَ الصَّحَابَةِ يَوْمَ السَّقِيفَةِ لَذَكَرُوهُ، وَلَرَجَعُوا إِلَيْهِ، وَلَذَكَرَهُ عَلِيٌّ مُّحْتَجًّا لِّنَفْسِهٖ، وَلَمَّا حَلَّ أَنْ يَّسْكُتَ عَنْ مِّثْلِ ذٰلِكَ بِوَجْهٍ، فَإِنَّهُ حَقُّ اللّٰهِ، وَحَقُّ نَبِيِّهٖ وَحَقُّهُ، وَحَقُّ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ مَا يُعْلَمُ مِنْ عَظِيمِ عِلْمِ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَصَلَابَتِهٖ فِي الدِّينِ، وَشُجَاعَتِهٖ يَقْتَضِي، اَلَّا يَتَّقِي أَحَدًا فِي دِينِ اللّٰهِ، كَمَا لَمْ يَتَّقِ مُعَاوِيَةَ، وَأَهْلَ الشَّامِ حِينَ خَالَفُوهُ، ثُمَّ إِنَّهُ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ بِاجْتِهَادِهِمْ عَلِيًّا، وَلَمْ يَذْكُرْ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ نَصًّا فِي ذٰلِكَ، فَعُلِمَ قَطْعًا كِذْبُ مَنِ ادَّعَاهُ، وَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التَّوْفِيقُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ .

”شیعہ اور رافضیوں نے بہت سی باطل اور جھوٹی احادیث بیان کی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کرنے کے متعلق نصوص گھڑ لی ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ یہ سب جھوٹ کا مرکب ہے۔ اگر اس بارے میں کوئی بات بھی صحیح ہوتی یا صحابہ کے ہاں معروف ہوتی، تو وہ اسے سقیفہ والے دن ذکر کرتے، اس کی طرف رجوع کرتے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اسے اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے، نیز ان کے لیے اس طرح کی بات سے خاموش ہو جانا کسی طرح جائز نہ ہوتا، کیونکہ یہ اللہ، اس کے رسول، خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں کا حق تھا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمتِ علم اور دین میں پختگی بھی معلوم ہے اور آپ کی شجاعت بھی اس بات کی متقاضی تھی کہ آپ اللہ کے دین کے بارے میں کسی سے نہ ڈرتے، جیسا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ڈرے تھے، نیز اہل شام سے بھی نہیں ڈرتے تھے، جب انہوں نے آپ کی مخالفت کی تھی۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو مسلمانوں نے اپنے اجتہاد سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا لیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے خود اور نہ ہی کسی صحابی نے اس بارے میں کوئی نص ذکر کی۔ چنانچہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ اس دعویٰ کا مدعی جھوٹا ہے۔ وَمَا التَّوْفِيقُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ“

(المُفهم لما أشكل من تلخيص صحيح مسلم: 4/ 557)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی کی طرف منسوب کتاب نہج البلاغۃ (ص:366۔367) میں لکھا ہے:

إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَومُ الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوهُمْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَكُنْ لِّلشَّاهِدِ أَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ، وَإِنَّمَاالشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلٰى رَجُلٍ وَّسَمَّوهُ إِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى، فَإِنْ خَرَجَ مِنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِّطَعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رُدُّوهُ إِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ، فَإِنْ أَبٰى قَاتِلُوهُ عَلٰى اتِّبَاعِهٖ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰى.

”میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے، جنہوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عثمان کی بیعت کی تھی۔ جس کے متعلق حاضر شخص من مانی نہیں کرسکتا اور غائب رد نہیں کرسکتا۔ مجلس شوریٰ صرف مہاجرین و انصار پر مشتمل ہے۔ اگر وہ کسی کی امامت پر اتفاق کرلیں، تو اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی شامل ہے۔ اگر کوئی شخص کسی طعن اور بدعت کی بنیاد پر خروج کرنا چاہے، تو اسے واپس پلٹایا جائے گا۔ اگر نہ مانے، تو قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ مسلمانوں کے راستے سے انحراف کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اسی طرف پھیر دے گا جس کی طرف وہ پھرنا چاہتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ولایت علی رضی اللہ عنہ

حدیث: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)) کو حافظ ذہبی (سير أعلام النبلاء: 8/ 335، تاريخ الإسلام: 5/ 146)، علامہ ابن الجزری (مناقب الأسد الغالب علي بن أبي طالب، ص 12)، علامہ عجلونی (كشف الخفاء: 2/ 261)، حافظ سیوطی (قطف الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة، ص 277) اور علامہ البانی رحمہ اللہ (الصحيحة: 4/ 343) نے متواتر قرار دیا ہے۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوٰى حَدِيثَ غَدِيرِ خُمٍّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ مِائَةِ نَفْسٍ، وَفِيهِمُ الْعَشَرَةُ، وَهُوَ حَدِيثٌ ثَابِتٌ، لَا أَعْرِفُ لَهُ عِلَّةً، تَفَرَّدَ عَلِيٌّ بِهٰذِهِ الْفَضِيلَةِ، لَمْ يَشْرَكْهُ فِيهَا أَحَدٌ.

”یہ حدیث غریب صحیح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غدیر خم والی حدیث قریباً سو صحابہ کرام نے بیان کی ہے۔ ان میں عشرہ مبشرہ صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ مجھے اس میں کوئی علت نظر نہیں آتی، اس فضیلت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ منفرد ہیں، اس میں کوئی ان کا شریک نہیں۔“

(مذاهب أهل السنة، ص 87)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَلَهُ طُرُقٌ جَيِّدَةٌ.

''اس کی عمدہ سندیں ہیں۔'' (تذكرة الحفاظ : 164/3)

یہ حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

① سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: (مسند البزّار : ٦٣٢، وسندهٔ حسنٌ، خصائص علي للنسائي : ٨٥، وسندهٔ حسنٌ، مسند الإمام أحمد : ٣٧٠/٤، وسندهٔ صحيحٌ، وصحّحه ابن حبّان : ٦٩٣١، زوائد مسند الإمام أحمد بن حنبل : ١٥٢/١، زوائد فضائل الصحابة : ١٢٠٦، وسندهٔ حسنٌ، مسند الإمام أحمد : ٣٦٦/٥، وسندهٔ صحيحٌ، وقال ابن كثير في البداية والنّهاية (٢١٠/٥) : وهذا إسناد جيّد، خصائص علي للنسائي : ٨٧، وسندهٔ صحيحٌ)

② سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: (السّنة لابن أبي عاصم : ١٣٧١، وسندهٔ حسنٌ)

③ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: (السّنة لابن أبي عاصم : ١١٨٩، مسند البزّار : ١٠٢٣، خصائص علي للنسائي : ٩، ٩٤، ٩٥، وسندهٔ حسنٌ، وصحّحه الضياء في المختارة : ٩٣٧)

موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ، حسن الحدیث ہے۔

✿ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔

(تاريخ يحيى بن معين : 672)

✿ امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے بھی ثقہ کہا ہے۔

(تاريخ الثّقات : 1349)

✿ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ أَحَادِيْثُ حِسَانٌ، وَهُوَ عِنْدِي لَا بَأْسَ بِهٖ وَبِرِوَايَاتِهٖ.

”مذکورہ روایات کے علاوہ اس کی احادیث حسن ہیں۔ میرے نزدیک اس میں اور اس کی روایات میں کوئی خرابی نہیں۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال: 343/6)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔ (الثّقات: 758/7)

❁ حافظ ابن القطان فاسی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجر: 337/10)

❁ امام ابن الجارود (۱۰۶۵)، امام ابن خزیمہ (۴۱۹)، امام حاکم (۲/ ۱۱۳۔۱۱۴)، حافظ ذہبی، حافظ ضیاء مقدسی (المختارۃ: ۱۳۰۷) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (الاذکار: ۱۸۹) نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے اس کی توثیق کی ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس سے روایت لی ہے اور آپ اسی سے روایت لیتے ہیں، جو آپ کے نزدیک ثقہ ہو۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ (۴۸۴)، حافظ بغوی رحمہ اللہ (۶۸۶) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۱/ ۳۱۳، المطالب العالیۃ: ۴۳۲۳) نے اس کی حدیث کو حسن کہہ کر اس کی توثیق کی ہے۔

❁ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔ (مجمع الزّوائد: 107/9)

❁ نیز فرماتے ہیں: وَثَّقَهُ جَمَاعَةٌ.

”اسے کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے۔“ (مجمع الزّوائد: 38/9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الزَّمْعِي صَدُوْقٌ، قَالَ شَيْخُنَا الذَّهْبِيُّ : وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

''زمعی صدوق ہے، ہمارے شیخ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔'' (البداية والنهاية: 212/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب ''مَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ مُوَثَّقٌ'' (ایسے راویوں کا بیان، جس میں کلام کی گئی ہے، لیکن وہ ثقہ ہیں) میں ذکر کر کے صالح الحدیث کہا ہے۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ کا اسے ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث کہنا ثابت نہیں ہوسکا۔ ثابت ہونے کی صورت میں جمہور کے مقابلہ میں قبول نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس کے متعلق لَا يُعْجِبُنِي حَدِيثُهُ (مجھے اس کی حدیث اچھی نہیں لگتی) (تہذیب التہذیب لابن حجر: ۱۰/ ۳۲۷) کہنا بھی ثابت نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل: ۵/ ۱۱۳) نے اس کے بارے میں لَا يُحْتَجُّ بِهِ اور امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء: ۵۵۳) نے لَيْسَ بِالْقَوِيِّ کہا ہے۔ یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔

باقی رہا حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا مختصر المستدرک (۲/ ۳۴۸) میں اسے لَيْسَ بِذَاكَ اور الکاشف (۳/ ۱۶۸) میں فِيهِ لِينٌ کہنا، نیز حافظ منذری (مختصر السنن: ۴/ ۸۶) کا فِيهِ مَقَالٌ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقریب التہذیب: ۷۰۲۶) کا اسے صَدُوقٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَيِّءُ الْحِفْظِ کہنا جمہور محدثین اور ان کی اپنی تحقیق کے بھی خلاف ہے۔

لہٰذا حافظ عراقی رحمہ اللہ (المغنی: ۸۳۶۶) کا اس کے بارے میں ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ کہنا بھی درست نہ ہوا۔

④ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: (مسند الإمام أحمد: ۱/۳۳۰۔۳۳۱، السّنة لابن أبي عاصم: ۱۳۶۱، خصائص علي للنسائي: ۲٤، وسندهٗ حسنٌ، وقال الحاكم (۳/۱۳٤): صحيح الإسناد)

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کا معنی ومفہوم:

مولیٰ کے معنی دوست اور محبّ کے ہیں، نہ کہ امام، حاکم اور امیر کے۔

ریاح بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جَاءَ رَهْطٌ إِلَى عَلِيٍّ بِالرَّحْبَةِ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا قَالَ: كَيْفَ أَكُونُ مَوْلَاكُمْ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ عَرَبٌ؟ قَالُوا: سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ يَقُولُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَإِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ، قَالَ رِيَاحٌ: فَلَمَّا مَضَوْا تَبِعْتُهُمْ، فَسَأَلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوا: نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ.

”رحبہ مقام پر ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: السلام علیکم، ہمارے مولیٰ! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ عرب ہیں، میں آپ کا مولیٰ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیسے ہو سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی مولیٰ ہیں۔ ریاح کہتے ہیں: جب وہ چلے گئے، تو میں ان کے پیچھے ہو لیا اور پوچھا: آپ کون؟ کہا: ہم انصار ہیں، ان میں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 13/60، مسند الإمام أحمد: 5/419، السّنة لابن أبي عاصم: 1355، معجم الصّحابة للبغوي: 1822، المعجم الكبير للطّبراني: 4052، 4053، الشّريعة للآجرّي: 1517، وسندهٗ صحيحٌ)

اس واقعہ میں چند باتیں قابل غور ہیں:

① انصار صحابہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مولانا کہا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے عجیب محسوس کیا۔ پھر دلیل سن کر خاموش ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ مولیٰ کا معنی امام یا حاکم خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی درست نہیں سمجھتے تھے، نہ ہی دوسرے صحابہ۔ اس کا معنی حاکم ہوتا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تعجب کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی، کہ حاکم تو آپ تھے۔

② مولیٰ کے متعدد معانی ہیں، ایک معنی ہوتا، تو تعجب نہ کرتے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فَيُحْتَمَلُ لِلتَّأْوِيلِ لِأَنَّ الْمَوْلٰى يَحْتَمِلُ وُجُوهًا فِي اللُّغَةِ، أَصَحُّهَا أَنَّهُ الْوَلِيُّ وَالنَّاصِرُ وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْهَا مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ اسْتَخْلَفَهُ بَعْدَهُ وَلَا يُنْكِرُ فَضْلَ عَلِيٍّ مُؤْمِنٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَجْهَلُ سَابِقَتَهُ وَمَوْضِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ دِينِ اللّٰهِ عَالِمٌ وَقَدْ ثَبَتَ عَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ فَضَّلَ أَبَا بَكْرٍ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ طُرُقٍ صِحَاحٍ وَقَالَ : خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ وَحَسْبُكَ بِهٰذَا مِنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

”رہا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کا مطلب، تو اس کے معانی میں احتمال ہے، کیوں کہ لغت عرب میں مولیٰ کے کئی معانی ہیں، اس حدیث میں صحیح ترین معنی دوست اور مددگار کا ہے۔ مولیٰ کے تمام معانی میں کوئی معنی ایسا نہیں، جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا کوئی مومن انکاری نہیں، نہ ہی کوئی عالم آپ رضی اللہ عنہ کی سبقت، اللہ کے رسول ﷺ اور دین اسلام کے ساتھ اُن کے تعلق سے ناواقف ہے۔ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خود پر فضیلت دی تھی اور فرمایا تھا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔ قارئین! سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہی بات کافی ہے۔“

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : 132/22)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لغت میں مولیٰ کے معانی:

① امام اللغۃ محمد بن زیاد ہاشمی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَلْمَوْلَى الْمَالِكُ وَهُوَ اللّٰهُ وَالْمَوْلَى ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْجَارُ وَالْمَوْلَى الشَّرِيْكُ وَالْمَوْلَى الْحَلِيْفُ وَالْمَوْلَى الْمُحِبُّ وَالْمَوْلَى أَللَّوِيْ وَالْمَوْلَى الْوَلِيُّ وَمِنْهُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، مَعْنَاهُ مَنْ تَوَلَّانِي فَلْيَتَوَلَّ عَلِيًّا ......

''لفظ مولیٰ مالک کے معنی میں بھی مستعمل ہے، جو کہ صرف اللہ کی ذات ہے، مولیٰ کا لفظ چچا زاد، غلام آزاد کرنیوالے، آزاد کردہ غلام، ہمسایہ، حصہ دار، حلیف، محبت کرنے والے، جھنڈا اُٹھانے والے اور دلی دوست پر بولا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی مولیٰ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس کا میں دلی دوست ہوں، علی بھی اس کے دلی دوست ہونے چاہییں۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر: 238/42؛ وسندہٗ صحیحٌ)

تنبیہ: مولیٰ کا یہ معنی مراد لینا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مخلوقات کے مالک ہیں، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، عقل اس کی تائید نہیں کرتی، کیونکہ ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ بازار میں خرید و فروخت کرتے ہیں، اگر ہر چیز ان کی ملکیت ہوتی، تو خرید و فروخت کا کیا معنی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۵۴۴-۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ تَكَرَّرَ ذِكْرُ الْمَوْلٰى فِي الْحَدِيثِ، وَهُوَ اسْمٌ يَقَعُ عَلٰى جَمَاعَةٍ كَثِيرَةٍ، فَهُوَ الرَّبُّ، وَالْمَالِكُ، وَالسَّيِّدُ، وَالْمُنْعِمُ، وَالْمُعْتِقُ، وَالنَّاصِرُ، وَالْمُحِبُّ، وَالتَّابِعُ، وَالْجَارُ، وَابْنُ الْعَمِّ، وَالْحَلِيفُ، وَالْعَقِيدُ، وَالصِّهْرُ، وَالْعَبْدُ، وَالْمُعْتَقُ، وَالْمُنْعَمُ عَلَيْهِ، وَأَكْثَرُهَا قَدْ جَاءَتْ فِي الْحَدِيثِ، فَيُضَافُ كُلُّ وَاحِدٍ إِلٰى مَا يَقْتَضِيهِ الْحَدِيثُ الْوَارِدُ فِيهِ، وَكُلُّ مَنْ وَلِيَ أَمْرًا أَوْ قَامَ بِهِ فَهُوَ مَوْلَاهُ وَوَلِيُّهُ، وَقَدْ تَخْتَلِفُ مَصَادِرُ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ، فَالْوَلَايَةُ بِالْفَتْحِ فِي النَّسَبِ وَالنُّصْرَةِ وَالْمُعْتِقِ، وَالْوِلَايَةُ بِالْكَسْرِ، فِي الْإِمَارَةِ، وَالْوَلَاءُ، الْمُعْتَقُ وَالْمُوَالَاةُ مَنْ وَالَى الْقَوْمَ، وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فِي الْهَرَوِي قَالَ أَبُو الْعَبَّاسُ: أَيْ مَنْ أَحَبَّنِي وَتَوَلَّانِي فَلْيَتَوَلَّهُ، وَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: الْوَلِيُّ التَّابِعُ الْمُحِبُّ.

''مولیٰ کا لفظ حدیث میں بار بار آیا ہے۔ یہ لفظ بہت سے امور پر بولا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق ربّ، مالک، سردار، محسن، آزاد کرنے والے آقا، ناصر، محبّ، تابع، پڑوسی، چچازاد، حلیف، معاہد، سسرالی رشتہ دار، غلام، آزاد کردہ غلام اور اس شخص پر کیا جاتا ہے، جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں لفظ مولیٰ مذکورہ بالا اکثر معانی میں استعمال ہوا ہے، تو ہر حدیث میں لفظ مولیٰ کا وہی معنی کیا جائے گا، جس کا متن حدیث متقاضی ہوگا، جو شخص کسی کام کا ذمہ دار بنے اور اس کا اہتمام کرے، وہ اس کا مولیٰ اور ولی ہوتا ہے۔ بسا اوقات ان اسما کے مصادر مختلف ہو جاتے ہیں۔ فتحہ کے ساتھ وَلایۃ کا اطلاق نسب، نصرت اور غلام آزاد کرنے والے پر ہوتا ہے۔ کسرہ کے ساتھ وِلایت امارت کے معنی میں ہوتی ہے۔ ولاء آزادی کردہ غلام کو کہتے ہیں، موالاۃ قوم کے والی پر بولا جاتا ہے۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ» ابو العباس کے مطابق اس سے مراد یہ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور میری دوستی اختیار کی، وہ علی کو بھی دوست بنائے۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ ولی تابع اور محبّ کو کہتے ہیں۔'' (النّهاية في غريب الحديث : 225/5)

③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْجُمْلَةِ فَرْقٌ بَيْنَ الْوَلِيِّ، وَالْمَوْلٰى وَنَحْوِ ذٰلِكَ، وَبَيْنَ الْوَالِي فَبَابُ الْوَلَايَةِ الَّتِي هِيَ ضِدُّ الْعَدَاوَةِ شَيْءٌ، وَبَابُ الْوِلَايَةِ الَّتِي هِيَ الْإِمَارَةُ شَيْءٌ، وَالْحَدِيثُ إِنَّمَا هُوَ فِي الْأُولٰى دُونَ الثَّانِيَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقُلْ : مَنْ كُنْتُ وَالِيَهُ فَعَلِيٌّ وَالِيهِ، وَإِنَّمَا اللَّفْظُ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، وَأَمَّا كَوْنُ الْمَوْلٰى بِمَعْنَى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْوَالِي فَهٰذَا بَاطِلٌ، فَإِنَّ الْوَلَايَةَ تَثْبُتُ مِنَ الطَّرَفَيْنِ، فَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ، وَهُوَ مَوْلَاهُمْ.

''حاصل کلام یہ ہے کہ ولی اور مولیٰ وغیرہ کے الفاظ میں فرق ہے۔ وَلایت، جو عداوت کی ضد ہے، کا معنی اور ہے اور وِلایت، جو امارت کے معنی میں ہے، اس کا مطلب اور ہے۔ حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے وَلایت کا جو لفظ استعمال ہوا ہے، وہ پہلے معنی میں ہے، یعنی عداوت کی ضد، نہ کہ امارت کے معنی میں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: جس کا میں والی ہوں، اس کا علی والی ہے، بلکہ حدیث کے لفظ ہیں: جس کا میں مولیٰ ہوں، علی اس کے مولیٰ ہیں۔ مولیٰ کا معنی والی کرنا باطل ہے، کیونکہ وَلایت دونوں طرف سے ثابت ہوتی ہے، مومن اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ولی ہے۔'' (منهاج السّنة النّبوية: 7/321، 324)

ملا علی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

قَالَتِ الشِّيعَةُ: هُوَ مُتَصَرِّفٌ، وَقَالُوا: مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْتَحِقُّ التَّصَرُّفَ فِي كُلِّ مَا يَسْتَحِقُّ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّصَرُّفَ فِيهِ، وَمِنْ ذٰلِكَ أُمُورُ الْمُؤْمِنِينَ فَيَكُونُ إِمَامَهُمْ، أَقُولُ: لَا يَسْتَقِيمُ أَنْ تُحْمَلَ الْوِلَايَةُ عَلَى الْإِمَامَةِ الَّتِي هِيَ التَّصَرُّفُ فِي أُمُورِ الْمُؤْمِنِينَ، لِأَنَّ الْمُتَصَرِّفَ الْمُسْتَقِلَّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فِي حَيَاتِهِ هُوَ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا غَيْرُ فَيَجِبُ أَنْ يُحْمَلَ عَلَى الْمَحَبَّةِ وَوَلَاءِ الْإِسْلَامِ وَنَحْوِهِمَا.

''شیعہ کہتے ہیں کہ مولیٰ کا معنی ہے تصرف کرنے والا۔ کہتے ہیں کہ حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہر وہ اختیار جس میں رسول اللہ ﷺ تصرف کا حق رکھتے ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں تصرف کا حق رکھتے ہیں، ان میں سے مومنوں کی خلافت و امارت کا معاملہ بھی ہے، لہٰذا خلیفۃ المومنین بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں: یہ درست نہیں کہ مولیٰ کا معنی امام کیا جائے کہ جو مومنوں کے امور میں تصرف کرنے کو کہتے ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں امورِ مومنین کا مستقل تصرف خود رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھا، کسی اور کے پاس نہیں تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مولیٰ کا معنی محبت اور اسلامی اخوت وغیرہ کیا جائے۔''

(مِرقاۃ المَفاتیح: 3937/9)

مولیٰ اور خلافت بلا فصل:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ سے نبی کریم ﷺ کی مراد اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل تھی، تو اتنا محتمل لفظ کبھی استعمال نہ کرتے، آپ ﷺ تو افصح العرب تھے۔ آپ ﷺ ایک فصیح لفظ استعمال کرتے، فرماتے: عَلِيٌّ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي کیوں کہ فصاحت کا تقاضا یہی تھا۔

فضیل بن مرزوق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ الْحَسَنِ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، قَالَ لِي: بَلٰى وَاللّٰهِ لَوْ يَعْنِي بِذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِمَارَةَ وَالسُّلْطَانَ لَأَفْصَحَ لَهُمْ بِذٰلِكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَنْصَحَ لِلْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، هٰذَا وَلِيُّ أَمْرِكُمْ وَالْقَائِمُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا وَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اخْتَارَ عَلِيًّا لِهٰذَا الْأَمْرِ وَجَعَلَهُ الْقَائِمَ بِهِ لِلْمُسْلِمِينَ مِنْ بَعْدِهِ، ثُمَّ تَرَكَ عَلِيٌّ مَا أَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ لَكَانَ عَلِيٌّ أَوَّلَ مَنْ تَرَكَ أَمْرَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ.

''ایک آدمی نے حسن بن حسن رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی مراد اس سے امارت وخلافت ہوتی، تو آپ ﷺ اس کی وضاحت فرما دیتے، رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے سب سے بڑے خیرخواہ تھے۔ آپ ﷺ یوں فرما دیتے کہ اے لوگو! یہ میرے بعد آپ کے ذمہ دار ہوں گے اور میرے بعد آپ پر خلیفہ ہوں گے، لہٰذا ان کی سمع واطاعت کرنا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رسول نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے منتخب کیا ہوتا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مسلمانوں کا حکمران بنایا ہوتا اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (ابوبکر وعمر وعثمان کی خلافت کی بیعت کر کے) اللہ اور رسول کے حکم کو چھوڑ دیا ہوتا، تو اس حکم کے اول تارک سیدنا علی رضی اللہ عنہ قرار پائیں گے۔"

(الإعتقاد للبيهقي، ص 499، وسندهٔ صحيحٌ)

ایک روایت ہے:

لَوْ كَانَ الْأَمْرُ كَمَا يَقُولُونَ أَنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اخْتَارَ عَلِيًّا لِهٰذَا الْأَمْرِ وَلِلْقِيَامِ بِهٖ عَلَى النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عَلِيٌّ لَأَعْظَمَ النَّاسِ خَطِيَّةً وَجُرْمًا فِي ذٰلِكَ؛ إِذْ تَرَكَ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَمَرَهُ أَوْ يَعْذِرُ فِيهِ إِلَى النَّاسِ قَالَ: فَقَالَ الرَّافِضِيُّ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ يَعْنِي بِذٰلِكَ الْإِمْرَةَ وَالسُّلْطَانَ وَالْقِيَامَ عَلَى النَّاسِ بَعْدَهٗ لَأَفْصَحَ لَهُمْ بِذٰلِكَ كَمَا أَفْصَحَ لَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَلَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا وَلِيُّ أَمْرِكُمْ مِنْ بَعْدِي فَاسْمَعُوا لَهٗ وَأَطِيعُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَمَا كَانَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا شَيْءٌ، فَإِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"اگر معاملہ ایسے ہی ہوتا، جیسے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم ﷺ کے بعد خلافت اور مسلمانوں کے معاملات سنبھالنے کے لیے منتخب کیا تھا، تو سب سے بڑی غلطی اور جرم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تھا کہ انہوں نے اللہ ورسول کے حکم پر عمل نہیں کیا، یا لوگوں کو عذر پیش کر دیتے۔ ایک رافضی نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ حسن بن حسن رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر رسولِ اکرم ﷺ کی مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت وامارت اور انہیں اپنے بعد لوگوں پر خلیفہ مقرر کرنا ہوتی، تو اس کی وضاحت فرما دیتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزوں اور بیت اللہ کے حج کی وضاحت کی ہے اور یہ فرما دیتے کہ میرے بعد یہ ذمہ دار ہیں، لہٰذا ان کی سمع واطاعت کیجیے۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، کیوں مسلمانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ رسولِ اکرم ﷺ ہی تو تھے!"

(الإعتقاد للبيهقي، ص 500، جزء ابن عاصم : 45، الطّبقات الكبرىٰ لابن سعد : 5/319-320، وسندهٗ صحيحٌ)

لفظ مولیٰ کی یہ وضاحت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن بن حسن رحمہ اللہ کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولیٰ کا معنی اور سلف:

حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ الْمُوَالاةِ فَلَيْسَ فِيهِ -إِنْ صَحَّ إِسنادُهُ- نَصٌّ عَلٰى وِلَايَةِ عَلِيٍّ بَعْدَهُ، ـــ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَذْكُرَ اخْتِصَاصَهُ بِهِ وَمَحَبَّتَهُ إِيَّاهُ وَيَحُثُّهُمْ بِذٰلِكَ عَلٰى مَحَبَّتِهِ وَمُوَالاتِهِ وَتَرْكِ مُعَادَاتِهِ ـــ وَالْمُرَادُ بِهِ وَلَاءُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُوَالِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُعَادِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَهُوَ فِي مَعْنٰى مَا ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

”اگر اس کی سند صحیح ہو، تو اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پر کوئی نص نہیں، نبی اکرم ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی خصوصیت ومحبت کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو ان سے محبت وموالات کرنے اور ان سے ترکِ عداوت پر ترغیب دے رہے ہیں۔ یہاں مراد اسلام کا تعلق اور اسلام کی محبت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھیں اور دشمنی نہ کریں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی بیان کردہ صحیح حدیث میں یہی معنی بیان ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم، جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! مجھے رسول اللہ ﷺ نے وعدہ دیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی عداوت رکھے گا۔‘‘

(الإعتقاد، ص 500)

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (۳۳۶۔۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا احْتُجَّ بِالْأَخْبَارِ وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، قِيْلَ لَهُ: مَقْبُوْلٌ عَنْكَ، وَنَحْنُ نَقُوْلُ: وَهٰذِهِ فَضِيْلَةٌ بَيِّنَةٌ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَمَعْنَاهُ: مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مَوَالِيْهِ.

’’اگر کوئی ان احادیث سے دلیل لیتے ہوئے کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ حدیث قبول ہے، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس سے علی رضی اللہ عنہ کی واضح اور بین فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جس کے دوست ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مومنین اس کے دوست ہیں۔‘‘ (الإمامة والرّد علی الرّافضة، ص 200)

حدیث کا سیاق:

پہلے موالاۃ (دوستی) کا ذکر کیا گیا ہے، مقابلہ میں عداوت (دشمنی) کا ذکر ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَهٰذَا وَلِيُّهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُوَالِي مَنْ وَالَاهُ، وَيُعَادِي مَنْ عَادَاهُ .

”جس کا میں دوست ہوں، اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ علی سے محبت کرنے والے سے محبت کرتا ہے اور ان سے عداوت رکھنے والے سے عداوت رکھتا ہے۔“

(خصائص علي للنّسائي : 9، 94، 95، السّنة لابن أبي عاصم : 1189، مسند البزّار : 1023، وسندهٗ حسنٌ)

اس سیاق سے واضح طور پر معلوم ہو رہا کہ ولی سے مراد دوست اور محبّ وناصر ہے، کیونکہ دوستی کے مقابلہ میں دشمنی کا ذکر فرمایا اور موالات کی ضد عداوت ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مولی سے خلیفہ ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ بلا فصل ہونا ثابت ہو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہلا مسلمان؟

آزاد مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ، وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ وَّهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا، فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ؛ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ، فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي اللّٰهُ، فَقُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ، قَالَ: أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ، وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ، قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هٰذَا؟ قَالَ: حُرٌّ، وَعَبْدٌ، قَالَ: وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ، وَبِلَالٌ مِمَّنْ آمَنَ بِهِ.

"میں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو گمراہ سمجھتا تھا کہ یہ بتوں کے پجاری کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(آسمانی) دین پر نہیں ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ مکہ کا ایک آدمی خبریں دیتا ہے۔ میں سواری پر بیٹھا اور اس کے پاس جا پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے چھپ کر رہتے ہیں اور لوگ آپ کو اذیتیں دینے کے درپے ہیں۔ میں آرام سے مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں، میں نے پوچھا: نبی کون؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا دے کر؟ فرمایا: صلہ رحمی، بت شکنی اور ہر قسم کے شرک سے پاک توحید کا پیغام دے کر۔ عرض کیا: اس دعوت پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں ابھی سیدنا ابوبکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما ایمان لائے تھے۔''

(صحيح مسلم: 732)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي.

''اللہ نے مجھے مبعوث کیا، تو آپ سب نے میری تکذیب کی تھی، صرف ابوبکر نے تصدیق کی تھی اور مال وجان کے ساتھ تعاون بھی کیا، تو کیا آپ میرے لیے میرے ساتھی کو معاف بھی نہیں کر سکتے؟''

(صحيح البخاري: 3661)

یہ دونوں حدیثیں نص ہیں کہ سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والے سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

مورخ اسلام مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَسْلَمَ قَدِيمًا، وَهُوَ دُونَ الْبُلُوغِ عَلَى الْمَشْهُورِ، وَيُقَالُ: إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ حَدِيثٌ عَنْهُ وَلَا يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْغِلْمَانِ، كَمَا أَنَّ خَدِيجَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمَوَالِي.

''علی رضی اللہ عنہ متقدم الاسلام صحابی ہیں، مشہور قول کے مطابق آپ ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے آپ ہی ہیں، اس سلسلہ میں ایک ضعیف حدیث بھی پیش کی جاتی ہے، جب کہ درست یہی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بچوں میں، خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(البداية والنهاية: 31/11)

روایت ہے:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ.

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 331/1)

روایت منکر ہے۔ جیسا کہ حافظ ذہبی اور حافظ عراقی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(میزان الاعتدال للذهبي: 384/4، تخريج أحاديث الإحياء للعراقي: 1942/4)

ابو بلج یحیٰی بن سلیم اگرچہ حسن الحدیث ہے، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰی حَدِیثًا مُنْکَرًا.

''اس نے ایک منکر حدیث بیان کی ہے۔''

(تهذيب التهذيب لابن حجر: 184/12)

امام ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَرٰی أَنْ لَّا يُحْتَجَّ بِمَا انْفَرَدَ مِنَ الرِّوَايَةِ .

''میرے مطابق اس کی منفرد روایات حجت نہیں ہیں۔''

(كتاب المجروحين: 113/3)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صَدُوقٌ، رُبَّمَا أَخْطَأَ .

''سچا ہے، لیکن بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے۔''

(تقريب التهذيب: 8003)

اس روایت کے بعض الفاظ میں واضح غرابت اور نکارت موجود ہے۔

دوسری روایت ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ .

''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز میں نے پڑھی۔''

(مسند الإمام أحمد: 141/1)

سند ضعیف ہے۔حبہ بن جوین کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

تنبیہ:

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ نے محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے کہا:

أَبُو بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فِيمَا عَلَا وَسَبَقَ، حَتّٰى لَا يُذْكَرَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ: كَانَ أَفْضَلُهُمْ إِسْلَامًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''کیا (مطلق طور پر) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے؟، کہا: نہیں، کہا: پھر کس بنا پر اس درجہ فائق ہوئے کہ ان کے بغیر کسی کا ذکر ہی نہیں ہوتا، فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ اسلام میں تا حیات افضل رہے۔''

(السّنّة لابن أبي عاصم: 1255، مصنّف ابن أبي شيبة: 12/7، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر تمام انبیا کے گھروں سے افضل نہیں تھا۔ اس بارے میں ایک جھوٹی روایت کا سہارا لیا جاتا ہے، روایت یہ ہے:

سیدنا انس اور سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ : ﴿وَالْأَبْصَارُ﴾ فَقَامَ رَجُلٌ ، فَقَالَ : أَيُّ بُيُوتٍ هٰذِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : بُيُوتُ الْأَنْبِيَاءِ ، قَالَ : فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا الْبَيْتُ مِنْهَا لِبَيْتِ عَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ؟ قَالَ : نَعَمْ ، مِنْ أَفَاضِلِهَا .

"رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾ "ان گھروں کے متعلق اللہ حکم فرماتا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے (تعمیر کیا جائے) اور اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔۔۔۔۔" ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا: اللہ کے رسول! ان گھروں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: انبیا کے گھر۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کا گھر میں ان میں شامل ہے؟ فرمایا: جی ہاں، یہ ان میں سے سب سے افضل گھر ہے۔"

(تفسير الثعلبي : 274/19، الدر المنثور للسيوطي : 50/5)

سند جھوٹی ہے۔

① نفیع بن حارث "متروک وکذاب" ہے۔ کسی نے توثیق نہیں کی۔

② سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

③ حسین بن سعید کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ منذر بن محمد قابوسی "متروک" ہے۔

⑤ احمد بن محمد بن سعید، ابن عقدہ "متہم" ہے۔

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ دعویٰ کرنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام انبیا سے افضل ہیں، صریح کفر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت کے لیے ''علیہ السلام'' وغیرہ کا استعمال

مسلک محدثین معتدل مسلک ہے، ہر ایک کے حقوق کی رعایت رکھتا ہے۔ جو جس کا مقام ہے، اسے دیتا ہے۔ افراط وتفریط اور غلو وتقصیر سے اجتناب کرتا ہے۔ صحابہ کرام کے حوالے سے مذہب اہل سنت والجماعت کی پیروی ضروری ہے، حزم واحتیاط بھی اسی میں ہے۔ اہل حق جس کے متعلق جو بات کرتے ہیں، وہ علم وعدل پر مبنی ہوتی ہے، جبکہ اہل بدعت وضلال جہالت اور ظلم کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

اہل بیت سے عقیدت ومحبت اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا ایمان ہے، ساتھ ساتھ غلو وتقصیر سے بچنا بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ اہل بیت کی شان میں غلو کرتے ہوئے درست الفاظ کا استعمال نہیں کرتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام''، ''علیہ الصلاۃ والسلام'' لکھنا یا ''مولی علی'' کہنا یا ''کرم اللہ وجہہ'' لکھنا یا پڑھنا، اسی طرح حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور مہدی رحمہ اللہ کے ساتھ ''امام'' اور ''علیہ السلام'' کا لفظ لکھنے یا پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ یہ روافض کی ایجاد ہے اور ان کا شعار ہے۔ بعض کتب احادیث میں ناسخین نے یہ الفاظ ذکر کر دیے ہیں، اصل میں نہیں ہیں۔ ائمہ اہل سنت تمام صحابہ کے لئے ایک جیسے الفاظ کا استعمال کرتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' بخاری کے ایک نسخہ میں ۲ بار،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوداود میں ۲۹ بار، نسائی میں ۱ بار، السنن الکبریٰ للنسائی میں ۸ بار، ابن ماجہ میں ۲ بار، موطا مالک میں ۱ بار، مصنف عبدالرزاق میں ۲ بار اور مسند اسحاق میں ۱ بار لکھا گیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ''کرم اللہ وجہہ'' کے الفاظ نسائی میں ۵ بار اور ابن ماجہ میں بھی ۵ بار ذکر ہوئے ہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام کے ساتھ ''علیہا السلام'' صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں ۳۷ بار، ابوداود میں ۲ بار، ابن ماجہ میں ۳ بار ذکر ہوا ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ بخاری کے ایک نسخہ میں ۳ بار، ابوداود اور نسائی میں ۱، ۱ بار ''علیہ السلام'' ذکر ہوا ہے، جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بخاری میں ۳ بار، سنن نسائی اور ابن ماجہ میں ۱، ۱ بار ذکر ہوا ہے۔

اسی طرح عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے بخاری کے ایک نسخہ میں ۱ بار اور ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے لیے ایک بار ''علیہا السلام'' ذکر ہوا ہے۔

یہ الفاظ محدثین نے نہیں لکھے، بلکہ ناسخین نے اپنی طرف سے لکھ دیے ہیں، علما نے ان پر نکیر کی ہے۔ بطور شعار ان کا استعمال درست نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

قُلْتُ: وَقَدْ غَلَبَ هٰذَا فِي عِبَارَةِ كَثِيرٍ مِّنَ النُّسَّاخِ لِلْكُتُبِ، أَنْ يُفْرَدَ عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، بِأَنْ يُقَالَ: عَلَيْهِ السَّلَامُ، مِنْ دُونِ سَائِرِ الصَّحَابَةِ، أَوْ: كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ، وَهٰذَا وَإِنْ كَانَ مَعْنَاهُ صَحِيحًا، لٰكِنْ يَنْبَغِي أَنْ يُسَاوَى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ الصَّحَابَةِ فِي ذٰلِكَ؛ فَإِنَّ هٰذَا مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالتَّكْرِيمِ، فَالشَّيْخَانِ وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْهُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

''میں کہتا ہوں، بہت سے کی کتابوں میں کاتبین کی جانب سے یہ طریقہ غالب آ گیا ہے کہ وہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''علیہ السلام'' لگاتے ہیں، باقی صحابہ کے ساتھ نہیں لگاتے، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''کرم اللہ وجہہ'' لکھتے ہیں۔ تو ان کا معنی اگرچہ صحیح ہے، لیکن مناسب ہے کہ اس معاملے میں تمام صحابہ کو برابر رکھا جائے، کیونکہ یہ تعظیم اور تکریم کے باب سے ہے اور شیخین اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس تعظیم کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ حق دار ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔''

(تفسیر ابن کثیر: 478/6، المَوَاهب اللّدنية للقسطلاني: 277/2)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةِ عَلٰى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ يَعْنِي اسْتِقْلَالًا لَمْ تَكُنْ مِنَ الْأَمْرِ الْمَعْرُوفِ وَإِنَّمَا أُحْدِثَتْ فِي دَوْلَةِ بَنِي هَاشِمٍ.

''غیر نبی کے لیے مستقل طور پر ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا (خیر القرون میں) معروف نہیں تھا، یہ بنو ہاشم (عباسیہ) کے دورِ خلافت میں رائج ہوا۔''

(الشِّفاء بتعريف حقوق المصطفى: 68/2، فتح الباري لابن حجر: 170/11)

علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَلصَّلَاةُ عَلٰى غَيْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْرُوهٌ إِذْ فِيهِ مُوَافَقَةُ الرَّوَافِضِ وَلِأَنَّ الْعَصْرَ الْأَوَّلَ خَصَّصُوا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ بِهٖ كَمَا خَصَّصُوا عَزَّ وَجَلَّ بِاللّٰهِ وَكَمَا لَا يُحْسِنُ أَنْ يُّقَالَ: مُحَمَّدٌ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ كَانَ عَزِيزًا جَلِيلًا لَا يُحْسِنُ أَنْ يُّقَالَ: أَبُو بَكْرٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الصَّلَاةُ هُوَ الدُّعَاءُ.

''رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں روافض کی موافقت ہے، نیز صدرِ اول میں ''علیہ الصلاۃ والسلام'' نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھا، جیسا کہ ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ جیسے محمد عزوجل کہنا درست نہیں، باوجود اس کے کہ آپ ﷺ عزیز اور جلیل ہیں، اسی طرح ابو بکر صلوات اللہ علیہ کہنا بھی درست نہیں، اگرچہ صلوٰۃ دعا کے معنی میں ہے۔''

(الوسيط في المذهب: 446/2)

علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ مِنْهُمْ: أَنَّهُ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ تَنْزِيهٍ، قَالُوا: لِأَنَّهُ شِعَارُ أَهْلِ الْبِدَعِ، وَقَدْ نُهِينَا عَنْ شِعَارِهِمْ، لٰكِنَّ الْمُعْتَمَدَ فِي دَلِيلِ الْمَنْعِ أَنَّ الصَّلَاةَ فِي

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِسَانِ السَّلَفِ صَارَتْ مَخْصُوصَةً بِالنَّبِيِّ وَغَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اسْتِقْلَالًا، كَمَا أَنَّ قَوْلَنَا : عَزَّ وَجَلَّ، مَخْصُوصٌ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى، فَكَمَا لَا يُقَالُ : مُحَمَّدٌ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنْ كَانَ عَزِيزًا جَلِيلًا، لَا يُقَالُ: أَبُو بَكْرٍ أَوْ عَلِيٌّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ مَعْنَاهُ صَحِيحًا .

''جو بات اکثر علمانے کی ہے، وہی صحیح ہے کہ (غیر نبی کے لیے ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا) مکروہ تنزیہی ہے، علمانے اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں ان کے شعار کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن ممانعت کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ سلف صالحین ''صلاۃ'' مستقل طور پر انبیائے کرام کے لیے خاص سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہم ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم محمد عزوجل نہیں کہہ سکتے، بے شک آپ ﷺ عزیز و جلیل ہیں۔ اسی طرح ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کے ناموں کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ'' نہیں کہہ سکتے، باوجود اس کے کہ اس کا معنی درست ہے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة : 2/612)

علامہ ابن عابدین شامی (1252ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَحْدَثَهُ الرَّافِضَةُ فِي بَعْضِ الْأَئِمَّةِ وَالتَّشَبُّهُ بِأَهْلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْبِدَعِ مَنْهِيٌّ عَنْهُ فَتَجِبُ مُخَالَفَتُهُمْ.

"یہ بدعت روافض نے اپنے بعض ائمہ کے لئے ایجاد کر لی ہے اور اہل بدعت سے مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے، سو ان کی مخالفت واجب ہے۔"

(فتاوی شامی:6/753)

محدثین کا شعار:

حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةُ وَالرِّضْوَانُ وَالرَّحْمَةُ مِنَ اللّٰهِ بِمَعْنًى وَّاحِدٍ إِلَّا أَنَّهَا وَإِنْ كَانَتْ كَذٰلِكَ فَإِنَّا نَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ لِلصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْرِيفًا لَّهُ وَتَعْظِيمًا.

"صلی اللہ علیہ، رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ کا ایک ہی معنی ہے، لیکن اس کے باوجود ہم (محدثین) صحابی کے لیے "رضی اللہ عنہ" کہنا پسند کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی شرف و تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے لیے "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا پسند کرتے ہیں۔"

(الجامع لأخلاق الرّاوي و آداب السّامع: 2/106)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے اہل بیت کا علم سیکھنا

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ علمائے اہل بیت کسی سے علم نہیں سیکھتے، یہ بات غلو پر مبنی ہے۔ بے دلیل ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔ علم سیکھنے سکھانے سے آتا ہے۔ انبیا کے علاوہ ہر ایک علم سیکھنے کا محتاج ہے۔

ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ وَأَبُوهُ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْغُسْلِ، فَقَالَ: يَكْفِيكَ صَاعٌ.

''ہم کو ابو جعفر نے بیان کیا کہ وہ اور ان کے والد اس وقت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس تھے کہ بعض لوگوں نے ان سے غسل کے متعلق سوال کیا، فرمایا: آپ کو ایک صاع پانی کافی ہوگا۔''

(صحيح البخاري: 252، صحيح مسلم: 329)

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ سَادَاتِ أَهْلِ الْبَيْتِ كَانُوا يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يَطْلُبُهُ غَيْرُهُمْ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى كِذْبِ مَا تَزْعُمُهُ الشِّيعَةُ، أَنَّهُمْ غَيْرُ مُحْتَاجِينَ إِلٰى أَخْذِ الْعِلْمِ عَنْ غَيْرِهِمْ، وَأَنَّهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُخْتَصُّونَ بِعِلْمٍ، يَحْتَاجُ النَّاسُ كُلُّهُمْ إِلَيْهِ، وَلَا يَحْتَاجُونَ هُمْ إِلٰى أَحَدٍ، وَقَدْ كَذَّبَهُمْ فِي ذٰلِكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُهُ مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْبَيْتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

”یہ دلیل ہے کہ اہل بیت کے بزرگ صحابہ سے علم حاصل کیا کرتے تھے، جیسا کہ دیگر لوگ حاصل کیا کرتے تھے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ کا یہ نظریہ جھوٹ ہے کہ علمائے اہل بیت کسی غیر سے علم لینے کے محتاج نہیں ہوتے، بلکہ لوگ ان کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں، اس سلسلہ میں امام جعفر بن محمد اور دیگر علمائے اہل بیت نے (دوسروں سے علم حاصل کرکے) روافض کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔“

(فتح الباري :252/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عید غدیر

یہ شیعہ کی عید ہے۔ جو ۱۸ ذوالحجہ کو مناتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ غدیر خم کے مقام پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ.

”جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے۔“

اس فرمان نبوی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کے ثبوت پر پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت میں کسی فرد بشر نے اس فرمان نبوی کو خلافت علی رضی اللہ عنہ کے ثبوت پر بطور دلیل پیش نہیں کیا، چہ جائیکہ کہ اسے خلافت بلافصل پر دلیل بنایا جائے!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَنْ صَامَ يَوْمَ ثَمَانَ عَشْرَةَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ كُتِبَ لَهُ صِيَامُ سِتِّينَ شَهْرًا، وَهُوَ يَوْمُ غَدِيرِ خُمٍّ لَمَّا أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: أَلَسْتُ وَلِيَّ الْمُؤْمِنِينَ؟، قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: بَخٍ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَخٍ لَكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَصْبَحْتَ مَوْلَايَ وَمَوْلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾.

''جس نے اٹھارہ ذوالحجہ کا روزہ رکھا، اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے، وہ غدیر خم کا دن تھا، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مومنوں کا دوست نہیں ہوں، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، ضرور۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: واہ اے ابن ابی طالب! آپ نے اس حال میں صبح کی کہ آپ میرے اور تمام مسلمانوں کے دوست ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾.

(تاريخ بغداد للخطيب: 290/8، الأمالي للشجري: 259,146,42/1)

تبصرہ:

روایت منکر (ضعیف) ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الدر المنثور: 457/2، وفي نسخة: 19/3)

اس کے ضعف پر ایک تحقیق:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ روایت منکر، بلکہ جھوٹ ہے، کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت کہ ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ جمعہ کے روز عرفہ میں نازل ہوئی، کے خلاف ہے۔ اسی طرح اٹھارہ (۱۸) ذی الحجہ غدیر خم کا روزہ جو ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ہے، بھی غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہیں تو پھر بتائیے، ایک دن کا روزہ ساٹھ ماہ کے برابر کس طرح ہو سکتا ہے، ہمارے شیخ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ساٹھ مہینے والی روایت ذکر کرنے کے بعد اسے سخت 'منکر' کہا ہے، اس روایت کو حبشون خلال اور احمد بن عبداللہ بن احمد نیری (کلاہما صدوق) نے علی بن سعید رملی عن ضمری کی سند سے بیان کیا ہے۔ یہ روایت سیدنا عمر فاروق، سیدنا مالک بن حویرث، سیدنا انس بن مالک اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کی روایت سے نہایت کمزور اور ضعیف اسناد سے مروی ہے۔ اس کے ابتدائی الفاظ من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو یقیناً رسول اللہ کا فرمان ہے: أَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ کا اضافہ بھی مضبوط سند سے مروی ہے، رہا روزے کا مسئلہ، تو یہ بالکل درست نہیں اور اللہ کی قسم یہ آیت بھی غدیر خم کے دن نازل نہیں ہوئی، یہ تو غدیر خم سے کئی دن پہلے یوم عرفہ میں نازل ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔''

(البداية والنهاية: 214/5)

حدیث: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ متواتر ہے۔ اس کا صحیح مفہوم آیندہ صفحات میں واضح کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت بلا فصل اس سے ثابت نہیں:

اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت نہیں ہوتی، بالفرض مان لیں کہ اس آیت سے خلافت علی رضی اللہ عنہ ثابت ہوتی ہے، تو خلافت ہم بھی مانتے ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اسلام کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ خلیفہ بلا فصل والی بات پھر بھی ثابت نہیں ہوتی۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا نَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَلِيًّا بِغَدِيْرِ خُمٍّ فَنَادٰى لَهٗ بِالْوَلَايَةِ هَبَطَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: 3)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر علی رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے ان کی ولایت کا اعلان فرمایا، تو سیدنا جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: 3)

’آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔‘‘

(تاریخ دِمشق لابن عساکر: 237/42)

تبصرہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ جھوٹی روایت ہے۔

① یحییٰ بن عبدالحمید حمانی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ. ''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البدر المنیر: 224/3)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُوْنَ. ''اسے اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے۔''

(فيض القدير للمناوي: 69/6)

② ابو ہارون عمارہ بن جوین عبدی کذاب اور متروک ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُضَعَّفٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ. ''ائمہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(تفسير ابن كثير: 21/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيْفٌ شِيْعِيٌّ. ''یہ ضعیف شیعہ ہے۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء: 226/1)

نیز فرماتے ہیں:

مَتْرُوْكٌ. ''متروک ہے۔'' (ایضا)

مزید فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلَى تَضْعِيْفِهِ أَوْ تَرْكِهِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف یا متروک ہے۔''

(ميزان الاعتدال في نقد الرجال : 173/3)

امام حماد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابًا يَرْوِي بِالْغَدَاةِ شَيْئًا وَبِالْعَشِيِّ شَيْئًا .

''یہ جھوٹا ہے، گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا تھا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 364/6)

امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ رازی رحمہم اللہ نے ضعیف کہا ہے۔

امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ أَلْقِي الرُّكْبَانَ أَسْأَلُ عَنْ أَبِي هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ فَلَمَّا قَدِمَ أَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ عِنْدَهُ كِتَابًا فِيهِ أَشْيَاءَ مُنْكَرَةً فِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ : مَا هٰذَا؟ قَالَ : هٰذَا الْكِتَابُ حَقٌّ .

''میں قافلوں سے ملاقات کر کے ابوہارون عبدی کے بارے میں پوچھا کرتا، جب وہ آیا، میں نے اس کے پاس ایک کتاب دیکھی، جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منکر روایتیں تھیں، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ کتاب حق ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 363/6، وسندهٗ صحيحٌ كالشمس)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''متروک الحدیث'' کہا ہے۔

(سوالات ابن هاني : 2270)

نیز امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی ''متروک الحدیث'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(كتاب الضّعفاء والمتروكين : 476)

امام جوزجانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَذَّابُ مُفْتَرٍ . ”جھوٹا، افترا باز تھا۔“

(أحوال الرّجال : 146)

اس پر اس کے علاوہ بھی ڈھیروں جروح ہیں۔ یہ غالی شیعہ تھا۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیت کریمہ جمعہ کے دن یوم عرفہ کو نازل ہوئی، غدیر خم کا واقعہ حجۃ الوداع کے بعد مدینے کے راستے میں پیش آیا، نہ کہ یوم عرفہ کو۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ آیت غدیر خم کے موقع پر نازل ہی نہیں ہوئی، اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

”اس مہینے میں ایک حادثہ پیش آیا، جیسا کہ دیگر مہینوں میں بھی بہت سے حادثے پیش آئے۔ لیکن اس کو ایک خاص موسم نہیں بنا لیا گیا اور نہ اسلاف ان مہینوں کی تعظیم کرتے ہیں، جیسے ۱۸ ذی الحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم سے واپسی پر خطبہ دیا، آپ نے اس میں وصیت کی کہ کتاب اللہ کو لازم پکڑیں اور اہل بیت کو لازم پکڑیں، جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ تو بعض اہل بدعت نے اس میں اضافہ کر دیا، کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر واضح نص ارشاد فرمائی تھی۔ آپ نے ان کا بستر بچھایا، انہیں اونچی جگہ پر بٹھایا اور پھر یہ اہل بدعت ایسا کلام اور عمل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں، جس کے اضطرار سے واضح ہوتا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ نے یکساں ہوکر یہ نص چھپالی، وصی سے اس کا حق چھین لیا اور فسق وکفر کے مرتکب ہوگئے، سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے۔ تو بنو آدم کی فطرت اور صحابہ کی امانت ودیانت دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بیان حق واجب کیا تھا، تو قطعی پر یہ پتہ چل جاتا ہے کہ نص وغیرہ چھپالینا ممکن ہی نہیں ہے۔ تو یہاں مسئلہ امامت کا بیان مقصود نہیں ہے، بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اس دن کو عید بنانا بدعت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں۔ سلف اور اہل بیت میں سے کسی نے اس دن کو عید نہیں بنایا، کیونکہ عید منانا شریعت ہے اور شریعت میں اتباع واجب ہے۔ نئی عید نکالنا درست نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ایام میں کئی خطبے دیئے، کئی عہد کیے، کئی واقعات پیش آئے، جیسے غزوہ بدر، غزوہ حنین، خندق، فتح مکہ، دخول مدینہ، ہجرت وغیرہ کے واقعات ہیں، اسی طرح کئی ایسے خطبے ہیں، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قواعد دین بیان کیے، لیکن ان دنوں میں عید نہیں بنائی گئی۔ یہ نصاریٰ کی سنت ہے، جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو عید بناتے ہیں، یہود کا بھی طریق کار ہے۔ عید منانا شریعت ہے اور شریعت کی پیروی کی جاتی ہے، دین میں اس چیز کا اضافہ نہیں کیا جاتا، جو اس میں ہے ہی نہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم : 2/122-123)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِدْعَةٌ ظَاهِرَةٌ مُنْكَرَةٌ .

”واضح اور منکر بدعت ہے۔“

(البِداية والنِّهاية : 261/15)

نیز فرماتے ہیں:

فِي عَاشُورَاءَ عَمِلَتِ الرَّوَافِضُ بِدْعَتَهُمْ، وَفِي يَوْمِ غَدِيرِ خُمٍّ عَمِلُوا الْفَرَحَ الْمُبْتَدَعَ .

”عاشوراء میں روافض نے بدعات جاری کیں، غدیر خم والے دن یہ لوگ عید خوشی مناتے ہیں، جو کہ بدعت ہے۔“

(البِداية والنِّهاية : 317/15)

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

”ہم شعارِ دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے روکتے ہیں، جیسا کہ رافضیوں نے ”عید الغدیر“ کے نام سے تیسری عید گھڑ لی ہے۔ بطور شعار کسی خاص وقت اور ہیئت پر کوئی اجتماع قائم کرنا بدعت ہے، اسی طرح کسی خاص ہیئت اور طریقہ پر مشروع عبادت میں اس خیال سے ایک زائد چیز داخل کر دینا کہ یہ عمومی دلائل سے ثابت ہے، تو یہ بالکل درست نہیں، کیونکہ عبادات تعبدی ہیں اور ان کے دلائل توقیفی ہیں۔“

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 200/1)

علامہ مقریزی رحمہ اللہ (۸۴۵ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اِعْلَمْ أَنَّ عِيْدَ الْغَدِيرِ لَمْ يَكُنْ عِيدًا مَّشْرُوعًا، وَلَا عَمِلَهُ أَحَدٌ مِنْ سَالِفِ الْأُمَّةِ الْمُقْتَدٰى بِهِمْ، وَأَوَّلُ مَا عُرِفَ فِي الْإِسْلَامِ بِالْعِرَاقِ أَيَّامَ مُعِزِّ الدَّوْلَةِ عَلِيِّ بْنِ بَوَيْهِ، فَإِنَّهُ أَحْدَثَهُ فِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَخَمْسِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ فَاتَّخَذَهُ الشِّيعَةُ مِنْ حِينَئِذٍ عِيدًا.

''یاد رکھئے کہ عید غدیر شرعی عید نہیں ہے، اسلاف امت میں سے کسی نے یہ عید نہیں منائی، حالانکہ وہ قدوہ تھے۔ یہ عید سب سے پہلے اسلام میں معز الدولہ نے عراق کے اندر متعارف کروائی، یہ بدعت اس نے ۳۵۲ھ میں جاری کی، اس وقت سے لے کر آج تک شیعہ یہ عید مناتے ہیں۔''

(المَواعظ والاعتبار بذكر الخِطَط والآثار: 2/254-255)

عید باباشجاع الدین:

یہ روافض کی عید ہے۔ ابولؤلؤ مجوسی جو کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا، اس کی یاد میں ۹ ربیع الاول کو عید منائی جاتی ہے۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ لوگ اسلام اور اہل اسلام سے کس قدر دشمنی رکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محرم میں شادی

محرم میں شادی کرنا جائز ہے۔ نکاح مسنون عمل ہے۔ کسی بھی مہینے اور وقت میں منعقد کیا جا سکتا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی ممانعت وارد نہیں ہوئی۔ بعض لوگ شوال میں نکاح کرنا درست نہیں سمجھتے تھے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے رد میں فرمایا:

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ، وَبَنٰى بِي فِي شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظٰى عِنْدَهٗ مِنِّي؟

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں میرے ساتھ شادی کی، میری رخصتی بھی شوال میں ہوئی، تو ازواج رسول میں وہ کون سی بیوی ہے، جو مجھ سے زیادہ خوش نصیب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں پسندیدہ تھی؟"

(صحیح مسلم: 1423)

علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی (1252ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ : وَالْبِنَاءُ وَالنِّكَاحُ بَيْنَ الْعِيدَيْنِ جَائِزٌ وَكُرِهَ الزِّفَافُ، وَالْمُخْتَارُ أَنَّهٗ لَا يُكْرَهُ لِأَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَزَوَّجَ بِالصِّدِّيقَةِ فِي شَوَّالٍ وَبَنٰى بِهَا فِيهِ .

"بزازیہ میں ہے: عیدین کے درمیان شادی اور رخصتی کرنا جائز ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ زفاف کو ناپسند کیا گیا ہے اور مختار قول یہ ہے کہ وہ بھی ناپسندیدہ نہیں،
کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں نکاح کیا تھا اور
شوال ہی میں رخصتی ہوئی تھی۔"

(فتاویٰ شامی:3/8)

جس طرح شوال میں نکاح کرنا جاہلی رسم تھی، اسی طرح محرم میں نکاح کو ناجائز سمجھنا بھی جاہلیت کی رسم ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ محرم میں نکاح کرنے کے فلاں فلاں نقصانات ہیں، ان کی بات بے دلیل ہے۔

اگر کوئی کہے کہ محرم میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی ہے تو شاید ہی سال کا کوئی دن ایسا ہو جس میں کوئی شہادت یا بڑا حادثہ رونما نہ ہوا ہو، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے ان کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، آپ کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ اسلام کی تاریخ شہادتوں سے لبریز ہے۔ کتنے ہی انبیاء شہید کر دیئے گئے۔ کیا ہر ایک کے یوم شہادت کو نکاح کرنا ممنوع قرار دیا جائے گا۔

محرم میں شادی نہ کرنا روافض کی بدعت ہے۔ جو اہل سنت میں جاری کر دی گئی ہے۔ آج بھی کئی سنی محرم یا یوم عاشوراء کو نکاح کرنا درست نہیں سمجھتے۔ کسی جائز عمل کو کسی مخصوص وقت میں ناجائز قرار دینا دین میں مداخلت ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک تو جس عمل کو اہل بدعت وضلال کسی وقت کے ساتھ ممنوع کہہ دیں، تو ان کی مخالفت میں اس وقت وہ عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ تاکہ ان کا رد ہو جائے اور عوام الناس کو مسئلہ سمجھ آ جائے۔

علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ هٰذَا النَّوْعِ كَرَاهَةُ الْجُهَّالِ عِنْدَنَا الْيَوْمَ عَقْدَ النِّكَاحِ فِي شَهْرِ الْمُحَرَّمِ، بَلْ يَنْبَغِي أَنْ يُتَيَمَّنَ بِالْعَقْدِ وَالدُّخُولِ فِيهِ، تَمَسُّكًا بِمَا عَظَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ حُرْمَتِهِ، وَرَدْعًا لِلْجُهَّالِ عَنْ جَهَالَاتِهِمْ.

''ہمارے یہاں کے جہلا، جو محرم میں نکاح کو ناپسند کرتے ہیں، یہ بھی اسی نوع سے ہے۔ بلکہ نکاح اور زفاف کے لیے بہ طور برکت اسی مہینے کو اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے اس مہینے کو حرمت کے ساتھ عظمت بخشی ہے اور اسی طرح (محرم میں شادی کرکے) جہلاء کو اپنی جہالتوں سے باز رکھا جا سکے گا۔''

(المُفْهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: 124/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل گرایا؟

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک پر مکا مار کر حمل ساقط کرنے کی داستان جھوٹی ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں اس کا ذکر تک نہیں، البتہ ''کتاب سلیم بن قیس'' میں مذکور ہے۔ اس واقعہ سے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آل بیت سے دشمنی رکھتے تھے۔

جبکہ سلیم بن قیس ہلالی کی طرف منسوب کتاب ''کتاب سلیم بن قیس'' جو ''کتاب السقیفۃ'' کے نام سے موسوم ہے، جھوٹی کتاب ہے۔ اس میں مذکور باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

① صاحب کتاب سلیم بن قیس ''مجہول'' ہے، اہل سنت اور متقدمین شیعہ کی کتب رجال میں اس کی توثیق مذکور نہیں۔ متاخرین شیعہ کی توثیق کا کوئی اعتبار نہیں!

شیعہ عالم ابن الغضائری نے لکھا ہے:

كَانَ أَصْحَابُنَا يَقُولُونَ: إِنَّ سُلَيْمًا لَّا يُعْرَفُ، وَلَا ذُكِرَ فِي خَبَرٍ، وَّالْكِتَابُ مَوْضُوعٌ لَا مِرْيَةَ فِيهِ، وَعَلٰى ذٰلِكَ عَلَامَاتٌ فِيهِ تَدُلُّ عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ، مِنْهَا مَا ذُكِرَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعَظَ أَبَاهُ عِنْدَ مَوْتِهٖ، وَمِنْهَا أَنَّ الْأَئِمَّةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’ہمارے اصحاب کہتے تھے: سلیم ’’مجہول‘‘ ہے، اس کا کسی حدیث میں ذکر تک نہیں ملتا، اس کی کتاب موضوع (جھوٹی) اور نا قابل التفات ہے۔ اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں، جو اس کے جھوٹا ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ مثلاً محمد بن ابوبکر نے اپنے والد کو بہ وقت وفات وعظ ونصیحت کی، ائمہ تیرہ ہیں، وغیرہ۔‘‘(الرّجال :5/1)

② کتاب کا راوی ابان بن ابوعیاش ’’ضعیف ومتروک‘‘ ہے۔ ابن الغضائری نے لکھا ہے:

ضَعِيفٌ، لَّا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ، وَيَنْسِبُ أَصْحَابُنَا وَضْعَ كِتَابِ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ إِلَيْهِ.

’’ضعیف اور نا قابل التفات ہے۔ ہمارے اصحاب کے مطابق ’’کتاب سلیم بن قیس‘‘ اسی کی گھڑنتل ہے۔‘‘(الرّجال :4/1)

شیعہ کتب رجال میں ابان بن ابوعیاش کی توثیق ثابت نہیں، جب کہ اس کتاب کا دارومدار اسی پر ہے۔

تنبیہ:

ابوالعباس احمد بن علی نجاشی (۴۶۰ھ) نے اس کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

...... حَمَّادُ بْنُ عِيسٰى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ.

(رجال النّجاشي :5/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دراصل اس سند میں ابراہیم بن عمر یمانی اور سلیم بن قیس کے درمیان ابان بن ابو عیاش کا واسطہ گر گیا ہے۔ابراہیم بن عمر کا سلیم بن قیس سے روایت کرنا تعجب خیز ہے!

دوسرے یہ کہ ابراہیم بن عمر شیعہ کتب رجال کے مطابق مختلف فیہ ہے۔نجاشی نے ''ثقہ'' کہا ہے جب کہ ابن الغضائری نے ''ضعیف''۔

تیسری اہم بات یہ کہ اس سند میں محمد بن علی صیرفی ''ضعیف و کذاب'' ہے۔

شیعہ عالم سید خوئی نے لکھا ہے:

اَلصَّحِیحُ أَنَّهُ لَا طَرِیقَ لَنَا إِلٰی کِتَابِ سُلَیْمِ بْنِ قَیْسٍ الْمَرْوِي بِطَرِیقِ حَمَّادِ بْنِ عِیسٰی عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ عُمَرَ عَنْهُ، وَذٰلِكَ فَإِنَّ فِي الطَّرِیقِ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الصَّیْرَفِيَّ أَبَا سَمِینَةَ، وَهُوَ ضَعِیفٌ كَذَّابٌ .

''درست یہی ہے کہ ہمارے پاس حماد بن عیسی عن ابراہیم بن عمر عن قیس سند سے مروی ''کتاب سلیم بن قیس'' کا کوئی ثبوت نہیں، کیوں کہ اس سند میں محمد بن علی صیرفی ابو سمینہ ''ضعیف و کذاب'' ہے۔''

(معجم رجال الحدیث: 235/9)

نجاشی نے محمد بن علی صیرفی ابو سمینہ کے بارے میں لکھا ہے:

ضَعِیفٌ جِدًّا، فَاسِدُ الْاِعْتِقَادِ، لَا یُعْتَمَدُ فِي شَيْءٍ، وَكَانَ وَرَدَ «قُمْ» وَقَدِ اشْتُهِرَ بِالْكَذِبِ بِالْكُوفَةِ .

''سخت ''ضعیف'' اور برے عقیدے والا ہے، کسی بھی معاملہ میں معتبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ "قم" میں آیا تھا اور کوفہ میں جھوٹا مشہور تھا۔"

(رجال النّجاشي :234/1)

ثابت ہوا کہ کتاب سلیم بن قیس جھوٹی ہے۔ اس کی ایک ہی سند ہے۔

③ کتاب جھوٹی ہے۔ ابن الغضائری نے لکھا ہے:

فِي الْكِتَابِ مَنَاكِيرُ مُشْتَهِرَةٌ، وَمَا أَظُنُّهُ إِلَّا مَوْضُوعًا.

"اس کتاب میں کئی مشہور منکر باتیں ہیں، میرے مطابق یہ جھوٹی ہے۔"

(الرّجال: 4/8)

ابن داود حلی (۷۰۷ھ) نے اس کتاب کو "موضوع (جھوٹی)" قرار دیا ہے۔

(رجال ابن داود، ص 242)

شیخ مفید شیعہ نے لکھا ہے:

إِنَّ هٰذَا الْكِتَابَ غَيْرُ مَوْثُوقٍ بِهِ، وَلَا يَجُوزُ الْعَمَلُ عَلٰى أَكْثَرِهِ، وَقَدْ حَصَلَ فِيهِ تَخْلِيطٌ وَّتَدْلِيسٌ، فَيَنْبَغِي لِلْمُتَدَيِّنِ أَنْ يَجْتَنِبَ الْعَمَلَ بِكُلِّ مَا فِيهِ.

"یہ ناقابل اعتماد کتاب ہے۔ اس کے بیشتر حصے پر عمل جائز نہیں، اس میں تخلیط و تدلیس ہوئی ہے، لہٰذا ایک دین دار اس پر عمل سے مجتنب رہے۔"

(تصحیح العقائد، ص 72)

④ سلیم بن قیس ہلالی نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض روافض کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے سیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بطن شق کر کے حمل ضائع کر دیا تھا اور گھر کی چھت گرا دی تھی۔ یہ اور ان جیسے دیگر کذب بیانیوں کا بطلان معمولی علم اور سوجھ بوجھ رکھنے والے پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ روافض کا وطیرہ ہے کہ وہ متواتر و معلوم چیزوں کا بڑی آسانی سے انکار کر جاتے ہیں اور معدوم اور بے حقیقت چیزوں کو ببانگ دہل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ﴾ (العنكبوت : ٦٨) ''بھلا اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے، جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو ٹھکرا دے؟'' یہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور حق کے انکاری ہیں۔''

(منهاج السّنة النّبوية : 493/4)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں مُکّا مار کر حمل ساقط کرنے کا کوئی ثبوت نہیں اور جس کتاب سے یہ روایت پیش کی جاتی ہے، اس کا اپنا وجود محتاج دلیل ہے!

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

منبر رسول پر بنوامیہ!

بنوامیہ میں صحابہ خصوصاً سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مسلمین اور اچھے مسلمان ہو گزرے ہیں۔ بنوامیہ میں منصف مزاج بادشاہ بھی تھے، جیسا کہ صحابی ابن صحابی سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور عمر بن عبدالعزیز اموی رحمہ اللہ کی خلافت راشدہ تھی۔ برے اور ظالم بادشاہ بھی ہوئے ہیں، لہٰذا نہ سب کو برا کہنا چاہیے اور نہ سب کو اچھا۔ اسی طرح بنوعباس میں اچھے مسلمان ہوئے ہیں، ان کے بادشاہوں میں اچھے اور منصف مزاج بھی گزرے ہیں اور برے اور ظالم بھی۔ ایسا تو ہر معاشرے میں ہوتا ہے۔

اب تو ہمارے ہاں عباسیت اور مروانیت کے فتنے پنپ رہے ہیں۔ یہ روافض کی سازش ہے، جو مسلمانوں میں پھوٹ اور انتشار کا باعث بنی۔ یاد رہے کہ بنوامیہ یا بنوعباس کی مذمت میں کوئی بھی روایت ثابت نہیں۔

ذیل میں بنوامیہ کے بارے ایک روایت کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَيَنْزِلُونَ، فَأَصْبَحَ كَالْمُتَغَيِّظِ وَقَالَ: مَا لِي رَأَيْتُ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْبَرِي نَزْوَ الْقِرَدَةِ؟، قَالَ : فَمَا رُئِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا بَعْدَ ذٰلِكَ حَتّٰى مَاتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ کے منبر پر بنوامیہ اچھل کود کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے صبح کی، تو بہت غصے میں تھے، فرمایا: میں نے بنو امیہ کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود کر رہے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو وفات تک کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔''

(مسند أبي يعلى :6461)

امام حاکم رحمہ اللہ (۸۴۸۱) نے اس روایت کو بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

تبصرہ:

روایت منکر (ضعیف) ہے، علاء بن عبدالرحمٰن کی بعض روایات منکر اور شاذ ہیں۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَا أُنْكِرُ مِنْ حَدِيثِهٖ أَشْيَاءَ .

''میں اس کی بعض احادیث کو ''منکر'' سمجھتا ہوں۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 358/6)

② سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي فُلَانٍ يَنْزُونَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى مِنْبَرِهٖ نَزْوَ الْقُرُوْدِ فَسَاءَهٗ ذٰلِكَ، فَمَا اسْتَجْمَعَ ضَاحِكًا حَتّٰى مَاتَ ......

''رسول اللہ ﷺ نے (خواب میں) دیکھا کہ بنو فلاں منبر رسول پر بندروں کی طرح اچھل کود کر رہے ہیں، آپ ﷺ کے لیے یہ خواب پریشان کن تھا، اس کے بعد وفات تک آپ ﷺ کبھی کھلکھلا نہ ہنسے۔''

(تفسير الطّبري: 77/15)

تبصرہ:

یہ جھوٹی روایت ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ نے اسے حُدِّثْتُ کہہ کر بیان کیا ہے۔ بیان کرنے والا نامعلوم ہے۔ محمد بن حسن بن زبالہ اور اس کا استاذ عبد المہیمن بن عباس دونوں متروک و کذاب ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا السَّنَدُ ضَعِيفٌ جِدًّا؛ فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ زَبَالَة مَتْرُوكٌ، وَشَيْخَهٗ أَيْضًا ضَعِيفٌ بِالْكُلِّيَّةِ.

''یہ سند سخت ضعیف ہے۔ محمد بن حسن بن زبالہ متروک ہے۔ اس کا استاذ بھی سخت ضعیف ہے۔''

(تفسير ابن كثير: 92/5)

③ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ بَنِي أُمَيَّةَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَسَاءَهُ ذٰلِكَ ......

”نبی کریم ﷺ کو خواب آیا کہ بنو امیہ آپ ﷺ کے منبر پر تھے، تو آپ ﷺ نے اسے برا خواب تعبیر کیا۔“

(سنن الترمذي : 3350)

امام حاکم رحمہ اللہ (۴۷۹۶) نے اس حدیث کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

تبصرہ:

یہ روایت منکر ہے۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَصِحُّ.

”یہ روایت ثابت نہیں ہے۔“

(القَبَس في شرح مؤطإ مالك بن أنس، ص 538)

امام حاکم رحمہ اللہ کے تعاقب میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَدْرِي آفَتُهُ مِنْ أَيْنَ؟

”معلوم نہیں کہ یہ آفت کس کی ڈھائی ہوئی ہے؟“

(مختصر تلخيص الذهبي : 1662/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا يَقْتَضِي اضْطِرَابًا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، ثُمَّ هٰذَا الْحَدِيثُ عَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ مُنْكَرٌ جِدًّا، قَالَ شَيْخُنَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ أَبُو الْحَجَّاجِ الْمِزِّيُّ : هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

”(راوی کے نام میں) یہ (اختلاف) اس حدیث میں اضطراب کا متقاضی ہے، واللہ اعلم! بہرکیف یہ حدیث سخت منکر ہے۔ ہمارے شیخ امام حافظ حجۃ ابوحجاج مزی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر : 442/8)

متواتر حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بنوامیہ کی یوں تعریف کی ہے:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

”میرا یہ بیٹا (حسن بن علی رضی اللہ عنہما) سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔“

(صحيح البخاري : 2704)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میرے بابا کا منبر!

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقُلْتُ: انْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ أَبِي إِلٰى مِنْبَرِ أَبِيكَ، فَقَالَ عُمَرُ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ: إِنَّ أَبِي لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْبَرٌ، ثُمَّ أَخَذَنِي فَأَجْلَسَنِي مَعَهُ، فَلَمَّا نَزَلَ، نَزَلَ بِي مَعَهُ إِلٰى مَنْزِلِهِ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ: اجْعَلْ تَغْشَانَا، اجْعَلْ تَأْتِينَا، فَجِئْتُ يَوْمًا وَهُوَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ، فَجَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَرَجَعَ، فَرَجَعْتُ، فَلَقِيَنِي، فَقَالَ: مَا لِي لَمْ أَرَكَ؟ فَقُلْتُ: قَدْ جِئْتُ وَكُنْتَ خَالِيًا بِمُعَاوِيَةَ، وَابْنُ عُمَرَ عَلَى الْبَابِ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ، فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنَ ابْنِ عُمَرَ.

إِنَّمَا أَنْبَتَ مَا تَرٰى فِي رَأْسِي مِنَ الشَّعْرِ اللّٰهُ ثُمَّ أَنْتُمْ.

”میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تھے، میں نے کہا: میرے بابا کے منبر سے نیچے اتریے اور اپنے والد کے منبر پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چڑھ بیٹھے، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے والد کا کوئی منبر نہیں ہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ (منبر پر) بٹھا لیا۔ جب منبر سے نیچے اترے، تو مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور فرمایا: بیٹا! کھانے کی دعوت پر ہمارے گھر تشریف لایئے گا۔ پھر میں (حسین رضی اللہ عنہ) ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محو گفتگو تھے، اتنے میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور مجلس میں آنے کی اجازت مانگی، لیکن انہیں اجازت نہ ملی، وہ واپس لوٹ گئے، تو میں بھی واپس لوٹ آیا۔ تو (بعد میں) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، پوچھا: آپ کیوں نہ آئے؟ میں نے عرض کیا: میں آیا تھا، لیکن آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محو کلام تھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (اجازت نہ ملنے کی بنا پر) دروازے پر کھڑے تھے، وہ واپس لوٹے تو میں بھی واپس آ گیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو عبد اللہ بن عمر کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ اہل بیت کے ذریعے ہی ہدایت اور سرفرازی عطا کی ہے۔"

(تاریخ العجلي، ص 119، تاریخ واسط للإمام بحشل، ص 203، تاریخ المدینة لابن شبة : 799/3، تاریخ بغداد : 141/1، تاریخ ابن عساکر : 175/14، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (سیر اعلام النبلاء: ۲۸۵/۳) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الاصابة: ۳۳۳/۱) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اس طرح کی روایت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بھی آتی ہے۔

(طبقات ابن سعد : 374/6، تاریخ ابن عساکر : 307/30)

لیکن اس کی سند ثابت نہیں ہے۔

تبصرہ:

اس روایت میں اہل بیت خصوصا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت بیان ہوئی ہے، نیز یہ ثبوت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل بیت کی تکریم کرتے تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت بھی دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل بیت کے ذریعے عزت وعظمت اور ہدایت سے نوازا ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس وقت کی تھی، جب آپ رضی اللہ عنہ بچے تھے، اسی لیے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے از روئے شفقت پوچھا کہ آپ کو یہ بات کس نے سکھائی کہ یہ منبر آپ کے نانا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کسی نے بھی نہیں۔ جیسا کہ دیگر روایتوں کے الفاظ ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً میرے باپ دادا کا کوئی منبر نہیں ہے، یہ واقعی آپ کے نانا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انتہائی والہانہ انداز انہیں اپنے ساتھ منبر پر بٹھالیا، بعد میں اپنے گھر لے گئے اور کھانے کی دعوت دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ آپ کو میری مجلس میں آنے کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، بلکہ یوں فرمایا کہ میری مجلس میں آنے کا اتنا حق میرے بیٹے عبداللہ کا نہیں ہے، جتنا آپ کا ہے، واہ کیا عقیدت ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن افسوس ان لوگوں پر! جو اس روایت سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف اور نفرت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو سیدنا عمر و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے مابین انتہائی قرابت اور محبت کی دلیل ہے۔

لہٰذا اس روایت سے کسی طرح بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی تنقیص ثابت نہیں ہوتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر جلایا؟

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر جلانا ثابت نہیں۔ اس بارے میں بیان کی جانے والی روایت ضعیف ہے۔

اسلم مولیٰ عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حِينَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ يَدْخُلَانِ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُشَاوِرُونَهَا وَيَرْتَجِعُونَ فِي أَمْرِهِمْ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى فَاطِمَةَ فَقَالَ: يَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَبِيكِ، وَمَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا بَعْدَ أَبِيكِ مِنْكِ، وَأَيْمُ اللّٰهِ مَا ذَاكَ بِمَانِعِي إِنِ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ النَّفَرُ عِنْدَكِ، أَنْ أَمَرْتُهُمْ أَنْ يُحَرَّقَ عَلَيْهِمِ الْبَيْتُ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ عُمَرُ جَاءُوهَا فَقَالَتْ: تَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ جَاءَنِي وَقَدْ حَلَفَ بِاللّٰهِ لَئِنْ عُدْتُمْ لَيُحَرِّقَنَّ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَ وَأَيْمُ اللّٰهِ لَيَمْضِيَنَّ لِمَا حَلَفَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ، فَانْصَرِفُوا رَاشِدِينَ فَرَوْا رَأْيَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوا إِلَيَّ، فَانْصَرَفُوا عَنْهَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهَا حَتّٰى بَايَعُوا لِأَبِي بَكْرٍ.

"رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی، سیدنا علی اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس مشورہ کے لیے آتے اور واپس چلے جاتے، یہ بات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی، تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہا: اے دختر رسول اللہ! اللہ کی قسم! مخلوق میں سے آپ کے والد سے بڑھ کر ہمیں کوئی محبوب نہیں اور ان کے بعد ہمیں آپ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں، اللہ کی قسم! اگر اب یہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے، تو مجھے یہ بات اس سے نہیں روکے گی کہ میں ان پر اس گھر کو آگ لگا دوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چلے گئے، تو وہ لوگ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، انہوں نے کہا: جانتے ہو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تھے، انہوں نے اللہ کی قسم اٹھائی ہے کہ اگر آپ دوبارہ آئے، تو وہ گھر کو آگ لگا دیں گے؟ اللہ کی قسم! جو انہوں نے قسم اٹھائی ہے، اسے کر گزریں گے، لہٰذا بھلے طریقے سے واپس چلے جائیں، اپنی رائے پر غور کریں، دوبارہ میرے پاس نہ آنا، وہ لوٹ گئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 14/566-567)

سند منقطع ہے۔ اسلم مولیٰ عمر اس واقعہ کے شاہد نہیں ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انہیں اپنا غلام بنایا، یہ خلافت ابی بکر سے پہلے کی خبر کیسے دے سکتے ہیں، اب انہیں اس واقعہ کی خبر کس نے دی؟ یہ واضح نہیں ہو سکا، لہٰذا یہ مرسل و منقطع روایت ہے۔ بسا اوقات تابعی کا صحابی سے سماع ولقا تو ہوتا ہے، لیکن جو واقعہ نقل کر رہا ہوتا ہے، اس میں حاضر نہیں ہوتا، اسے مرسل و منقطع کہتے ہیں، جو کہ حجت نہیں۔ لیکن صحابہ کے معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ مراسیل صحابہ بالاتفاق حجت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا طبعی موت فوت ہوئیں۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ روافض کا کہنا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زہر دیا تھا۔ یہ محض بہتان ہے۔

① ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰی عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ، قَالَتْ: اَخْشٰی أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ، فَقِيلَ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ: اِئْذَنُوا لَهٗ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ، قَالَ: فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ، وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهٗ، فَقَالَتْ: دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنٰی عَلَيَّ، وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نِسْيًا مَنْسِيًّا.

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حالت نزع میں تھیں، تو جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کو اجازت چاہی، ماں جی کہنے لگے: ڈرتی ہوں کہ وہ میری تعریف کرنے نہ بیٹھ جائیں، کسی نے عرض کیا: وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے چچازادے اور معزز آدمی ہیں، فرمایا: بلا لیجئے! عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: مزاج گرامی کیسے ہیں؟ فرمایا: اگر اللہ کے ہاں اچھی ہوں، تو سب اچھا ہے، کہا: اچھا ہوگا ان شاء اللہ! آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں، آپ کے سوا کسی کنواری کو رسول اللہ ﷺ کا عقد نہیں ملا، قرآن نے آپ کی برأت کی۔ وہ چلے گئے، تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں، ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے، وہ میری تعریف کرنے لگے، جبکہ میں چاہتی تھی کہ گمنام رہتی اور مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(صحيح البخاري : 4753)

② ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی بیمار پرسی کو آئے، سلام کہا اور بیٹھ گئے، فرمایا: ام المومنین! بشارت ہو، تھوڑا ہی وقت ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے والے صحابہ سے جدا ہونے کو ہیں، آپ کی تکالیف ختم ہونے کو ہیں، آپ کی روح جہان فانی سے پرواز کرنے کو ہے۔ ام المومنین! آپ نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین زوجہ تھیں، آپ کی پاکیزگی کی بنا پر یہ پیار آپ کو ملا تھا، آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی تھی، روئے زمین پر کوئی مسجد ایسی نہیں کہ جہاں ان آیات کی دن رات تلاوت نہ ہوتی ہو، مقام ابواء، جہاں آپ کا ہار کھو گیا تھا، وہاں نبی کریم ﷺ اور آپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ اس ہار کی تلاش میں رکے رہے، فجر کا وقت آن پہنچا، پانی تھا نہیں، سو اللہ نے آیت نازل کی: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ......﴾ ''پانی نہ ملے، تو تیمّم کر لیا کریں......'' تیمّم کی رخصت لوگوں کو آپ ہی کی وجہ سے ملی، اللہ کی قسم! آپ بہت مبارک ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ابن عباس! ان باتوں کو چھوڑیئے۔ اللہ کی قسم! میری تو خواہش تھی کہ کاش مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد: 1639، المستدرك للحاكم: 4/8؛ وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

إِنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكّٰى بِهٖ أَبَدًا.

''آپ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ہی میری سہیلیوں (ازواج مطہرات) کے ساتھ دفن کرنا۔ میں (نبی کریم ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن ہو کر) اپنی تعریف نہیں کروانا چاہتی۔''

(صحيح البخاري: 1391)

④ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ عَائِشَةُ، فَدَفَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَيْلًا.

''عائشہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، تو انہیں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رات کو دفن کیا۔''

(مسند الإمام أحمد: 25005، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت اہل جنت؟

درج ذیل روایات غیر ثابت اور جھوٹی ہیں۔ ان کی بنیاد پر کسی کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اصل چیز اسلامی عقائد و اعمال اور اخلاص ہے۔ جن پر نجات اُخروی کا انحصار اور دار و مدار ہے۔ محض نسبت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ ان روایات کی بنا پر بعض پھولے نہیں سماتے، وہ اپنے تئیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل بیت کو ماننے والے ہیں، یا ہم اہل بیت سے ہیں، یہی ہماری نجات کے لیے کافی ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اگر نسبت صحیح ہو اور عقائد و اعمال اہل سنت والجماعت والے ہوں، تو یہ فضیلت ہے۔ اگر نسبت ہی صحیح نہیں اور عقائد و اعمال بھی صحیح نہیں، تو یہ نسبت مفید نہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ کے شوہر نامدار سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے دونوں لخت جگر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے پر نص وارد ہوئی ہے۔ لیکن کسی کا محض اولاد فاطمہ سے ہونا دخول جنت کے لیے ناکافی ہے، بلکہ فیصلہ عقائد و اعمال پر ہوگا۔

روایت نمبر ①:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ فَاطِمَةَ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ.

”فاطمہ نے اپنی عزت کی حفاظت کی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 152/3)

تبصرہ:

اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان پر تعاقب کرتے ہوئے ''ضعیف'' کہا ہے۔ اسے حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''الموضوعات: ۱/۴۲۲) میں ذکر کیا ہے۔ عمر بن غیاث ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

اس کی متابعت تلید بن سلیمان (اللآلی المصنوعۃ للسیوطی: ۱/۴۰۱) نے کی ہے، یہ راوی ضعیف رافضی ہے۔

اس کی سلام بن سلیمان القاری (المھروانیات: ۶۹) نے بھی متابعت کی ہے، لیکن وہ سند موضوع ہے۔

① یونس بن سابق کوفی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ؟

''اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔''

(لسان الميزان: 554/7)

② احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ ''متہم'' ہے۔

③ حفص بن عمر ایلی ضعیف ہے۔

یہ روایت موقوف بھی آتی ہے، لیکن ثابت نہیں۔

روایت نمبر ②:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَّا يُدْخِلَ أَحَدًا مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي النَّارَ فَأَعْطَانِيهَا .

”میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو جہنم میں داخل نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ نے میری التجا منظور فرمالی۔“

(أمالي ابن بشران : 332)

تبصرہ:

روایت جھوٹی ہے۔

① ابوحمزہ ثمالی ضعیف رافضی ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ .

”اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔“

(ديوان الضعفاء : 684)

② محمد بن یونس کدیمی سخت ضعیف ہے، بعض نے ”وضاع“ بھی کہا ہے۔

روایت نمبر ③:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُ مُعَذِّبِكِ، وَلَا وَلَدِكِ .

”اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولاد کو عذاب نہیں دے گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(المُعجم الكبير للطّبراني : 11685)

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے۔

① احمد بن حسین بن ماہہرام، ابوعبداللہ ایذاجی ''مجہول'' ہے۔

② اسماعیل بن موسیٰ بن عثمان انصاری بھی ''مجہول'' ہے۔

روایت نمبر ④:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ لِأَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَمُحِبِّيهَا عَنِ النَّارِ.

''فاطمہ کا نام فاطمہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان سے محبت کرنے والوں کو جہنم سے بچالیا ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 287/14)

تبصرہ:

سند موضوع (من گھڑت) ہے۔

① حسن بن عمرو بن سیف بصری ''متروک'' ہے۔

② قاسم بن مطیب ''ضعیف'' ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْمَجْهُولِينَ غَيْرُ وَاحِدٍ،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَيْسَ بِثَابِتٍ .

''اس حدیث کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں، یہ حدیث ثابت نہیں۔''

روایت نمبر ⑤:

اس معنی کی ایک روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الموضوعات لابن الجوزي : 421/1)

تبصرہ:

اس کی سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن زکریا ابو جعفر غلابی ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

② ابو زید بحرج بن عمیر حنفی ''مجہول'' ہے۔

③ بشر بن ابراہیم انصاری ''وضاع'' ہے۔

④ یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں۔

⑤ ابو کثیر صالح بن المتوکل مجہول ہے۔

روایت نمبر ⑥:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مِنْ رِضَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَّا يَدْخُلَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ .

''محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی جہنم میں داخل نہ ہو۔'' (تفسير الطّبري : 488/24)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

روایت موضوع ہے۔

① حکم بن ظہیر فزاری "متروک، کذاب رافضی" ہے۔

② اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی (حسن الحدیث) کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، لٰكِنَّهُ جَمَعَ التَّفْسِيرَ مِنْ طُرُقٍ، مِنْهَا عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَّعَنْ مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيلَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَنْ نَاسٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، وَغَيْرِهِمْ، وَخَلَطَ رِوَايَاتِ الْجَمِيعِ، فَلَمْ تَتَمَيَّزْ رِوَايَةُ الثِّقَةِ مِنَ الضَّعِيفِ، وَلَمْ يَلْقَ السُّدِّيُّ مِنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ.

"یہ راوی تو صدوق ہے، لیکن انہوں نے کئی سندوں سے تفسیر جمع کی ہے، مثلاً صالح عن ابن عباس، مرہ بن شراحیل عن ابن مسعود، عن ناس من الصحابہ، وغیرہ۔ سدی پر ان سب کی روایات خلط ملط ہو گئیں تھیں، لہٰذا ثقہ اور ضعیف کی روایت میں امتیاز نہیں ہو سکا اور نہ ہی سدی کی سوائے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے، کسی صحابی سے ملاقات ہے۔"

(العُجاب في بيان الأسباب: 1/211-212)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت افطار

روزہ جلدی افطار کرنا انبیا کی سنت اور اہل سنت کا شعار ہے۔ احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر دلالت کناں ہیں اور اسی میں امت کی خیر پنہاں ہے۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ (البقرة : ۱۸۷)

''روزہ رات تک مکمل کرو۔''

پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہو، روزہ افطار کر دیا جائے۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

① بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُومُوا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ، وَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ فَأَفْطِرُوا.

''روزہ ایسے رکھیں، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے اور روزہ رات تک مکمل کریں، جوں ہی رات داخل ہو، افطار کر لیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 225/5)

② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

”جب اس (مغرب کی) طرف سے رات نمودار ہو جائے، اس (مشرق کی) طرف سے دن ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے، تو روزے دار کی افطاری کا وقت ہو جاتا ہے۔“

(صحیح البخاري: 1954، صحیح مسلم: 1100)

③ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

”لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“

(صحیح البخاري: 1957، صحیح مسلم: 1098)

شرح الحدیث

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) نے اس حدیث پر بایں الفاظ باب قائم کیا ہے:

بَابُ ذِكْرِ دَوَامِ النَّاسِ عَلَى الْخَيْرِ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ وَفِيهِ كَالدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوا الْفِطْرَ وَقَعُوا فِي الشَّرِّ.

”اس بات کا بیان ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے، اس کا مفہوم مخالف یہ ہوگا کہ جب افطار میں تاخیر کریں گے، تو شر میں واقع ہو جائیں گے۔“

(صحیح ابن خزیمة، قبل الحدیث: 2059)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ظَاهِرُهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَشَارَ أَنَّ فَسَادَ الْأُمُورِ يَتَعَلَّقُ بِتَغَيُّرِ هٰذِهِ السُّنَّةِ الَّتِي هِيَ تَعْجِيلُ الْفِطْرِ، وَأَنَّ تَأْخِيرَهُ وَمُخَالَفَةَ السُّنَّةِ فِي ذٰلِكَ كَالْعِلْمِ عَلٰى فَسَادِ الْأُمُورِ.

”اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اشارہ کیا ہے کہ (دنیوی واخروی) معاملات کی بربادی کا سبب جلد افطار کرنے کی سنت کو بدلنا ہے۔ نیز افطاری میں تاخیر اور اس حوالے سے سنت کی مخالفت کرنا، جانتے بوجھتے امور (دین ودنیا) کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔“

(إكمال الغلم بشرح صحيح مسلم : 34/4)

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (۶۶۱ھ) لکھتے ہیں:

”روزہ جلدی افطار کرنے میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہے، یہ ستاروں کے طلوع ہونے پر افطار کرتے تھے، پھر یہ ہماری امت میں اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے، یہ ان کی نشانی ہے، حالانکہ اس عمل پر رسول اللہ ﷺ راضی نہیں تھے۔“

(المُيَسَّر في شرح مصابيح السّنّة : 463/2، المِرقاة للملا علي : 1381/4)

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

”غروب شمس کے یقین ہو جانے کے فوراً بعد افطار کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نیز اس میں شیعہ کا رد ہے کہ جو افطار میں تاخیر کرتے ہیں اور ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہتے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔شاید لوگوں کے خیر پر رہنے کا سبب جلدی افطار کرنا ہے، کیونکہ اگر وہ افطار تاخیر سے کریں گے، تو خلاف سنت عمل کے مرتکب ٹھہریں گے اور خیر پرتب تک رہیں گے، جب تک سنت پر عمل پیرا رہیں گے۔‘‘

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام: 26/2)

علامہ زیلعی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى الرَّدِّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الْفِطْرَ إِلٰى ظُهُورِ النَّجْمِ لِأَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوهُ كَانَ عَلٰى خِلَافِ السُّنَّةِ.

’’اس حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو ستاروں کے طلوع ہونے تک افطاری میں تاخیر کرتے ہیں، کیونکہ یہ تاخیر خلاف سنت ہے۔‘‘

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: 343/1)

علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) لکھتے ہیں:

فِي التَّعْجِيلِ رَدٌّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ إِلٰى ظُهُورِ النُّجُومِ.

’’روزہ جلدی افطار کرنے میں شیعہ کا رد ہے، جو افطاری کو ستاروں کے طلوع ہونے تک مؤخر کرتے ہیں۔‘‘

(التوضيح لشرح الجامع الصحيح: 400/13)

④ تابعی کبیر، ابوعطیہ وادعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْنَا : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، قَالَتْ : أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ : قُلْنَا : عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَتْ، كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”میں اور مسروق رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، ہم نے کہا: ام المومنین! دو صحابی ہیں، ایک جلدی افطار کر لیتے ہیں اور نماز بھی جلدی ادا کرتے ہیں، جبکہ دوسرے (تھوڑی) تاخیر سے افطار کرتے ہیں اور نماز میں بھی تاخیر کر دیتے ہیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کون ہیں، جو افطار اور نماز میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، تو سیدہ نے فرمایا: جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔“

(صحیح مسلم: 1099)

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُونَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”دین تب تک غالب رہے گا، جب تک لوگ جلدی افطار کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود ونصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔“

(سنن أبي داود : 2353، السنن الکبری للنسائي : 3313، سنن ابن ماجه : 1698، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۰۶۰) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۰۳) نے صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۳۱) نے اسے مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع ۶:۴۰۴) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

”یہ سند ”صحیح“ ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔“

(مِصباح الزّجاجة : 71/2)

⑥ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلّٰى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلٰى شَرْبَةٍ مِّنْ مَاءٍ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کیے بغیر مغرب کی نماز پڑھائی ہو، چاہے پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کر لیں۔“

(صحیح ابن حبان : 3504، وسندهٗ صحیحٌ)

⑦ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا .

''ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني :11/199، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تنوير الحوالك :1/133)

ان تمام احادیث کے متعلق حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ مُتَوَاتِرَةٌ صِحَاحٌ .

''یہ احادیث متواتر اور ''صحیح'' ہیں۔''

(الاستذكار : 3/345)

علامہ ابن رشد قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مِنْ سُنَنِ الصَّوْمِ تَأْخِيرَ السُّحُورِ وَتَعْجِيلَ الْفِطْرِ .

''فقہا کا اجماع واتفاق ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا روزے کی سنن میں شامل ہے۔''

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد :1/404)

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ سُنَّةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا .

''افطار میں جلدی کرنا بالاتفاق سنت ہے۔''

(الشافي في شرح مسند الشافعي : 198/3)

⑧ امام ابو جمرہ ضبعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يُفْطِرُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ إِذَا أَمْسٰى، بَعَثَ رَبِيبًا لَهُ يَصْعَدُ ظَهْرَ الدَّارِ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَذَّنَ فَيَأْكُلُ، وَنَأْكُلُ فَإِذَا فَرَغَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَقُومُ يُصَلِّي، وَنُصَلِّي مَعَهُ .

''آپ رحمہ اللہ (عالم اہل بیت) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رمضان میں افطاری کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے سوتیلے بیٹے کو بھیجتے کہ وہ گھر کی چھت پر چڑھے۔ جوں ہی سورج غروب ہوتا، وہ خبر دیتا، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھانا شروع کر دیتے، ہم بھی کھانے لگ جاتے، کھانے سے فارغ ہوتے، تو اقامت کہی جاتی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے، ہم بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

المیہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَارُوا لَا يُؤَذِّنُونَ إِلَّا بَعْدَ الْغُرُوبِ بِدَرَجَةٍ لِتَمْكِينِ الْوَقْتِ زَعَمُوا فَأَخَّرُوا الْفِطْرَ وَعَجَّلُوا السُّحُورَ وَخَالَفُوا السُّنَّةَ فَلِذٰلِكَ قَلَّ عَنْهُمُ الْخَيْرُ وَكَثِيرٌ فِيهِمُ الشَّرُّ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

''اب لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ غروب شمس کے ایک وقت بعد اذان دیتے ہیں، اس خیال سے کہ وقت پوری طرح داخل ہو جائے، افطاری تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کرتے ہیں، سنت کی مخالفت پر کمربستہ ہیں، اسی لیے ان میں خیر کم اور شر زیادہ ہے۔ باقی، اللہ ہی مددگار ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 4/199)

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ قَوْلُ طَائِفَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ كَالرَّوَافِضِ وَنَحْوِهِمْ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَدِّ بِهِمْ.

''افطار میں تاخیر کرنا اہل بدعت روافض وغیرہ کا مذہب ہے، معتمد علیہ علما میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔''

(فتح الباري لابن رجب : 4/353)

تنبیہ:

حمید بن عبد الرحمن مدنی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunhat.com

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ، قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا، ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ رات ہو رہی ہے تو افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز ادا کرتے ہیں، پھر نماز مغرب کے بعد افطار کرتے تھے، یہ آپ کے رمضان کا معمول تھا۔''

(مؤطأ الإمام مالك: 289/1)

تبصرہ:

اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔حمید بن عبدالرحمٰن کا سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ.

''صحیح یہ ہے کہ حمید نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

(تاریخ الإسلام: 1085/2)

حمید کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی سماع نہیں۔اس پر قرائن موجود ہیں۔

① حمید نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بغیر واسطہ کے ایک یا دو روایتیں ہی بیان کی ہیں، جن میں احتمال ہے، تصریح نہیں، جبکہ باقی تمام روایات ایک راوی کے واسطہ سے بیان کی ہیں۔

② امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”حمید کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے۔“

(المراسيل لابن أبي حاتم، 49)

جب علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں، تو یقیناً عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی نہیں۔

③ جمہور ائمہ حدیث نے حمید کا سن وفات ۱۰۵ھ ذکر کیا ہے، اس بنا پہ کہا جا سکتا ہے حمید کا عثمان رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

طبقات ابن سعد (۱۱۷/۵) اور شرح معانی الآثار للطحاوی (۱۵۵/۱) میں حمید بن عبدالرحمٰن نے رَأَيْتُ عُمَرَ وَعُثْمَانَ ...... کہا ہے۔

یہ روایت زہری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ زہری نے جہاں سماع کی تصریح کی ہے، وہاں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ یا یہ الفاظ کسی راوی کا وہم ہیں۔

تنبیہ:

قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عُمَرَ، وَعُثْمَانَ، كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ إِذَا رَأَيَا اللَّيْلَ، كَانَا يُفْطِرَانِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَا .

”سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما رات طلوع ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کر لیتے تھے اور نماز سے پہلے افطاری کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 105/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلصَّلاَةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

① سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ.

"سنت سے ثابت ہے کہ جب مؤذن اذانِ فجر میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے، تو اس کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے۔"

(سنن الدّارقطني :243/1، السّنن الکبرٰی للبیهقي :423/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸٦) اور حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (۲۵۹۸) نے "صحیح" کہا ہے، جبکہ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

یاد رہے کہ جب کوئی صحابی کسی حدیث میں مِنَ السُّنَّةِ کے الفاظ کہے، تو وہ حدیث بالاتفاق مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے، ثابت ہوا کہ عہد نبوی میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ اذانِ فجر میں کہے جاتے تھے۔

تنبیہ:

مصنف ابن ابی شیبہ (۱۸۹/۱) میں "انس" کی تصحیف "لیس" سے ہوگئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

② یہ الفاظ خود نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو سکھائے تھے۔

(سنن أبي داوٗد: 501، سنن النّسائي: 634، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حازمی نے امام ابوداوٗد، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ کی شرط پر ''حسن'' کہا ہے۔

(الاعتبار: 69-70)

عثمان بن سائب جمحی اور اس کا باپ السائب جمحی دونوں ''حسن الحدیث'' ہیں، امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان رحمہما اللہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

تنبیہ:

الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ اذان فجر میں کہے جائیں گے، بعض اہل علم کی رائے ہے، یہ اذان سحری کہے جائیں، یہ مرجوح رائے ہے، کیونکہ رات کی اذان کو اذان فجر یا اذان الغداۃ نہیں کہتے۔ اس پر مزید دلائل بھی ہیں۔

تنبیہ:

❁ موطا امام مالک میں روایت ہے:

إِنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهٗ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهٗ نَائِمًا، فَقَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، فَأَمَرَهٗ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ.

''(امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ان کو یہ بات پہنچی کہ مؤذن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز صبح کی اطلاع دینے آیا، اس نے آپ کو سویا ہوا پایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو کہا: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے)، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دے دیا کہ صبح کی اذان میں یہ کلمات پڑھا کرے۔"

(المؤطأ للإمام مالك :72/1)

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اذان میں ان الفاظ کا اضافہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا ہے، لیکن یہ قطعاً غلط بات ہے، کیونکہ اس روایت کی سند "ضعیف" ہے، امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچانے والا نامعلوم ہے! شریعت نے ہمیں نامعلوم اور "مجہول" لوگوں کی روایات قبول کرنے کا مکلّف نہیں ٹھہرایا، بلکہ جن سے اللہ کا دین لیں، ان کا اپنا دین بھی ہمیں معلوم ہونا ضروری ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اچھا جانا اور مؤذّن سے کہا:

أَقِرَّهَا فِي أَذَانِكَ . "یہ الفاظ اذان میں برقرار رکھیے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1)

سند ضعیف ہے، اسماعیل نامی راوی کے "مجہول" ہے، لہٰذا دونوں روایتیں مردود اور ناقابل حجت ہوئیں۔

ثابت ہوا کہ اذانِ فجر میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ سنت سے ثابت ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤذّن سے فرمایا تھا کہ جب وہ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے، تو الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے۔

(سنن الدّارقطني :250/1، ح :935، وسندهٗ حسنٌ)

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے نہیں کہے، بلکہ سنت کی پیروی میں کہے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ الفاظ اذان میں کہنا ثابت ہیں۔

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1، وسنده صحيح)

امام عروہ بن زبیر (مصنف بن ابی شیبہ: ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح)، امام محمد بن سیرین (مصنف بن ابی شیبہ: ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح) اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (الصلاۃ لابی نعیم: ۲۴۸) اذان فجر میں ان کلمات کے قائل تھے۔

❀ اسود بن یزید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ سَمِعَ مُؤَذِّنًا يَقُولُ فِي الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَقَالَ: لَا يَزِيدُونَ فِي الْأَذَانِ مَا لَيْسَ مِنْهُ.

"آپ رحمہ اللہ نے ایک مؤذن کو فجر کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" کہتے سنا، تو فرمایا: صحابہ کرام اذان میں اضافہ نہیں کرتے تھے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1)

سند سخت ضعیف ہے، حکیم بن جبیر ضعیف و متروک ہے، عمران بن جعد مجہول ہے۔

❀ طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ ثَوَّبَ فِي الْفَجْرِ بِلَالٌ عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ كَانَ إِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ.

"سب سے پہلے اذانِ فجر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عہد ابی بکر میں الصلاۃ خیر من النوم کہا، آپ رضی اللہ عنہ جب حی علی الفلاح کہتے، تو دو مرتبہ الصلاۃ خیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من النوم کہا کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 270/7)

سند ضعیف ہے، طاؤس بن کیسان نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، لہٰذا یہ قول مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی کبھار ”حی علی الفلاح“ کے بعد حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کے الفاظ کہہ دیتے تھے۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي :424/1)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات کو کبھی کبھار بطور تثویب ادا کر لیتے تھے، شعار نہیں بناتے تھے، نہ ہی انہیں اصل اذان کا مستقل جزو سمجھتے تھے، ان کلمات کو بطور شعار ادا کرنا عہد نبوی اور اسلاف امت کے زمانہ میں نہیں ملتا۔

امام زین العابدین، علی بن حسین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَقُولُ فِي أَذَانِهِ إِذَا قَالَ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ : حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ وَيَقُولُ : هُوَ الْأَذَانُ الْأَوَّلُ .

”آپ رحمہ اللہ اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کے الفاظ کہتے تھے۔ نیز فرماتے تھے کہ یہ پہلی اذان ہے۔“

(السنن الكبرىٰ:425/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهِ اللَّفْظَةُ لَمْ تَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا عَلَّمَ بِلَالًا وَأَبَا مَحْذُورَةَ وَنَحْنُ نَكْرَهُ الزِّيَادَةَ فِيهِ .

''یہ الفاظ نبی کریم ﷺ سے اس اذان میں ثابت نہیں، جو آپ ﷺ نے سیدنا بلال اور سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی۔ہم اذان کے کلمات میں زیادتی کو مکروہ سمجھتے ہیں۔''

(السنن الکبریٰ: 425/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ صَارَتْ سِمَةً وَّشِعَارًا لِّلْإِمَامِيَّةِ .

''(اذان میں یہ الفاظ اب) امامیہ (روافض) کی نشانی اور شعار بن چکے ہیں۔''

(المهذّب في اختصار السّنن الكبير: 419/1)

تنبیہ:

مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ، قَالَ : اخْرُجْ بِنَا فَإِنَّ هٰذِهِ بِدْعَةٌ .

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، ایک شخص نے ظہر یا عصر میں تثویب کی، تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہاں سے نکلیں، یہ تثویب بدعت ہے۔''

(سنن أبي داود: 538)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے، ابو یحییٰ قتات جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَيَحْيٰى وَالْأَكْثَرُونَ.

''اسے امام احمد، امام یحییٰ بن معین اور جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(فتح الباري : 405/2)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جَرَّحَهُ الْأَكْثَرُونَ.

''اسے جمہور نے مجروح قرار دیا ہے۔''

(البدر المنير : 325/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(زوائد مختصر مسند البزّار : 393/1)

تنبیہ:

شیعہ عالم ابن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) اذان میں حی علی خیر العمل کے علاوہ اہل سنت کی اذان ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

''یہ صحیح اذان ہے، اس میں کمی پیشی نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ مفوضہ فرقہ پر لعنت کرے، انہوں نے روایتیں گھڑیں اور اذان میں دو مرتبہ ''محمد و آل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد خیر البریۃ'' کے الفاظ کی زیادتی کی، ان کی بعض روایتوں میں اشھد ان محمدا رسول اللہ کے بعد دو مرتبہ اشھد ان علیا ولی اللہ ہے۔ بعض مفوضہ نے ان کلمات کی جگہ دو مرتبہ اشھد ان علیا امیر المومنین حقا کے الفاظ بھی روایت کیے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ ولی اللہ ہیں اور آپ برحق امیر المومنین ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل مخلوق میں سب سے بہتر ہیں، لیکن یہ الفاظ اذان میں نہیں ہیں۔ میں نے یہ بات اس لیے ذکر کر دی ہے، تاکہ اذان میں ان الفاظ کی زیادتی کی بنا پر اس فرقے کا علم ہو جائے، جو متہم بالتفویض ہے اور اس نے تقیہ کر کے اپنے آپ کو شیعہ میں چھپا رکھا ہے۔''

(من لَّا یَحْضُرُہُ الفقیہ : 1/188-189، طبع تہران، ایران)

یاد رہے کہ شیعہ کے نزدیک تقیہ کرتے ہوئے حی علی خیر العمل کے بعد الصلاۃ خیر من النوم کہنے میں کوئی حرج نہیں اور ان کے نزدیک خیر العمل کا معنی ولایت یا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے اچھا سلوک کرنا ہے۔

نوٹ:

شیعہ کی موجودہ اذان کا ثبوت ان کے اصولِ اربعہ میں نہیں ملتا۔

الحاصل: اذانِ فجر میں الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ عہد نبوی سے شامل ہیں، یہ کہنا کہ اذان میں یہ الفاظ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہے محتاج دلیل ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں ہاتھ باندھنا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.

''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري:631)

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا.

''ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني:11/199، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تنوير الحوالك:1/133)

نبی کریم ﷺ نے اپنے طریقہ کے مطابق نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نماز میں ہاتھ باندھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے ہاتھ چھوڑ کر نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا قطعاً ثابت نہیں۔

② سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔''

(صحيح مسلم :401)

نیز بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی، گٹ اور بازو پر رکھا۔''

(مسند أحمد : 318/4، سنن أبي داود : 727، سنن النسائي : 890، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَاضِعٌ يَدِي الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَأَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنٰى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرٰى .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، میں نے (نماز میں) اپنا بایاں ہاتھ دائیں پر باندھا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر بائیں پر رکھ دیا۔''

(سنن أبي داود : 755، سنن النسائي : 889، سنن ابن ماجه :811، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 224/2)

④ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ.

"صحابہ کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھے۔"

(صحيح البخاري: 740)

⑤ سیدنا ہلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، وَرَأَيْتُهُ يَضَعُ هٰذِهِ عَلٰى صَدْرِهِ، وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصَلِ.

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (سلام کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں اور بائیں دونوں جانب پھرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے، راوی حدیث یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ نے یہ طریقہ بیان کیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھا۔"

(مسند الإمام أحمد: 226/5، التحقيق لابن الجوزي: 338/1، جامع المسانيد والسنن للحافظ ابن كثير: 12/296-297، ح: 9693، وسندهٗ حسنٌ)

⑥ ابن جریر ضبی رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُمْسِكُ شِمَالَهٗ بِيَمِينِهٖ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ.

"میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں کوگٹ سے پکڑ کر انہیں ناف سے اوپر رکھا ہوا تھا۔"

(سنن أبي داود: 757، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی رحمہ اللہ (۲/۳۰) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تغلیق التعلیق: ۲/۴۴۳) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔ ابو بدر شجاع بن ولید جمہور کے نزدیک ثقہ ہے۔

روافض ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ وہ یہ بتائیں کہ نبی کریم ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عمل کو کیوں نہیں لیتے؟

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِينِهٖ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَكَذَا نَقُولُ، وَمِمَّنْ رَأَى أَنْ تُوضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَحُكِيَ ذٰلِكَ عَنِ الشَّافِعِيِّ.

''نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نماز میں داخل ہوتے، تو دائیں ہاتھ مبارک سے بائیں کو پکڑ لیتے تھے، ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ امام مالک، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ اور امام شافعی رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے۔''

(الأوسط: 92/3)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ تَخْتَلِفِ الْآثَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ.

''اس (ہاتھ باندھنے) کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے مروی روایات میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(التمهيد لما في الموطإ من المعاني والأسانيد: 74/20)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

عمرو بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ أَرْخَى يَدَيْهِ .

"عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو ہاتھوں کو چھوڑتے۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 391/1، طَبقات المحدّثين الواردين بأصبهان لأبي الشّيخ الأصبهاني : 200/2، وسندهٔ صحيحٌ)

اس اثر کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو چھوڑ دیتے، پھر باندھ لیتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ قیام میں ہاتھوں کو چھوڑتے ہوں۔ تو یہ آپ کا اجتہاد ہے۔ جو کہ درست نہیں، نہ ہی قابل عمل ہے۔ اس طرح آپ کا یہ اجتہاد احادیث صحیحہ ثابتہ اور آثار صحابہ کے موافق نہیں۔ لہٰذا جس عمل پر صحیح حدیث سے دلیل نہ ہو، نیز اس میں دوسرے معنی کا احتمال بھی ہو، اسے کیونکر اختیار کیا جا سکتا ہے۔ نیز اہل اجتہاد کے سارے کے سارے اجتہادات قابل عمل نہیں۔ مجتہدین کو درست اجتہاد کی صورت میں دوہرا اور اجتہادی خطا پر اکہرا اجر ملتا ہے، لیکن کسی اور کے لیے ان کی اجتہادی خطا پر عمل کرنا جائز نہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رکوع میں تطبیق (رکوع میں ہتھیلیاں جوڑ کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھنا) کرتے تھے۔

(صحیح مسلم : 534)

سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں اولے کھانا جائز سمجھتے تھے۔

(مسند الإمام أحمد : 13971، وسندهٔ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے شراب کی بیع ثابت ہے۔

(صحيح البخاري: 2223، صحيح مسلم: 1582)

سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا علی، سیدنا زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ بیوی سے مجامعت کی، انزال نہ ہوا، تو غسل واجب نہیں۔

(صحيح البخاري: 292، صحيح مسلم: 347)

تنبیہ:

www.kitabosunnat.com

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي صَلَاتِهٖ رَفَعَ يَدَيْهِ قُبَالَةَ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا كَبَّرَ أَرْسَلَهُمَا ثُمَّ سَكَتَ، وَرُبَّمَا رَأَيْتُهٗ يَضَعُ يَمِينَهٗ عَلٰى يَسَارِهٖ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ سَكَتَ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے، تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے، جب تکبیر تحریمہ کہتے، تو دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیتے، پھر سکتہ کرتے، کبھی کبھی میں دیکھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے، جب فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے، تو سکتہ کرتے۔''

(المعجم الكبير للطبراني: 20/74)

سند جھوٹی ہے۔ خصیب بن جحدر باالاتفاق ''متروک و کذاب'' ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

الله